# ارمغانِ امامِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ

جلد دوم

ترتیب و تدوین

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

شیر ربانی پبلیکیشنز لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۳۲ویں سالانہ

## قومی امام ربانی کانفرنس

میں پڑھے جانے والے علمی و تحقیقی مقالات

(منعقدہ ۲۲ فروری ۲۰۰۹ بمقام کانفرنس ہال ہمدرد مرکز گلشن روڈ لاہور)

# ارمغانِ امامِ ربّانی

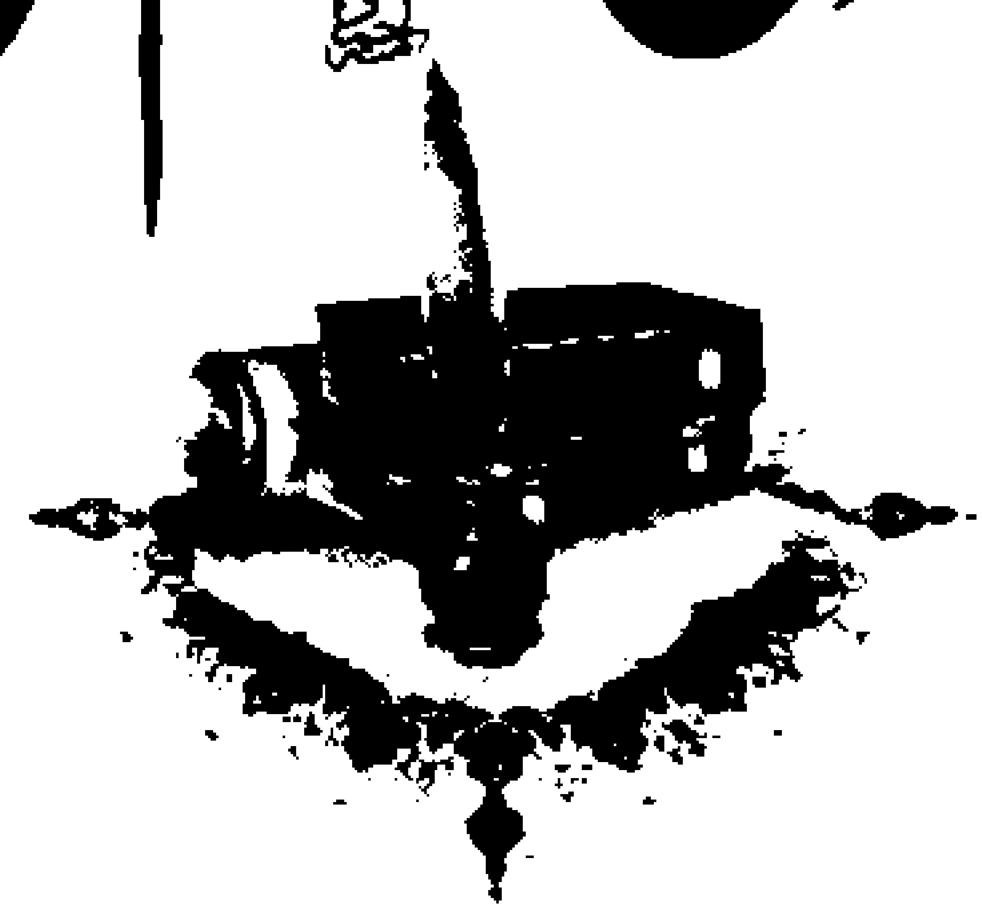

جلد دوم

ترتیب و تدوین

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

شیر ربانی پبلیکیشنز لاہور

جامع مسجد قادریہ شیر ربانی ۲۱-ایکڑ سکیم نیا مزنگ، سمن آباد لاہور

marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۳۲ویں سالانہ

## قومی امام ربانی کانفرنس

میں پڑھے جانے والے علمی و تحقیقی مقالات

(منعقدہ ۲۲ فروری ۲۰۰۹ بمقام کانفرنس ہال ہمدرد مرکز لٹن روڈ لاہور)

# ارمغانِ امامِ ربانی

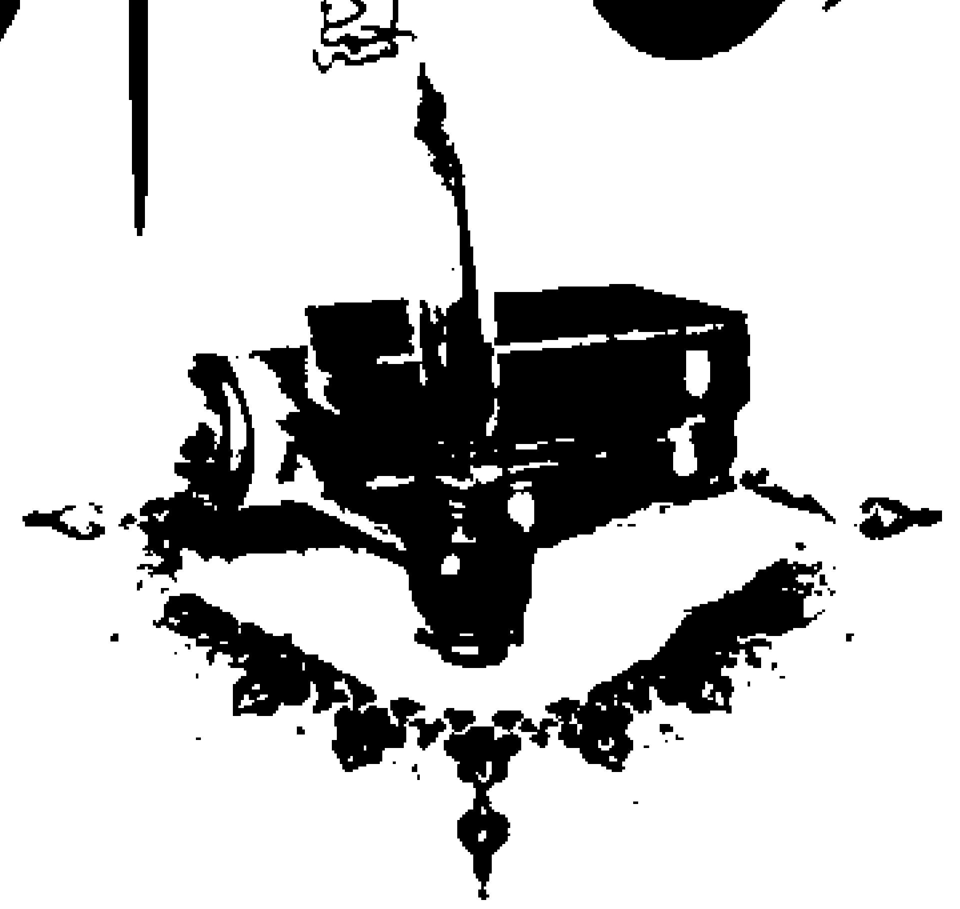

جلد دوم

ترتیب و تدوین


ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس



شبیر ربانی پبلیکیشنز لاہور

جامع مسجد قادریہ شیر ربانی ۲۱۔ اے لمٹ سکیم یا مزنگ چمن آباد لاہور



Marfat.com

سلسلہ اشاعت نمبر ۴۳

جملہ حقوق محفوظ ہیں

| | |
|---|---|
| نام کتاب | ارمغانِ امام ربانی (جلد دوم) |
| ترتیب و تدوین | ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس |
| پروف ریڈنگ | شاہد حسین |
| صفحات | ۲۶۵ |
| خطاطی | احمد علی بھٹہ |
| اشاعت | محرم الحرام ۱۴۳۱ھ بمطابق جنوری ۲۰۱۰ء |
| تعداد | ۱۱۰۰ |
| ناشر | شیر ربانی پبلیکیشنز، لاہور |
| نگرانی و کمپوزنگ | محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی |

ملنے کا پتہ:

مرکزی دفتر شیر ربانی اسلامک سنٹر

شیر ربانی روڈ، چوک شیر ربانی ۲۱۔ا یکٹر سکیم ڈیاحرنگ سن آباد لاہور

فون آفس: 042-7571809 موبائل: 0300-4299321

297-4

ارمغانِ امام ربانی، مرتب محمد ہمایوں عباس شمس، ڈاکٹر

ارم

لاہور، شیر ربانی پبلیکیشنز، 2010

265 ص

1۔ تصوف

marfat.com

Marfat.com

# فہرست


| نمبر شمار | عنوان مقالہ | مقالہ نگار | صفحہ نمبر |
|---|---|---|---|
| ۱۔ | نعت رسول مقبول ﷺ | اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ | ۱ |
| ۲۔ | کلام اقبال بحضور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ | علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ | ۳ |
| ۳۔ | اظہار تشکر | ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس | ۵ |
| ۴۔ | پیشگفتار | ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس | ۷ |
| ۵۔ | افتتاحی کلمات | جمیل اطہر سرہندی | ۱۷ |
| ۷۔ | حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اور دوقومی نظریہ | ڈاکٹر ظہور احمد اظہر | ۲۵ |
| ۸۔ | تعلیمات مجددیہ کی ضرورت اور عصر حاضر | ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی | ۵۷ |
| ۹۔ | حضرت مجدد نے اپنی طرف دعوت نہیں دی، اتباع سنت اور اکابر اہلسنت کی طرف متوجہ کیا | پروفیسر قاری مشتاق احمد | ۶۷ |
| ۱۰۔ | عالمی سطح پر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کا اثر و رسوخ | پروفیسر محمد اقبال مجددی | ۸۹ |


marfat.com

Marfat.com

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱۱۔ | تکفیر مسلم میں حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی کمال احتیاط | ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس | ۱۰۳ |
| ۱۲۔ | حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے اوراد و وظائف | پروفیسر راغب الیاس شاہ | ۱۱۹ |
| ۱۳۔ | معارف (اعظم گڑھ) میں تذکارِ مجدد | ڈاکٹر حافظ محمد سجاد | ۱۳۵ |
| ۱۴۔ | حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا دعوتی منہج واسلوب | ڈاکٹر محمد اکرم ورک | ۱۵۳ |
| ۱۵۔ | حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے تعلیمی نظریات | ڈاکٹر محفوظ احمد | ۱۷۷ |
| ۱۶۔ | حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا عربی اسلوب نگارش (عربی مکاتیب کی روشنی میں) | ڈاکٹر حافظ افتخار احمد خان | ۲۰۷ |
| ۱۷۔ | رسالۂ تہلیلیہ کا اسلوبِ نگارش | ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی | ۲۲۹ |
| ۱۸۔ | مکتوباتِ امام ربانی کے فکری اور عملی پہلو | پروفیسر محمد عظیم فاروقی | ۲۳۷ |
| ۱۹۔ | روئیداد | محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی | ۲۴۷ |
| ۲۰۔ | سابقہ کانفرنس میں پیش کیے جانے والے مقالات کے عنوانات | محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی | ۲۶۱ |


marfat.com

Marfat.com

# نعت رسول مقبول ﷺ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

اے شافعِ امم شہ ذی جاہ لے خبر
لِلّٰہ لے خبر مری لِلّٰہ لے خبر

دریا کا جوش ناؤ نہ بیڑا نہ ناخدا
میں ڈوبا تو کہاں ہے میرے شاہ لے خبر

منزل کڑی ہے رات اندھیری میں نابلد
اے خضر لے خبر مری اے ماہ لے خبر

پہنچے پہنچنے والے تو منزل مگر شہا
ان کی جو تھک کے بیٹھے سرِ راہ لے خبر

جنگل درندوں کا ہے میں بے یار شب قریب
گھیرے ہیں چار سمت سے بدخواہ لے خبر

marfat.com
Marfat.com

منزل نئی عزیز جدا لوگ ناشناس
ٹوٹا ہے کوہ غم میں پرِ کاہ لے خبر

وہ سختیاں سوال کی وہ صورتیں مہیب
اے غمزدوں کے حال سے آگاہ لے خبر

مجرم کو بارگاہِ عدالت میں لائے ہیں
تکتا ہے بے کسی میں تیری راہ لے خبر

اہل عمل کو ان کے عمل کام آئیں گے
میرا ہے کون تیرے سوا آہ لے خبر

پُر خار راہ برہنہ پا تشنہ آب دور
مولیٰ پڑی ہے آفت جانکاہ لے خبر

باہر زبانیں پیاس سے ہیں آفتاب گرم
کوثر کے شاہ کثّــــــــرہ اللہ لے خبر

مانا کہ سخت مجرم و ناکارہ ہے رضاؔ
تیرا ہی تو ہے بندۂ درگاہ لے خبر

marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# کلام اقبال بحضور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلع انوار

اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمیٔ احرار

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

کی عرض یہ میں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو
آنکھیں مری بینا ہیں و لیکن نہیں بیدار

marfat.com
Marfat.com

آئی یہ صدا سلسلہ فقر ہوا بند
ہیں اہل نظر کشور پنجاب سے بیزار

عارف کا ٹھکانہ نہیں وہ خطہ کہ جس میں
پیدا کلہٗ فقر سے ہو طرۂ دستار

باقی کُلہٗ فقر سے تھا ولولہ حق
طروں نے چڑھایا نشۂ خدمتِ سرکار

لے

ا۔ محمد اقبال، ڈاکٹر، کلیات اقبال / بال جبریل، اقبال اکادمی، پاکستان، لاہور، ۱۹۹۴ء، ص: ۴۸۸۔۴۸۹

marfat.com
Marfat.com

# اظہارِ تشکر

ارمغانِ امامِ ربانی کی اشاعت اور مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کانفرنس کے انعقاد میں جو احباب کاوش و محنت کرتے ہیں ان کا شکرگذار ہوں۔ دراصل یہ احباب سرورِ ملت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی حیات اور بعد از وصال جو اظہارِ محبت فرما رہے ہیں، یہ جلد اس محبت کا عملی ثبوت ہے چند نام جو ذہن میں ہیں درج ذیل ہیں:

۱۔ پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر

۲۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

۳۔ پروفیسر محمد اقبال مجددی

۴۔ جناب جمیل اطہر سرہندی

۵۔ پروفیسر راغب الیاس شاہ

۶۔ جناب پروفیسر قاری مشتاق احمد

۷۔ جناب میاں محمد صادق قصوری

۸۔ جناب محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

۹۔ صاحبزادہ غلام مصطفیٰ نقشبندی مجددی

۱۰۔ صاحبزادہ جنید سرور نقشبندی مجددی

۱۱۔ جناب خواجہ عمر فیاض

marfat.com
Marfat.com

۱۲۔ جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد فاروق حیدر

۱۳۔ جناب پروفیسر حافظ محمد نعیم

۱۴۔ جناب شاہد حسین

۱۵۔ جناب حافظ محمد سلیمان

۱۶۔ جناب کاشف حمید

۱۷۔ جناب پروفیسر محمد عظیم فاروقی

۱۸۔ جناب ڈاکٹر محمد اکرم ورک

۱۹۔ جناب ڈاکٹر حافظ محمد سجاد

۲۰۔ جناب احمد علی بھٹہ

۲۱۔ محمد راشد مگھالوی

marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# پیشگفتار

اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت کے سلسلہ کو امام الانبیاء ﷺ پر ختم فرمایا تو آپ کے اصحاب اور پھر امت محمدیہ نے وارث علم نبوت کی حیثیت سے فرائض سرانجام دیے۔ آپ ﷺ نے یہی بشارت ارشاد فرمائی تھی کہ اصلاح کا کام اس امت میں جاری رہے گا، ایک گروہ اس کارِ اصلاح کے فریضہ کو ہر دور میں ادا کرتا رہے گا۔ آپ نے اس امت میں مجددین کی بعثت کی نوید بھی سنائی۔ تاریخی حقائق اس بات کے شاہد ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی اس خبر کو پورا کیا اور آئندہ بھی اصلاح امت کے لئے رجال صالح اور مجددین آتے رہیں گے۔ تاریخ میں مختلف فتنے اٹھے جنہوں نے مختلف محاذوں سے اسلامی تعلیمات پر حملہ کیا ان رجال صالح نے ان کا مقابلہ کیا جس کے نتیجے میں تاریخ نے امام حسین، امام احمد حنبل، امام تقی الدین سبکی، امام رازی، شیخ احمد سرہندی، اور شیخ احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے داعیانِ اسلام اور محافظانِ شریعت کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔ ہر دور میں جس نوعیت کا فتنہ اٹھا اللہ نے اس کی سرکوبی کے لئے اسی کے مطابق مردِ حق آگاہ کو بھیج دیا۔

برصغیر میں ایرانی اثر نفوذ، سیاسی مصلحتوں، ہندوؤں کی مکاریوں، علماء اور صوفیہ کی بے اعتدالیوں کے نتیجہ میں دسویں صدی ہجری کے ماحول پر تاریکی چھانے لگی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ شیخ احمد سرہندی کو کارِ تجدید کے لئے مبعوث فرمایا۔ آپ نے اس دور میں ایسی حکمت عملی سے اپنا فریضہ انجام

marfat.com
Marfat.com

دیا کہ برصغیر میں مسلم تشخص کا احیاء ہوا۔ آپ کے اس کارِ تجدید کا تاریخ نے اعتراف کیا اور اہل علم وفضل، صاحبانِ علم ودانش، وارثانِ منبر ومحراب اور حاملینِ قلم وقرطاس نے آپ کو ''مجدد الف ثانی'' کا لقب عطا کیا جو آپ کے کارِ تجدید کا اعتراف ہے۔

آپ کے احوالِ حیات، کارناموں اور دعوت واسلوب کے طریق پر ہر دور میں اہل علم نے خامہ فرسائی فرمائی۔ ''زبدۃ المقامات'' سے ''جہانِ امام ربانی'' تک کا سفر اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ آپ نے ''ہند میں سرمایہ ملت کی نگہبانی'' کے فریضہ کو بدرجہ کمال ادا کیا۔ آپ کی حیات وتعلیمات کے مختلف پہلوؤں پر ہونے والے علمی وتحقیقی کام کا تذکرہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''جہانِ امامِ ربانی'' کی مختلف جلدوں میں فرمایا۔ یہاں چند مزید ناموں کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں جو وہاں مذکور نہیں

۱۔ حافظ محمد سلیمان منیر The political Role of Shaykh Ahmad Sirhindi کے عنوان سے بی اے (آنرز) کا مقالہ جی سی یونیورسٹی لاہور (۲۰۰۶ء) لکھا۔ اس طالب علم کا تعلق شعبہ تاریخ سے ہے

**۲۔ سعدیہ عباس نے ''تخریج ابیاتِ مکتوباتِ امام ربانی'' کے نام سے پنجاب یونیورسٹی (شعبۂ فارسی) میں ایم اے کے لئے مقالہ لکھا۔**

**۳۔ محمد عظیم فاروقی نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد میں ایم فل کا مقالہ لکھا جس کا عنوان مکتوباتِ امام ربانی کے فکری وعملی پہلو (تحقیقی مطالعہ) ہے۔**

**۴۔ معروف حنفی عالم علامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ نے "الروض الناضر الوردی فی ترجمۃ الامام الربّانی السر هندی" کے نام سے کتاب تالیف کی جو تاہنوز شائع نہ ہوسکی**

marfat.com
Marfat.com

۵۔ راقم الحروف کی درج ذیل کتب شائع ہوئیں

i۔ مکتوبات امامِ ربانی کے مآخذ

ii۔ حضرت مجدد الفِ ثانی اور معارفِ حدیث

iii۔ چہل حدیث

iv۔ مقامِ نبوت (حضرت مجدد کے افکار کا جائزہ)

۶۔ پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر کی کتاب ''حضرت مجدد اور پاکستان'' دی یونیورسٹی آف فیصل آباد، فیصل آباد نے شائع کی

۷۔ حضرت مجدد الف ثانی (سوانح، مطالعات عمومی، مجدد اور اقبال) کے عنوان سے مختلف مضامین کو محمد اکرم چغتائی نے ترتیب دیا اور سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور نے شائع کیا۔ بعض احباب حضرت امام ربانی سے متعلقہ دیگر موضوعات پر بھی کام کر رہے ہیں جیسے محمد فیضان قادری منہاج یونیورسٹی سے ''مکتوبات معصومیہ کا علمی و تحقیقی جائزہ'' کے عنوان سے راقم کی نگرانی میں مقالہ لکھ رہے ہیں۔ اس طرح کے چند دیگر مقالات درج ذیل ہیں:

| | | |
|---|---|---|
| ۱۔ | عشرت علی ہاشمی | حضرت خواجہ باقی باللہ کی علمی اور متصوفانہ خدمات کا ایک تنقیدی جائزہ (۱۹۸۴ میں کراچی یونیورسٹی میں یہ مقالہ لکھا گیا۔) |
| ۲۔ | حافظ اظہر سعید | سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی فقہی خدمات گیارھویں صدی تا حال (کراچی یونیورسٹی) |

marfat.com
Marfat.com

۳۔ فضل احمد عثمانی — پاکستان میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی دینی خدمات (کراچی یونیورسٹی)

۴۔ مظہر فرید — پاکستان میں سلسلہ نقشبندیہ کی خدمات کا جائزہ (بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی ملتان میں ڈاکٹر محمد اکرم رانا کی نگرانی میں ایم فل کا مقالہ)

درج ذیل ویب سائٹس بھی اس سلسلہ میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں

- ☆ http://www.islamic-world.net/baca2.php?ArtID=139
- ☆ http://www.google/ahmad Sirhindi - Wikipedia, the free encyclopedia.htm
- ☆ http://www.sufism in India.html
- ☆ http://www.google/sufism and sharia
- ☆ http://www.britannica.com/EBchecked/topic/542505/sialkot
- ☆ http://www.google/akbar,the great.com
- ☆ http://www.yahoo/mughal Emperor Jhangir

امامِ ربانی کی فکر کی ترویج کے لیے مجدد الف ثانی سوسائٹی، لاہور، دی یونیورسٹی آف فیصل آباد، فیصل آباد، امامِ ربانی فاؤنڈیشن (انٹرنیشنل)، کراچی اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں مختلف کانفرنسز بھی منعقد ہوئیں۔ اسی طرح مختلف رسائل و جرائد نے خاص نمبر بھی نکالے

marfat.com

Marfat.com

مسعودِ ملت ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ (م:۲۰۰۸ء) کے مرتب کردہ جہان امام ربّانی میں سرورِ ملت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (م:۲۰۰۹ء) کی خدمات ایک مسلمہ حقیقت ہے۔اس کی تفصیلات مکتوبات مسعودی میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ان دو مجددی بزرگوں نے مجددیات پر تحقیقی کام کی جو روایت ڈالی زیر نظر مجموعہ مقالات ''ارمغانِ امام ربانی'' اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔

مجدد الفِ ثانی سوسائٹی' کے اراکین نے یہ فیصلہ کیا کہ امامِ ربّانی رحمۃ اللہ علیہ پر کام کے سلسلۂ علمی کو ارمغانِ امام ربانی کے نام سے آگے بڑھایا جائے۔اس سلسلہ کی پہلی جلد ۲۰۰۶ء میں شائع ہوئی اور اسے حضرت سرورِ ملت علیہ الرحمۃ نے ترتیب دیا، دوسری جلد کو مرتب کرنے اور اس پر بطور افتتاحیہ کچھ لکھنے کی ذمہ داری مجھے سونپی گئی۔ اس لئے میرا یہ فریضہ ہے کہ میں اس مجموعہ کے فاضل مقالہ نگاران اور مقالہ جات کا مختصر تعارف کرادوں۔اس حقیقت کا بیان بھی یہاں ضروری ہے کہ حضرت سرورِ ملت رحمۃ اللہ علیہ انتہائی علالت و نقاہت کے باوجود اس پورے پروگرام میں موجود رہے اور مقالہ نگاروں کی تحقیقات کو تکلیف کے باوجود سماعت فرمایا۔اس کانفرنس کے چند ہی دنوں بعد آپ وصال فرما گئے، مقالہ نگاران اور ان کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

☆ **جناب پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر** (پ:۱۹۳۷ء) عربی زبان و ادب کے حوالے سے معروف شخصیت ہیں، پنجاب یونیورسٹی میں ایک طویل عرصہ تدریسی و انتظامی خدمات سرانجام دینے کے بعد ''دی یونیورسٹی آف فیصل آباد'' فیصل آباد میں سرگرم عمل ہیں۔اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ لاہور میں آپ کے کئی مقالات شامل ہیں۔ اس کے علاوہ کئی اردو کتابوں کو عربی قالب عطا کیا۔زیر نظر مجموعہ میں آپ کا مقالہ

marfat.com
Marfat.com

پاکستان کے تاریخی منظر کا ایک حقیقت پسندانہ جائزہ ہے جو یہ ثابت کرتا ہے کہ برصغیر میں دوقومی نظریہ کی فکر کو حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے پروان چڑھایا۔

☆ پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی (پ:۱۹۳۸ء) عربی زبان وادب کا معتبر حوالہ ہیں۔ مرکزِ تحقیق۔ کے نام سے فیصل آباد میں تحقیقی ادارہ کی سرپرستی فرمارہے ہیں، جو ہر سال علمی سیمینارز کا انعقاد کرتا ہے۔ محی الدین اسلامی یونیورسٹی آزاد کشمیر کے وائس چانسلر کی حیثیت سے اس ادارہ کے لئے مثالی خدمات سرانجام دیں۔ آپ کے سیکڑوں مقالات شائع ہو چکے ہیں۔ دورِ حاضر میں امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات سے رہبری ورہنمائی کے حوالہ سے آپ کا مقالہ نہایت اہم ہے۔

☆ پروفیسر قاری مشتاق احمد (پ:۱۹۴۱ء) تفسیر الحسنات کی تکمیل کر کے اہلسنت کے تفسیری ادب کو گراں بہا ذخیرہ فراہم کیا۔ آپ ۲۰۰۱ء میں گورنمنٹ سائنس کالج لاہور سے صدرِ شعبہ کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے۔ آپ کا مقالہ حضرت امامِ ربانی کی فکری اساس کا بیان ہے۔

☆ پروفیسر محمد اقبال مجددی (پ:۱۹۵۰ء) کتاب شناسی اور کتاب دوستی کے حوالہ سے شہرت رکھتے ہیں فارسی مخطوطات پر تحقیق وتعلیقات اور ترجمہ، کے میدان میں آپ نے اردو ادب کو نئے اسلوب وآہنگ سے آشنا کیا۔ گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائنز، لاہور میں صدر شعبہ تاریخ کی حیثیت سے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ آپ کے ایک ہزار سے زائد مقالات شائع ہو چکے ہیں۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں ۱۶، دانش نامہ زبان وادب فارسی در شبہ قارہ کی جلد اول میں ۱۱۴، دانش نامہ جہانِ اسلام، تہران میں ۲۵ مقالات شائع ہوئے۔ علاوہ ازیں دانش نامہ بزرگ اسلامی میں بھی آپ

marfat.com

Marfat.com

کی تحقیقات موجود ہیں۔ مجددی سلسلہ کی دنیا بھر میں فیض رسانی کے نکتہ نظر سے زیر نظر مجموعہ میں آپ کا وقیع مقالہ بھی شامل ہے۔

☆ ڈاکٹر حافظ محمد سجاد (پ: ۱۹۶۷ء) اپنی علم دوستی اور علم نوازی جیسے اوصاف جمیلہ کی بنا پر علمی حلقوں میں ایک معروف نام ہے۔ نئی کتابوں اور رسائل و جرائد میں شائع ہونے والے علمی و تحقیقی مضامین پر ان کی گہری نظر ہوتی ہے۔ اس مجموعہ مقالات میں معارف اعظم گڑھ میں امامِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور فکر پر شائع ہونے والے مقالات کی فہرست کو اہل تحقیق کے ذوق تحقیق کی تکمیل کے لیے حافظ صاحب نے نہایت محنت سے جمع کیا ہے۔

☆ پروفیسر ڈاکٹر محفوظ احمد (پ: ۱۹۵۵ء) جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد میں صدر شعبہ اسلامیات کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ ان کے والد گرامی قدر علامہ محمد صدیق (سانگلہ ہل) ایک جید عالم دین ہیں۔ ڈاکٹر محمد محفوظ احمد نے حضرت مجدد کے تعلیمی افکار پر روشنی ڈالی۔ آپ کا یہ مقالہ محکمہ تعلیم کے ارباب اختیار کے لیے رہنما خطوط کی حیثیت رکھتا ہے۔

☆ جمیل اطہر سرہندی (پ: ۱۹۴۱ء) کی سب سے بڑی پہچان سرہند شریف سے نسبت و تعلق ہے کہ آپ کی ولادت سرہند شریف میں ہوئی اور آپ کے خاندان کو اس درگاہ پر آنے والے زائرین کے قیام و طعام کی خدمت کا شرف حاصل رہا۔ ایک دیانت دار صحافی ہونے کے ساتھ ساتھ آپ مجددی فکر کے نقیب ہیں۔ حضرت سرورِ ملت رحمۃ اللہ علیہ کے دست راست کی حیثیت سے تقریباً تین دہائیوں سے زائد رفاقت رہی آپ نے اس کانفرنس میں افتتاحی کلمات ارشاد فرمائے جس میں مجددی مشن کو آگے بڑھانے کی ضرورت و اہمیت پر زور دیا اور اسکے علاوہ بانی کانفرنس سرورِ ملت علیہ الرحمۃ

marfat.com

Marfat.com

کی کاوشوں کو خراج تحسین پیش کیا۔ جناب ناظم بشیر نقشبندی مجددی اور محترم کاشف حمید نے ان کی گفتگو کو CD سے صفحہ قرطاس پر منتقل کیا۔

☆ ڈاکٹر محمد اکرم ورک (پ: ۱۹۶۸ء) دورِ حاضر میں فکر انگیز اور معلوماتی مضامین کے حوالہ سے پہچانے جاتے ہیں۔ حدیث نبوی ﷺ پر منکرین کے اعتراضات کے حوالہ سے آپ کی تحقیقات کو علمی حلقوں میں پذیرائی حاصل ہوئی۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے دعوتی منہج پر آپ نے کانفرنس میں مقالہ پڑھا۔

☆ ڈاکٹر محمد افتخار احمد خاں (پ: ۱۹۷۲ء) جی سی یونیورسٹی فیصل آباد میں شعبہ عربی سے وابستہ ہیں۔ ملک کے معروف رسائل و جرائد میں آپ کے مقالات شائع ہو چکے ہیں۔ آپ کا شاملِ اشاعت مقالہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے ادبی ذوق کا عکاس ہے۔

☆ ڈاکٹر ممتاز سدیدی (پ: ۱۹۶۶ء) شرف اہلسنت علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ کے لخت جگر ہیں۔ جامعہ ازہر مصر سے ایم فل اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں، علمی ذوق و رجحانات کے اعتبار سے اپنے والد گرامی قدر کا عکس ہیں۔ ایک مترجم اور عربی زبان و ادب کے استاد کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ آپ نے رسالہ تہلیلیہ کی روشنی میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے اسلوبِ نگارش کو خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔

☆ حضرت امامِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے روز و شب کے معمولات سنتِ نبوی کے عین مطابق تھے، حیاتِ مجدد کے اس پہلو پر جناب راغب الیاس شاہ (پ: ۱۹۶۵ء) نے روشنی ڈالی ہے۔

☆ شارح مکتوباتِ امامِ ربانی علامہ سعید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ

marfat.com

Marfat.com

پروفیسر محمد عظیم فاروقی (پ:۱۹۶۱ء) کا مقالہ مکتوبات کے علمی و فکری پہلوؤں کو اجاگر کرتا ہے اور مکتوبات کی اہمیت اور افادیت کو واضح کرتا ہے۔

مقالات اور مقالہ نگاران کا یہ تعارف اس بات کو واضح کرتا ہے کہ سرور ملت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کس پایہ کے صاحبان علم و دانش کی تحقیقات کے دلدادہ تھے۔ اہلِ قلم کے یہ اسماء یقیناً قلم و قرطاس کی زینت و وقار ہیں اور ان کی تحقیقات و تخلیقات مجددی فکر کو سمجھنے میں ممد و معاون ثابت ہوں گی۔

حضرت سرورِ ملت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے قبل آخری سمینار تھا۔ آپ کا یہ مشن جناب ناظم بشیر زید مجدہ، دیگر مخلص عقیدت مندان اور صاحبزادگان آگے بڑھا رہے ہیں جو یقیناً حضرت صوفی صاحب کے حسنات میں اضافہ کا ذریعہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہماری کاوش کو اخلاص سے معمور فرمائے۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم

مولای صل و سلم دائما ابدا

علیٰ حبیبك خیر الخلق کلّهم

طالبِ دعاء

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

چیئر مین شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ،

جی سی یونیورسٹی لاہور۔

۱۸۔ دسمبر ۲۰۰۹ء / یکم محرم الحرام ۱۴۳۱ھ

marfat.com

Marfat.com

# افتتاحی کلمات

جمیل اطہر سرہندی

marfat.com
Marfat.com

# افتتاحی کلمات

جمیل اطہر سرہندی

صدر مجدد الفِ ثانی سوسائٹی، لاہور

نحمده، و نصلی علی رسوله الکریم

بسم الله الرحمن الرحیم

اسٹیج سیکرٹری جناب محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی نے مجھے اسٹیج پر بلاتے ہوئے جو تمہیدی کلمات ارشاد فرمائے ہیں، اگرچہ میں اس کے لئے ممنون ہوں، لیکن میرے خیال میں اس کی ضرورت نہیں تھی۔ میری صرف ایک ہی نسبت کافی ہے کہ میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے شہر ''سرہند'' میں پیدا ہوا۔ اس کے علاوہ کوئی نسبت ہے نہ کوئی رشتہ ہے نہ کوئی تعلق ہے صرف یہی اعزاز ہے جو میرے لیے فخر کا باعث ہے۔ اور تذکرہ تو مجھے مجدد الف ثانی سوسائٹی اور شیر ربانی اسلامک سنٹر کی خدمات کا کرنا ہے لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ اپنے بزرگوں، اپنے اسلاف اور اپنے اُن رہنماؤں سے محبت اور الفت کا رشتہ، یہ وہ سرمایہ، یہ وہ توشہ، یہ وہ متاعِ عزیز ہے کہ ہم سب کو اپنے بچوں میں، اپنے ساتھیوں میں، اپنے رفقائے کار میں یہ محبت پیدا کرنی چاہئے۔ میں بھی اگر آج اس اسٹیج پر کھڑا ہوں اور آپ سے مخاطب ہوں تو صرف اس لئے ہوں کہ میرے والد نے مجھے میرے بچپن میں بتایا کہ حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کون ہیں، انہوں نے کیا

marfat.com

Marfat.com

کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ وہ اس ملت کے کتنے بڑے محسن تھے اور پھر جب میں 13 سال کا تھا اور ہم پاکستان آچکے تھے تو میرے والد صاحب مجھے سرہند شریف لے گئے۔ ہم نے وہاں دس روز قیام کیا تو وہ بیج جو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی محبت کے انہوں نے میرے اندر بوئے تھے، اُن کی وجہ سے میں اس قابل ہوا کہ میرے قلم سے شیخ سرہند کے نام سے ایک کتاب نکلی جس کا عنوان میں نے ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب کے ایک مضمون سے لیا۔ اِنہوں نے حضرت مجدد الفِ ثانی سوسائٹی کے زیر اہتمام ایک ایسی ہی تقریب میں ایک مقالہ پڑھا تھا جس میں انہوں نے پہلی مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی کے لیے ''شیخِ سرہند'' کے الفاظ استعمال کئے اور میں نے وہیں سے یہ الفاظ لیے اور اپنی کتاب کا سرعنوان بنایا۔ مجدد الفِ ثانی سوسائٹی، لاہور ایک ربع صدی ہو رہی ہے اس کہانی کو، اس داستان کو جب ہم نے اسی شہر لاہور میں حضرت مجدد الفِ ثانی کے عرس کے موقع پر تقریبات منعقد کرنے کا اہتمام کیا اور اس کانفرنس کی بنیاد ڈالی۔ ہمارے سامنے ایک ہی مقصد تھا کہ ہم اس قوم کو بتائیں کہ یہ خطہ جو پاکستان کے نام پر ہمیں حاصل ہوا ہے۔ یہ ہمیں کسی طشتری میں رکھ کر پیش نہیں کیا گیا، نہ ہندو نے ہمیں عطیے یا تحفے کے طور پر دے دیا تھا۔ اس کی بنیاد، اس کی فکری نشو ونما حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مرہون منت ہے، جنہوں نے اکبر اور جہانگیر کے زمانے میں یہ محسوس کرلیا تھا کہ ہندو رفتہ رفتہ، قدم بہ قدم حرم میں داخل ہو رہے ہیں اور وہ اس طرح مسلمان بادشاہوں کو گمراہ کر رہے ہیں اور انہیں اس طرف لے جا رہے ہیں جہاں وہ اسلام کا دامن چھوڑ کے ہندو کی تعلیمات، اس کے افکار، اس کے نظریات کے قریب ہوتے جا رہے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کام اپنے قلم سے کیا۔ انہوں نے اس وقت کے حکمرانوں کے نام خطوط لکھے اور اُن کو اس خطرے سے آگاہ کیا۔ حضرت کا تمام علمی سرمایہ فارسی زبان میں محفوظ ہے جو اُس وقت کی سرکاری زبان تھی۔ مجدد الف ثانی سوسائٹی اور شیر ربانی اسلامک سنٹر نے یہ کام کیا کہ اُس سرمائے کو اُردو میں منتقل کیا اور پھر اہلِ فکر و دانش کو دعوت دی کہ وہ ایسی مجالس میں تشریف لائیں اور حضرت کی زندگی کے مختلف پہلو اُجاگر کریں اور اس قوم کے فرزندوں کو بتائیں کہ یہ پاکستان اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ یہ پاکستان آج بھی اسی طرح خطرات میں گھرا ہوا ہے جیسا کہ حضرت مجدد الفِ ثانی علیہ الرحمۃ کے زمانے میں مسلمانوں اور اسلام کو ہندو کی ریشہ دوانیوں کا نشانہ بنایا جارہا تھا آج پھر وقت ہے کہ ہم اس ملک کے ایک ایک فرد کو حضرت مجدد الفِ ثانی علیہ الرحمۃ کی تعلیمات سے آگاہ کریں۔ اور یہ بتائیں کہ ہمیں پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلام کا قلعہ بنانے کے لئے کیا کرنا ہے اور دنیا کی بڑی غیر مسلم طاقتیں ہندوستان کو جس طرح اُکسا اور حوصلہ افزائی کر رہی ہیں کہ پاکستان کے پاک وجود کو ختم کر ڈالیں اور اُس کے لئے آج بھی طرح طرح کے ڈرامے رچائے جاتے ہیں۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ نہ صرف یہ کہ اہل فکر و دانش جاگیں اور بیدار ہوں اور اپنا فرض ادا کریں اور اس قوم کو اُن خطرات سے آگاہ کریں۔ جو اندرونی دشمنوں اور بیرونی دشمنوں سے یکساں طور پر لاحق ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی یاد میں قائم کردہ یہ سوسائٹی ہر سال نہ صرف یہ تقریب منعقد کرتی ہے۔ بلکہ اس میں پڑھے جانے والے تمام مقالات کو کتابی صورت میں شائع کرتی ہے۔ اس سال حضرت

marfat.com
Marfat.com

مجدد الف ثانی کے بارے میں "نذرِ مجدد" کے نام سے ساڑھے پانچ سو صفحات پر مشتمل ایک قیمتی دستاویز منظر عام پر آئی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جس طرح حضرت مجدد کا تمام علمی سرمایہ محفوظ تھا اور محفوظ ہاتھوں میں سے ہوتے ہوتے ہمارے ہاتھوں تک پہنچ گیا۔ یہ سرمایہ ہمارے بعد آنے والی نسلوں کیلئے ہم محفوظ کر جائیں۔ مجدد الف ثانی سوسائٹی ایک خالص نظریاتی اور فکری تنظیم ہے۔ یہ نہ کسی کی حریف ہے نہ کسی کی حلیف نہ یہ کسی کی وظیفہ خوار ہے اور نہ کسی کی حاشیہ بردار۔ یہ ایک مقدس مشن اور مقصد کا پرچم لے کر قائم ہوئی تھی اور اُسی پرچم کو اپنے ہاتھوں میں تھامے رکھنا چاہتی ہے۔ میں اُن تمام اصحاب کا ممنون ہوں جو سوسائٹی کی دعوت پر یہاں تشریف لائے اور اُن تمام سامعین کا بھی ممنون ہوں جو وقت نکال کر یہاں تشریف لاتے ہیں اور ہماری حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ اس سال کے دوران ہمیں ایک بہت بڑا نقصان اُٹھانا پڑا کہ فکر مجدد کے ایک بہت بڑے پرچم بردار مسعود ملت ڈاکٹر مسعود احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمارے درمیان سے اُٹھ گئے ہیں۔ حضرت نے مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی۔ انہوں نے بڑا علمی سرمایہ حضرت مجدد کے موضوع پہ کام کر کے ہمارے لئے چھوڑا ہے کہ ہم بہت عرصے تک اُن کے احسان کا بدلہ چکا نہیں سکتے۔ انہوں نے حضرت مجدد پر چار سو سال کے دوران جو علمی کام ہوا ہے اُس کو پندرہ جلدوں میں ایک انسائیکلو پیڈیا کی صورت میں مرتب کر دیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری صاحب نے یوم مجدد منانے کی روایت کی بنیاد رکھی۔ اسی طرح اس بزرگ ہستی کی تعلیمات کو زندہ اور پائندہ رکھنے کے لئے ڈاکٹر مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کا کارنامہ بھی تاریخ میں ہمیشہ محفوظ رہے گا۔ ہمارے سرپرست اور ہمارے صدر اور

marfat.com

Marfat.com

شیر ربانی اسلامک سنٹر اور مجدد الف ثانی سوسائٹی کے سربراہ، پیر طریقت، حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی صاحب شدید علیل ہیں۔ پچھلے دس پندرہ روز سے وہ ہسپتال میں داخل تھے، حقیقت یہ ہے کہ صوفی صاحب مرحوم ڈاکٹر مسعود احمد کی طرح عاشقِ مجدد ہیں اور انہوں نے اُن کی فکر کو عام کرنے کے لئے اپنی زندگی، اپنا سرمایہ، اپنی تمام توانائیاں وقف کر رکھی ہیں۔ وہ پرسوں ہسپتال سے تشریف لائے ہیں لیکن بے حد کمزور ہیں۔ چند منٹوں کے لئے وہ اس کانفرنس میں تشریف لائیں گے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ اُن کو صحت دے۔ اُن کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے اور وہ جو علمی کام کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اُس کا فیض تا ابد جاری رکھے۔ میں اپنی بات ختم کرتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس قسم کی مجالس، بے مقصد نشست و برخاست کی مجالس نہیں ہونی چاہئیں۔ اِن مجالس کے انعقاد کا مقصد یہ ہے کہ پاکستان کے عوام اور ملتِ اسلامیہ تک یہ بات پہنچائی جائے کہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جس پاکستان کا تصور پیش کیا اور جس کے خاکے میں حقیقت کا رنگ بھرا۔ اُس کی بنیاد، اُس کا بنیادی تصور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے پیش کیا اور حضرت نے سینکڑوں سال پہلے یہ دیکھ لیا تھا کہ اگر ہندو کا راستہ نہ روکا گیا تو یہ مسلمان اور اسلام کو کھا جائے گا۔ لیکن ہندو کو یہ معلوم نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے تحفظ کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ وہ ہر حالت میں اِس کی حفاظت کرے گا۔ لیکن وہ ہر دور میں اپنے بندے پیدا کرتا ہے اور ان بندوں سے دین کے احیاء اور تجدید کا کام لیتا ہے۔ آج پھر ہمیں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ضرورت ہے۔ اگر چہ مجدد روز روز پیدا نہیں ہوتے لیکن حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے افکار ان کے علمی سرمایہ کی صورت میں ہمارے پاس زندہ اور

marfat.com
Marfat.com

پائندہ صورت میں موجود ہیں۔ ہر وقت ہماری رہنمائی کے لئے، ہماری رہبری کے لئے، ہمیں یہ بتانے کے لئے کہ غلط راستہ کون سا ہے اور سیدھا راستہ کون سا ہے۔ آیئے! ہم عہد کریں آنے والے سال میں اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں مہلت دی تو ہم حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی تعلیمات کے نُور سے اپنے گھروں کو روشن کریں گے اور روشن رکھیں گے۔ اور اس پیغام کو گلی گلی، محلے محلے تک پہنچائیں گے۔

حضرت صوفی غلام سرور صاحب ابھی تشریف نہیں لائے لیکن ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب اور قاری مشتاق احمد صاحب موجود ہیں میں ان سے گذارش کروں گا کہ اب اس سوسائٹی کے کام کو ملک کے شہروں، قصبات اور گلی محلوں میں پہنچانے کی ضرورت ہے۔ اس لئے کہ خطرات روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں لیکن ہمارا عام آدمی، ہمارے علماء، ہمارے رہنما، ہمارے صحافی، ہمارے اہل دانش شاید اُس خطرے کی سنگینی سے پوری طرح آگاہ نہیں ہیں۔ اس مملکت کو ختم کرنے کے لئے کیسی کیسی سازشیں ہو رہی ہیں۔ آیئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمارے وطن عزیز کی حفاظت کرے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم چٹانوں میں، میدانوں میں پہاڑوں میں اور زمینوں میں پاکستان کی حفاظت کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہ کریں۔

marfat.com
Marfat.com

# حضرت مجدد علیہ الرحمہ
# اور
# دو قومی نظریہ

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر

marfat.com
Marfat.com

# حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اور دو قومی نظریہ

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر
ڈین، فیکلٹی آف سوشل سائنسز
دی یونیورسٹی آف فیصل آباد، فیصل آباد

برِعظیم پاک و ہند کی تاریخ میں حضرت مجدد الفِ ثانی شیخ احمد بن عبدالاحد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ پہلے عالم دین صوفی ہیں جنہوں نے ہندو شناسی میں نام پیدا کیا اور دنیا کو خصوصاً اہل اسلام کو خبردار کیا کہ ہندو برہمن دنیا کا وہ تنگ نظر نسل پرست ہے جو نہ صرف یہ کہ اپنی برتری کا قائل ہے بلکہ اپنے علاوہ دنیا کے تمام انسانوں اور ان کے مذاہب کی تحقیر و تذلیل کرتا ہے اور ان سے شدید نفرت کا بھی قائل ہے، دوسرے لفظوں میں وہ پرامن بقائے باہمی کو نہیں مانتا اور اپنے علاوہ تمام انسانوں کو ملیچھ اور ناپاک سمجھتے ہوئے ان کے ساتھ مل جل کر رہنے کو پاپ اور گناہ سمجھتا ہے بلکہ وہ تو ان سے چھو جانے سے بھی بھرشٹ یا ناپاک ہو جاتا ہے۔ غیر ہندو انسان کتنا بھی پاک و صاف ہو جائے، کیسا بھی صاف ستھرا اور نفیس لباس پہنتا ہو اور کس قدر بھی پاکیزہ طبیعت اور نیک دل ہو ہندو برہمن کے نزدیک وہ ناپاک ہے بلکہ مجسم غلاظت اور نجاست ہے۔ مسلمان اور خصوصاً برِعظیم پاک و ہند کا مسلمان تو اس نسل پرست اور گھمنڈی برہمن کے لیے شدید ترین نفرت و حقارت کا مستحق ہے اور اس سے "اکھنڈ بھارت" یا پورے برعظیم جنوبی ایشا

marfat.com
Marfat.com

کو مسلمان سے پاک کرنا ضروری ہے، مسلمان کے لیے تو وہ صرف تین رستے تجویز کرتا ہے:

(1) اس سرزمین سے نکل جاؤ اور پھر ادھر آنے کا نام بھی نہ لو۔

(2) یا مرنے اور قبرستان جانے کے لیے تیار ہو جاؤ، آزادی اور عزت کے ساتھ یہاں رہنے کا نام بھی نہ لو۔

(3) اگر یہاں رہنا ہے تو ہندووانہ رہن سہن اپناؤ اور حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے الفاظ میں "ہندو مزاج مسلمان" یعنی ہندومت کے ساتھ گھل مل کر رہو، وہی کچھ کرو جو کچھ ہندو کرتا ہے اور وہی کچھ بن کر رہو جو ہندو برہمن تمہارے لیے بننا پسند کرے اور وہ یہ ہے کہ ہندو معاشرہ کا پانچواں طبقہ بن کر رہو یعنی تمہارا درجہ ہندو اچھوت سے بھی کم تر ہوگا چنانچہ بھارتی مسلمان اب ہندو معاشرہ کا پانچواں طبقہ تصور کیا جاتا ہے!!

یہ بھی معلوم رہنا چاہیے بلکہ اس پر پختہ یقین ہونا چاہیے کہ گھمنڈی اور مغرور برہمن کے بنائے ہوئے ہندو معاشرہ کے تین اعلیٰ طبقات، جن میں سب سے اونچا طبقہ برہمن کا اپنا طبقہ ہے، آریائی نسل سے تعلق رکھتے ہیں، جبکہ چوتھا اچھوتوں (Untouchables) کا ہے جو غیر آریائی نسل ہے، یہ یہاں کے اصل باشندے ہیں جنہیں دراوڑ کہا جاتا ہے، یہ اچھوت ہزاروں سال سے ہندو معاشرہ کے اعلیٰ طبقات کے غلام اور خدمت گزار ہیں اور جانوروں سے بھی بدتر زندگی گزارنے پر مجبور ہیں، وہ اعلیٰ ذات کے ہندو خصوصاً برہمن کے ساتھ چھو نہیں سکتے، بت خانہ میں برابر نہیں بیٹھ سکتے،

marfat.com
Marfat.com

اس کے کنویں سے پانی تک نہیں پی سکتے، ان کے برتن کو چھونا اور اسے استعمال کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا! مشہور اچھوت لیڈر ڈاکٹر بھیم راؤ امبید کر جس نے گاندھی اور نہرو کے جھانسے میں آکر بھارت کے لیے آئین تیار کر دیا ہے، وہ لکھتا ہے اور بڑے درد کے ساتھ لکھتا ہے کہ (۱):

"To the Untouchables, Hinduism is variable chamber of horrors. The iron Law of caste, the heartless law of karma and the senseless law of status by birth, are veritable instruments of torture, which Hinduism has farged against the Untouchables."

نچلی ذات کے ہندوؤں کا یہ لیڈر ڈاکٹر بھیم راؤ امبید کر یورپ اور امریکہ کی یونیورسٹیوں سے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے ہندوستان واپس آیا تھا مگر یہاں آکر اسے گھمنڈی برہمن کی وہی ہزاروں سال پرانی چیرہ دستیاں اور سنگدلی کے دردناک مناظر دکھائی دیے تو اس نے اپنی کمیونٹی کے حقوق کی جنگ لڑنے کا عزم کیا تو برہمن، بنیا حلقوں میں زلزلہ آگیا اور کانگرسی ہندو لرز اُٹھے، انہیں ایک اور "محمد علی جناح" نظر آنے لگا تھا اور ہندو کی اکثریت کا غبارہ پھٹنے لگا تھا مگر سکھ لیڈر تارا سنگھ کی طرح اچھوت لیڈر ڈاکٹر بھیم

---

۱۔ محمد یوسف عرفان Dr B.R Ambedkar Page:1

marfat.com

Marfat.com

راؤ امبید کر بھی مکار برہمن سے مات کھا گیا تاہم وہ ہندو معاشرہ کے راز کھول گیا اور برہمن کو بے نقاب کر گیا، چنانچہ ڈاکٹر امبید کر برہمنی سماج میں ہندوستان کے اصلی باشندوں-دراوڑوں یا اچھوتوں کی زبوں حالی کا نقشہ پیش کرتے ہوئے کہتا ہے(۱):

"If a high caste Hindu was walking on the road, the low cast Hindus did not have the permission to walk on the same road lest the former becomes impure by the latters. Low caste Hindu should tie a black thread on his wrist or neck so that the high caste Hindu recongized him and did not touch him by mistake!

معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر امبید کر بھی حضرت مجدد علیہ الرحمۃ، سر سید احمد خان اور قائداعظم محمد علی جناح کی ہندو شناسی سے متاثر تھا اور وہ جان گیا تھا کہ ہندوازم یا ہندومت دراصل گھمنڈی برہمن کا بچھایا ہوا معاشرتی جال ہے جس میں وہ بدھ مت اور جین مت کو پھنسا کر فنا کے گھاٹ اتار چکا ہے، یہی برہمن ہے جس نے یہاں کے اصل اور قدیم باشندوں-دراوڑوں- کو ہزاروں سال سے غلام بنا کر رکھا ہے اور اب نو وارد مسلمانوں کو بھی "ہندو مزاج مسلمان" بنا کر اپنے شکنجے میں لینے کے لیے کوشاں ہے کیونکہ اقتدار

---

۱۔ محمد یوسف عرفان　Dr B.R Ambedkar Page:56

marfat.com

Marfat.com

پرست مسلمان حکمران کرسی کے نشے میں مست رہے اور یہاں کے مذہبی پیشوا فرقہ پرستی اور خودنمائی کے مارے اسلام اور اہل اسلام کے لیے کچھ کرنے سے قاصر رہے، اگر اولیاء اللہ اور اہل تصوف کی مخلصانہ کوششیں نہ ہوتیں اور حضرت مجدد جیسے امت کے خیر خواہ بروقت بیدار نہ ہوتے تو گھمنڈی برہمن اپنی عیاری میں کامیاب ہو جاتا اور پاکستان کا قیام ممکن نہ ہوتا، برہمن اپنے خودساختہ طبقاتی معاشرہ کا دیوتا اور سہارا ہے، ہندومت اور برہمن ہم معنی اور مترادف الفاظ ہیں، ہندومت برہمن ہے اور یہی برہمن ہی ہندوازم ہے، بقول ڈاکٹر امبید کر:(۱)

"The Universe is under the power of the gods, the gods are under the power of the Mantras, the Mantras are under the power of the Brehmans. Therefore the Brehmans are our gods.

ہندومت اور برہمن کے حوالے سے ڈاکٹر امبید کر کا یہ تجزیہ اور تنقید جہاں ان کے دلی درد اور پریشانی کی دلیل ہے وہاں یہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی ہندو شناسی سے متاثر ہونے کی بھی دلیل ہے، اسلام کی آمد کے وقت ہندوستان چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم تھا اور چھوٹے چھوٹے ہندو راجواڑے نہ تو محمد بن قاسم کی یلغار کا سامنا کر سکے اور نہ بعد میں خیبر کے رستے آنے والے مسلم فاتحین کا رستہ روک سکے،

---

ا۔ محمد یوسف عرفان Dr B.R Ambedkar Page:82

marfat.com

Marfat.com

اسلام کی چار پانچ سو سالہ حکمرانی کے دوران میں ہندو راجے سر اُٹھاتے رہے مگر وہ مسلمان فاتحین کی طاقت کے سامنے خود کو بے بس اور مجبور پا کر "خفیہ پر امن سازشی کاروبار" تک محدود رہے، ایک طرف تو برہمن ان مسلم حکمرانوں کو خوشامد سے رام کرنے میں لگا رہا اور دوسری جانب نچلی ذات کے ہندوؤں کو اسلام کے اثرات سے محفوظ رکھنے کے جتن بھی کرتا رہا، اس کے ساتھ ہندوستان کے مسلم معاشرہ میں ہندومت کے جراثیم بھی چھوڑتا رہا، خصوصاً شادی بیاہ کی پرکشش رسوم سے مسلمانوں کو متعارف کراتا رہا، ذات پات اور چھوت چھات کے بھوتوں کو مسلمانوں پر بھی مسلط کر دیا تاکہ مسلمان بھی ہندوانہ رسوم کو اپنا لیں اور ہندو مزاج مسلمان پیدا کرنے کے "قابل" بنا دیں چنانچہ نچلی ذات کا ہندو جس طرح ہندو معاشرہ کا اچھوت تھا اسی طرح اسلام قبول کرنے کے بعد بھی "مُسلّی" یا اچھوت ہی رہا، یوں اسلامی اخوت و مساوات جو شریعت مصطفوی علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کی امتیازی شان تھی، وہ پس منظر میں چلی گئی! لیکن مغلیہ دور میں صورتِ احوال میں تبدیلی آگئی جس کی بنیادی اسباب میں سے ایک، مسلمان حکمرانوں اور فاتحین کی باہمی جنگیں تھیں جنہوں نے بابر کے بیٹے ہمایوں کو ایران بھاگ جانے پر مجبور کر دیا تھا، اس کے علاوہ ہندو راجاؤں کی بار بار کی بغاوتیں تھیں، فرقہ پرست اور جاہ پسند مسلمان مذہبی پیشواؤں کی مار دھاڑ اور تکفیر بازی نے بھی مغل بادشاہوں کو پریشان کر دیا تھا خصوصاً جلال الدین اکبر جیسے جاہل مگر دائمی اقتدار کے بھوکے حکمران نے اسلام کے خلاف معاندانہ روش اختیار کر کے توہین رسالت کا ارتکاب کر کے اسلام، مسلمانوں اور پیغمبر اسلام ﷺ کے رعب و وقار کو مٹانے کی ناپاک جسارت کی، اکبر کی اس اسلام مخالف روش نے ہندو برہمن کو حوصلہ دیا کہ اسلام پر

marfat.com

Marfat.com

بھی ہاتھ صاف کیے جا سکتے ہیں اور اسے بھی بدھ مت اور جین مت جیسے انجام سے دوچار کیا جا سکتا ہے، اکبری دور میں صدیوں بعد گھمنڈی برہمن کو کھل کر کھیلنے کا اور اپنا آپ دکھانے کا موقع ملا تھا یا یوں کہہ لیجئے کہ ہندو نے اپنی پہچان خود کرا دی تھی! اور یوں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کو ہندو شناسی کا شرف ملا! جس طرح صدیوں بعد اچھوت لیڈر ڈاکٹر امبید کر کو یورپ اور امریکہ سے واپس آ کر برہمن کو بے نقاب کرنے کا موقع ملا تھا اور اس نے ہندو مت کا ماتم کیا اس طرح ہندوستان میں اسلام کی آمد کے کئی صدیاں بعد حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کو بھی ہندو شناسی کا موقع ملا چنانچہ وہ اپنے مکتوب میں یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

''کفار ہند بے تحاشا ہدم مساجد می نمایند و آں جا تعمیر معبد ہائے خودمی سازند، نیز کفار برملا مراسم کفر بجامی آرند و مسلمانان در اجرائے اکثر احکام اسلام عاجز ند''(۱)، یعنی ہندو بے تحاشا مسجدیں گرا رہے ہیں اور ان کی جگہ مندر بنا رہے ہیں، اس کے علاوہ یہ کفار اپنی کافرانہ رسوم برملا بجا لاتے ہیں جبکہ مسلمان اپنے دین اسلام کے اکثر احکام بجا لانے سے عاجز ہیں۔

مسلم ہندوستان کی تاریخ پر نگاہ ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی آمد کے پہلے مرحلے میں ہندو راجاؤں کی پے در پے شکست اور مسلم فاتحین کی مسلسل فتوحات نے ہندو کو اس قدر مرعوب اور شکست خوردہ بنا دیا تھا کہ اسلام اسے ناقابل شکست قوت اور مسلم فاتحین دائمی

---

۱۔ مکتوباتِ امامِ ربانی، دفتر دوم، مکتوب: ۹۲، جلد ۲، ص: ۲۳۲

marfat.com
Marfat.com

حکمران محسوس ہونے لگے تھے، یہ مرحلہ محمد بن قاسم کی آمد سے شروع ہوتا ہے اور سلطنت دہلی کے لودھی بادشاہ ابراہیم اور ظہیر الدین بابر کے درمیان پانی پت کی فیصلہ کن جنگ پر ختم ہوتا ہے، اس پہلے تاریخی مرحلے میں سے اگر عربوں اور غزنویوں کے زمانے کو الگ کر دیں تو تاریخ اسلام کی باقی پانچ چھ صدیاں دراصل "فاتح اسلام" کی صدیاں ہیں، اس عرصہ میں ہندو اکثریت محکوم و مغلوب سمجھی جاتی رہی اور وہ مسلم حکمرانوں کو جزیہ ادا کرنے پر مجبور تھی مگر اس عرصہ میں مسلمان بادشاہ اپنے اقتدار کے لئے فکرمند رہے یا باہر سے آنے والے نئے سے نئے مسلمان فاتحین کا سامنا کرنے میں لگے رہے اور کسی کو جم کر حکومت کرنے یا اسلام کی دعوت واشاعت کی حوصلہ افزائی کرنے کا موقع نہ ملنے کے برابر رہا، بیرونی حملوں سے دفاع اور مقامی شورشوں کو فرو کرنے میں وقت صرف ہوتا رہا، یوں لگتا ہے کہ مسلمان اہل علم ودانش فقہی مسائل اور حکمرانوں کی انتظامی مشینری کو رواں رکھنے میں الجھے رہے، انہیں مقامی لوگوں کی زبانیں سیکھنے اور اپنی عربی وفارسی سدھارنے سے فرصت ہی نہ مل سکی، ایسے دانشور بہت ہی کم تھے جو مقامی ہندو معاشرہ کی پیچیدگیوں کو سمجھ سکے اور طبقاتی بندھنوں میں جکڑے ہوئے ہندو معاشرہ کی گہرائی میں اترنے کے قابل ہو سکے، یہ مرشدِ لاہور، سیدِ ہجویر حضرت داتا گنج بخش یا خواجہ اجمیر حضرت معین الدین چشتی سنجری علیہما الرحمۃ جیسے صوفی تھے جن کی بدولت بت کدۂ ہند میں شجرِ اسلام کو جڑ پکڑنا نصیب ہو سکا، اگر بات فاتحین اور حکمرانوں تک محدود رہتی تو مسلم ہندوستان کا انجام بھی شاید مسلم سپین سے مختلف نہ ہوتا، آج اگر اسلام اس برِعظیم پاک و ہند کی ایک ناقابل شکست طاقت ہے تو اس کا سہرا ان اولیاء اللہ اور اصحاب طریقت کے سر ہے جو مرشدِ لاہور اور خواجہ اجمیر کے پیروکار اور جانشین تھے بلکہ ان بزرگوں کی سعی مشکور کو بھی بار بار دو رکاوٹیں پیش آتی رہیں، ان میں ایک رکاوٹ تو مسلم

marfat.com

Marfat.com

ہندوستان کے حکمران تھے جنہیں بار بار یہ خطرہ لاحق ہوتا رہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ان کی ہندو رعایا کو اسلام کا گرویدہ بنا کر حکمرانوں سے بغاوت پر آمادہ نہ کرلیں حالانکہ یہ اصحاب طریقت صوفیہ ہی تھے جو ان اقتدار پرست مسلم حکمرانوں کے خلاف اُٹھنے والی بغاوتوں اور شورشوں کو بھی فرو کرتے رہے بلکہ ان حکمرانوں میں سے جس کسی نے کسی صوفی سے کسی علاقے میں حالات سدھارنے کی درخواست کی تو اسے قبول کیا جاتا رہا۔

دوسری رکاوٹ چانکیا کا چیلا گھمنڈی برہمن تھا جو فریب کاری اور دغا بازی سے صوفیہ کرام کی تبلیغی کوششوں کا رستہ روکنے کی کوششوں میں لگا رہا، ہزاروں سال سے ہندو برہمن کی غلامی اور ستمگری کا ستایا ہوا شودر یا اچھوت کسی بزرگ کی تبلیغ اسلام اور موثر گفتگو کے نتیجے میں جوق در جوق اسلام کی طرف لپکنے لگتا تو مکار برہمن فسادات کی آگ بھڑکا دیتا اور تفرقہ بازی کا بازار گرم کر دیتا، حکمرانی کے مزے لوٹنے والے مسلمان بادشاہ کو اپنا اقتدار خطرے میں نظر آنے لگتا اور وہ ہر قیمت پر اس فتنہ کو فرو کرنے میں لگ جاتا، ایسے حالات میں اکثر و بیشتر الزام مبلغینِ اسلام صوفیہ کرام پر ہی لگتا، ہندو برہمن کا آج بھی اور ہمیشہ سے واحد ہتھیار یہی سازشی جال، فریب کاری اور جنگ وفساد ہی رہا ہے، جونہی وہ کسی غیر ہندو کو خواہ وہ مسلمان ہو، شودر ہو، سکھ ہو یا عیسائی ہو، کہیں پھلتا پھولتا دیکھتا ہے تو فسادات کی آگ بھڑکا دیتا ہے یا جنگ کا فتنہ کھڑا کر دیتا ہے۔ اگر ان طویل صدیوں میں یہ مسلم حکمران خود کچھ بھی نہ کرتے صرف ہندو برہمن چالوں کو سمجھ سکتے، مسلم دانشور فقہی الجھنوں اور مذہبی مناظروں سے نکل کر حالات کو سمجھ کر کوئی تدبیر کرتے یا کم سے کم اللہ کے ان نیک بندوں کی راہ میں روڑے نہ اٹکاتے تو آج عراق و مصر یا ایران و افغانستان کی طرح ہندوستان بھی مسلم اکثریت کا ملک ہوتا، یا کم سے کم اچھوت آزاد ہو

marfat.com
Marfat.com

کر برہمن کی اکثریت کے گھمنڈ کو پاش پاش کر چکا ہوتا۔

دہلی کے تخت پر مغلیہ سلطنت کے قبضہ سے مسلم ہندوستان کی تاریخ کا دوسرا مرحلہ شروع ہوتا ہے یا یوں کہہ لیجئے کہ تیسرا مرحلہ شروع ہوتا ہے، اس مرحلے میں مسلم فاتحین اور حکمرانوں کا تصادم اور چپقلش عروج کو پہنچ جاتی ہے اور شیر شاہ سوری کی فاتحانہ یلغار مغل بادشاہ ہمایوں کو دہلی چھوڑ کر ایران بھاگ جانے پر مجبور کر دیتی ہے، اس سے قدیم ہندو راجاؤں کی نسل کے دلوں میں حکومت چھین کر مسلم حکمرانوں کو یہاں سے بھگا دینے کی ترنگ جاگ اُٹھتی ہے اور وہ کھل کر مغلوں کے مقابلے پر آنے لگتے ہیں اقتدار کی اس رسہ کشی کو عیار برہمن ہندو۔ مسلم تصادم کا نام دیتے ہیں جس سے تنگ آ کر مغل حکمران ایک متحدہ قوم۔ ہندو مسلم کا ملغوبہ کو جنم دینے کا جنون پالنے لگتے ہیں، یہ جنون جلال الدین اکبر جیسے جاہل مگر ذہین بادشاہ کے پچاس سالہ عہد حکمرانی میں عروج کو پہنچ جاتا ہے اور مسلم ہندوستان کی تاریخ کو ایک ہولناک دھچکا لگتا ہے، اگر یہی اکبر علماء وصوفیہ کی سرپرستی کرتا تو چند سالوں میں نچلی ذاتوں کے پچاس فیصد ہندو اپنا مقدر اسلام سے وابستہ کر سکتے تھے، اس سے مغلوں کو متحدہ قوم بھی میسر آ جاتی اور گھمنڈی برہمن کا غرور بھی ٹھکانے لگ جاتا مگر ہوا یہ کہ اکبر نے دین الٰہی کے ڈھکوسلے سے جو معجون ضلالت تیار کی تھی اس نے اسلام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا کیونکہ:

1۔ اکبر نے اسلام، اہل اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی توہین تذلیل، انکار اور ظالمانہ چیرہ دستی سے صدیوں کے رعب وجلال کو خاک میں ملا دیا اس نے مسلمانوں کو تو زبردستی اپنا کلمہ "لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ" پڑھنے پر مجبور کر دیا مگر ایک ہندو بھی اس معجون ضلالت کو نگلنے کے لیے تیار نہ ہو سکا، حتیٰ کہ اس کے وفادار

marfat.com

Marfat.com

راجپوتوں۔ بھگوان داس اور مان سنگھ نے بھی اس کے دین الٰہی کو اس کے منہ پر دے مارا۔

2۔ ہندو برہمن کو حوصلہ ملا اور وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گیا کہ وہ اسلام کو بھی بدھ مت اور جین مت کے گھاٹ اتار سکتا ہے، اکبر کے نعرۂ متحدہ قومیت کو آگے بڑھا کر "مسلمانان ہندو مزاج" پیدا کیئے جا سکتے ہیں، "ہِندُتْ وَا" (Hindutwa) کا نعرۂ دراصل اکبر کے متحدہ نعرۂ قومیت کا چربہ ہے۔

3۔ اکبر کے اس جنونی اقدام کے اثرات کو ختم کرنے میں تین مسلمان بادشاہوں۔ جہانگیر، شاہ جہاں اور عالمگیر۔ کی قوت صرف ہوئی۔ حضرت اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی مجاہدانہ زندگی نے اسلام کو اس کی آب و تاب تو واپس دلا دی مگر اس کے نالائق جانشین حالات کو نہ سنبھال سکے

4۔ اکبر کے عہد میں مسلم ہندوستان پوری طرح ہندو راجپوتوں کی گرفت میں آ گیا تھا اور مغلوں کے ہندوستان میں ہندو انقلاب کی راہ ہموار ہو گئی تھی، مگر حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اپنی درویشانہ تدبیر سے جہانگیر کا تعاون حاصل کر لیا اور درویشِ سرہند کی ایک ٹھوکر سے یہ انقلاب ناکام ہو گیا اور ہندو کے عزائم خاک میں مل گئے!!

5۔ ہندو کی خواہش اور کوشش یہ ہے کہ اکبر کے نعرۂ متحدہ قومیت کا لبادہ اوڑھ کر فریب اور دغابازی سے مسلمانوں کو "ہندو مزاج مسلمان" بنا کر ہندو ازم کا حصہ بنا دیا جائے، کیونکہ ہندو برہمن اپنی فطرت اور اپنے مذہبی ڈھکوسلوں کے باعث کسی بھی مذہب کے ساتھ پرامن بقائے باہمی کے لیے تیار نہیں ہے، وہ ہندو معاشرے کا

marfat.com
Marfat.com

راکھشش دیوتا بن کر اور طبقاتی معاشرے کا خدا بن کر حکومت کرنا چاہتا ہے جس معاشرہ میں "مسلمان ہندو" اچھوت ہندو کے چوتھے طبقے سے بھی کم تر پانچویں طبقہ کی حیثیت سے زندگی گزارے، اس طرح ہندو برہمن ایک طرف تو سیکولر اور جمہوری ہونے کا بھی دعویدار ہے مگر وہ اس کے ساتھ ہی اپنی نسلی برتری کا بھی قائل ہے اور طبقاتی معاشرہ کو محفوظ رکھنے کا آرزومند بھی ہے، اس کے برعکس سیکولرازم اور جمہوریت میں ہر مذہب کو مکمل آزادی اور تمام افراد معاشرہ کو مساوات کا حق حاصل ہوتا ہے۔

یہ تو ہے مسلم ہندوستان کی تاریخ کے تیسرے مرحلے کا ایک مختصر سا خاکہ جس میں حضرت مجدد کا خاص کردار نمایاں ہے مگر جب تک اس مرحلہ کی تفصیلات ہمارے سامنے نہ آئیں اس وقت تک دو قومی نظریہ میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا تاریخ ساز کردار اور عظیم الشان خدمتِ اسلام کا صحیح اندازہ ہمارے لیے مشکل ہے۔ اس سے پہلے کی چار پانچ صدیوں کے دوران میں محمد بن قاسم، محمود غزنوی اور شہاب الدین غوری جیسے مسلم فاتحین کی پے در پے ضرباتِ مؤمنانہ نے ہندو برہمن کا مزاج درست کر کے اسلام اور اہل اسلام کو ناقابل شکست قوت قاہرہ ثابت کر دیا تھا اور اب گھمنڈی برہمن کے لئے سر جھکانے کے سوا اور کوئی رستہ نہیں تھا، ہندو کی مرعوبیت کا یہ طویل عرصہ بہت سے مؤرخین کے لیے ناقابل فہم ہے مگر باہر سے آنے والے مسلم فاتحین کا دہلی کے مسلم حکمرانوں سے تصادم، شکست و ریخت اور بعض کا راہِ فرار اختیار کرنا ہندو کو چونکا دینے

marfat.com
Marfat.com

کے لئے کافی تھا، اسلامی تقویم کے پہلے ایک ہزار سال مکمل ہونے اور پھر ایران وہندوستان میں مسلمانوں کے روپ میں بعض نام نہاد مفکرین کی فکری ہرزہ سرائیوں نے جہاں افکار و عقائد میں تلاطم پیدا کر دیا تھا وہاں مسلم ہندوستان کے تختِ شاہی پر اکبر جیسے جاہل اور ضعیف الاعتقاد بلکہ اسلام بیزار ملحد کا براجمان ہونا ایک ہزار سالہ مسلم رعب و دبدبہ اور وقار کو ناقابل تلافی نقصان پہنچاتا تھا۔ اگر مجدد الف ثانی جیسا درویش صفت مدبر مسلمان عالم اور صوفی نہ ہوتا تو شاید مسلم مغلیہ سلطنت "ہندو مغلیہ سلطنت" کا روپ اختیار کر لیتی، اکبر کے پچاس سالہ طویل دورِ حکومت میں مسلم ہندوستان ہندو راجپوتوں کے ہاتھوں "ہندو انقلاب" کی دہلیز پر پہنچ گیا تھا مگر قدرت نے شیخِ سرہند کو بروقت بیدار کر دیا اور ان کی مدبرانہ ضربِ کلیمی نے گھمنڈی برہمن کے خواب کو بکھیر کر رکھ دیا، بقول اقبال:

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے　　جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیٔ احرار
وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان　　اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

1۔　ظہیر الدین بابر کا بیٹا اور جلال الدین اکبر کا باپ ہمایوں جب ایرانی کمک کے ساتھ ہندوستان واپس آیا تو شیر شاہ سوری کے جانشینوں سے مسلم ہندوستان کا تاج و تخت واپس لینے میں تو وہ کامیاب ہو گیا مگر اپنے ساتھ الحاد و زندقہ کے ملحق جراثیم بھی لے آیا تھا مگر ان مہلک جراثیم کی زد میں صرف مسلم معاشرہ ہی آیا جس کی

marfat.com
Marfat.com

بنیادیں مسلم مذہبی پیشواؤں کی خودغرضی، خودنمائی اور جاہ پرستی کے علاوہ ہندو معاشرہ کے زہریلے جراثیم کے باعث پہلے ہی کھوکھلی ہو چکی تھیں، محمود پسیخوانی کی جس ملحدانہ نقطوی تحریک کو ایران کے شیعہ حکمرانوں نے بھی گوارانہ کیا تھا اور اسے بُری طرح کچل کر رکھ دیا تھا اس کے یہ جراثیم جب مغلوں کے مسلم ہندوستان پر حملہ آور ہوئے تو انہیں نہ صرف موافق فضا اور آب وہوا ملی بلکہ اکبر جیسا جاہل وملحد مگر بے حد طاقتور بادشاہ بھی مل گیا، اکبر نے اپنے دین الٰہی کی "معجون ضلالت" انہی جراثیم سے تیار کروائی اور پھر اس معجون ضلالت کو فیضی اور ابوالفضل جیسے اسلام بیزار سیلز مین (Sales man) بھی مل گئے تھے۔

2۔　نام نہاد نقطوی تحریک کا بنیادی نقطہ یہ تھا کہ اسلام کا ایک ہزار سال بیت جانے کے بعد اب عربوں کا دور سیادت وقیادت قصہِ ماضی بن گیا ہے اور اب اگلا ہزارہ اہلِ عجم کا ہے جس میں مذہبی اور فکری قیادت ایران یا ہندوستان کا حق ہے، اس کا اصل مقصد رسالتِ محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا انکار تھا، یہاں کے مفسرین نے اکبر کو انکارِ نبوت اور اپنی خلافت کے اقرار واعلان کی پٹی پڑھادی "جاہل مہابلی" نے اس رائے کو اپنا لیا اور خود کو اگلے ہزارہ کے لیے "خلیفۃ اللہ" ہونے اور ایک ہزار سال تک "ہندو مغلیہ سلطنت" کو قائم ودائم رکھنے کے لیے دین الٰہی کے ڈھکوسلے کی صورت میں ہندومت، بدھ مت، عیسائیت اور زرتشتیت کے ملغوبہ سے تیار شدہ اپنی معجون **ضلالت کا**

marfat.com

Marfat.com

اعلان بھی کر دیا۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اسی لیے اپنی تصنیفِ منیف رسالہ اثبات النبوۃ میں ان تمام مفاسد کو اپنی ضرب کلیمی سے زیر و زبر کر دیا۔

3۔ جلال الدین اکبر کے عہد سے اب تک گھمنڈی برہمن جس امید پر زندہ ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو حیلوں بہانوں سے گھیر کر زبردستی یا برضاء و رغبت "ہندو مزاج مسلمان" بنایا جا سکتا ہے اور اس طرح مذہب اسلام کو بھی بدھ مت اور جین مت کے گھاٹ اتارا جا سکتا ہے اسی لیے ہندو کانگرس نے مختلف حیلوں بہانوں سے انگریز کے جانے تک مسلمانوں کو متحدہ قومیت کا جھانسا دیکر خاموش رہنے کے لیے بڑے جتن کئے، مگر وہ سکھ قیادت کے ماسٹر تارا سنگھ اور اچھوت لیڈر ڈاکٹر بھیم راؤ امید کر کی طرح مسلمانوں کے قائد محمد علی جناح کو سہانے خواب دکھا کر دام فریب میں نہ پھنسا سکے۔ پھر کٹا پھٹا کرم خوردہ پاکستان بنا کر مسلمانوں کو ہندوستان کی سرزمین میں سے ان کا جائز حق دینے کی بجائے مسائل اور مشکلات میں لپٹا ہوا پاکستان بننے دیا جسے وہ 1971ء میں زبردستی اور سازش کے ذریعے دو ٹکڑے بھی کر چکے ہیں مگر پھر بھی ایٹمی پاکستان کو اسرائیل کے چالاک اور دغا باز یہودیوں کی مدد سے امریکہ کی اندھی فوجی قوت سے دولت خداداد کو اکھنڈ بھارت کا حصہ بنانے پر تلے ہوئے ہیں، اسی لیے کشمیر سمیت دیگر الجھے ہوئے مسائل حل کرنے کے لیے آمادہ نہیں کیونکہ ہندو کے نزدیک مسئلہ کشمیر اور دیگر تمام مسائل کا بہترین حل تقسیم کی لکیر کا خاتمہ ہے تاکہ نسل پرست متعصب جنونی اور

marfat.com
Marfat.com

گھمنڈی برہمن پورے برعظیم پاک و ہند کے پچاس کروڑ مسلمانوں کو کروڑوں چھوتوں کے ساتھ ملا کر سب کو اپنی بربریت، سنگدلی اور خودستائی کی اندھی لاٹھی سے ہانکتا پھرے اور نام نہاد اعلیٰ ذات کی ایک حقیری اقلیت گھمنڈی برہمن کے روپ میں مسلط ہو جائے اور صدیوں کے بعد چوتھے طبقے کے اچھوتوں اور پانچویں طبقہ کے مسلمان اچھوتوں کا کوئی مشترکہ نیا ڈاکٹر امبید کر کہنے پر مجبور ہو جائے کہ:

"They (Brehmans) began to arrogate powers and privileges for themselves. If a Brehman killed a non-Brehman, he would not be punished. He, by his birth is the Lord of the Universe. Even the wicked Brehman must be worshiped! Priest craft is bane of India ! ..... A hundred million or so Brehmans suck the blood of these poor people without even the least effort for their amelioration. Is that a country or a hell? Is that a religion or the devil's dance!?"

حضرت مجدد شیخ احمد سرھندی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے ایک دور اندیش مدبر اور

marfat.com
Marfat.com

طبیب کی طرح حالات کو قریب سے دیکھا، سمجھا اور معلوم کیا کہ اصل مرض کیا ہے، اس کے اسباب کیا ہیں اور جڑیں کہاں کہاں ہیں، اس غرض کے لیے اکبر کے درباریوں اور خوشامدیوں کو قریب سے دیکھا اور ان کی صحبت "ناہم جنس" بھی گوارا کی کیونکہ جب تک مرض کی اچھی طرح تشخیص نہ ہو جائے اس وقت تک کوئی دانا و بینا طبیب دوا اور علاج تجویز نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہے چنانچہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کو اندازہ ہو گیا کہ:

1۔ اس خبیث مرض کا اصل سبب انکارِ نبوت ہے جو توہینِ رسالت اور گستاخی رسول (ﷺ) کا ہولناک رنگ لیے ہوئے ہے۔ اور یہ کہ اس مرض کو ہوا دینے والے بگڑے ہوئے اور تاریک گمراہی میں مبتلا مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر ہندو برہمن نے بھی رنگ پکڑا ہے اور وہ اسلام، اہلِ اسلام اور مقدساتِ اسلام کی توہین، تذلیل اور تخریب پر پوری قوت اور حوصلہ کے ساتھ کمر بستہ ہو گیا، حق پرست اور حق گو مسلمانوں کو کسی رنگ میں برداشت نہیں کرتا، ان کی اہانت و تذلیل کو معمول بنالیا ہے، علماء کو قتل کروانا، قید و بند میں ڈالنا، جلا وطن کرنا، مساجد و مقابر تباہ کر کے "مہابلی" کے سرکاری خرچ پر وہاں مندر تعمیر کرنا ایک معمول بن گیا ہے۔ خبیث مرض کے اسی پہلو کے لیے حضرت مجدد نے رسالہ اثباتِ نبوت تحریر فرمایا اور نظامِ سلطنت سے وابستہ راسخ العقیدہ مسلمان افسروں کو مکاتیب لکھے اور انہیں آنے والے خطرات سے آگاہ کیا اور تعمیری و اصلاحی تجاویز دینا شروع کر دیا۔

2۔ انہوں نے محسوس کیا کہ اس مرضِ خبیث کے موذی جراثیم وہ ہیں جو نقطوی تحریک والوں نے شہزادہ ہمایوں کے جلو میں ایران سے بھیجے تھے۔ اس موذی جراثیم میں سب سے بڑا خطرہ یہ احمقانہ خیال تھا کہ اسلام کے سایہ میں عربوں اور

marfat.com
Marfat.com

رسولِ عربی ﷺ کی شریعت نے اپنی سیادت وقیادت اپنا ایک ہزار سال پورا کر کے طبعی عمر گزار لی ہے، اب اگلا ہزارہ اہل عجم کا ہوگا جسے اکبر بادشاہ نے اپنے لیے مختص کرلیا ہے اور نام نہاد دینِ الٰہی کی شکل میں وہ بھی قانون عطا کرنے والا (Law Giver) بن گیا اور اب اس کی یہ معجون ضلالت آئندہ ایک ہزار سال تک چلتی رہے گی اور مغلیہ سلطنت بھی "متحدہ قومیت" کے سایہ میں "ہندو مغلیہ سلطنت" کے روپ میں چلتی رہے گی چنانچہ اس "شاہی حماقت" کے ابطال کے لیے حضرت شیخ سرہند نے راسخ العقیدہ اہلِ طریقت اور علمائے صالحین کو مخاطب کیا، مکتوبات لکھے اور بتایا کہ ہزار سال کی مدت ایک باطل فسوں کاری ہے اور اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اس لیے اکبری خلافت کی ہزار سالہ مدت ایک ڈھکوسلہ ہے! اس کے ساتھ ہی حضرت شیخ نے اسلامی تصوف کو خرافات سے پاک کرنے کی کوشش کی اور بتایا کہ تزکیہ نفوس اور صحیح اسلامی تربیت کا اصل طریقہ وہی ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ نے مکی دور میں دارِ ارقم میں اور پھر مدنی دور صفۂ مسجد نبوی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں اختیار فرمایا تھا اور جس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی تربیت یافتہ جماعت تیار کی جس نے صرف ربع صدی کے اندر جزیرہ عرب کا مقدر سنوار دیا اور وقت کی دو سپر طاقتوں ۔ روم و ایران ۔ کو الٹ پلٹ کر ایک عظیم الشان اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھی جس کی ہمیشہ کی طرح آج بھی اہلِ علم و عدل مثالیں دیتے ہیں اور دنیا کو ایک ایسا تمدن دیا جس میں معاشرتی اخوت و مساوات کے ساتھ ساتھ بے مثال عدل و سلامتی بھی ہے اور جس کے آثار آج بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

3۔ لیکن ان موذی جراثیم میں سب سے زیادہ مہلک اور خطرناک متحدہ قومیت کا اکبری تصور ہے، اسلام بلاشبہ عالمی انسانی برادری کو نہ صرف مانتا ہے بلکہ اس کا

marfat.com

Marfat.com

زوردار علمبردار بھی ہے! مگر وہ "متحدہ قومیت" کے اس اکبری تصور کو مسترد کرتا ہے جسے مکار اور گھمنڈی برہمن نے ایک جال کے طور پر اپنا رکھا ہے اور جسے وہ اپنے نام نہاد ثقافتی انقلاب کے نعرہ ہِندُتْ وَا (Hindutwa) کے مترادف سمجھتا ہے اور جس کا مقصد ایسی مسلمان نسل پیدا کرنا ہے جو ھندوازم کے رنگ میں رنگی جائے اور حضرت مجدد کی اصطلاح میں "مسلمانانِ ھندو مزاج" کہلانے کے قابل ہو جائے۔ یہ تو مسلمانوں کو فریب دے کر ھندو بنانے کے مترادف ہے، لیکن اسلام جس عالمی انسانی برادری کا علمبردار ہے وہ توحید باری تعالیٰ پر ایمان لانے سے عبارت ہے اور وحدتِ نسلِ انسانی کے قرآنی تصور کو تسلیم کرنا ہے جس کی رو سے سب کا خالق رازق اور مالک صرف ایک خدا ہے اور سب کے سب انسان اسی ایک باپ آدم کی اولاد ہیں۔[۱]

اس لیے سب انسان برابر ہیں، کسی نسل کو کسی پر فضیلت و برتری حاصل نہیں، بقول شیخ سعدی۔

بنی آدم اعضائے یکدیگرند — کہ در آفرینش زیک جوھرند

چو عضوے بدرد آورد روزگار — دگر عضوہا را نماند قرار

تو کز محنت دیگراں بے غمی — نشاید کہ نامت نہند آدمی

[۲]

---

۱۔ محمد یوسف عرفان، ص: ۸۲

۲۔ سعدی گلستان ص: ۱۶، لاھور، تاریخ ندارد

marfat.com

Marfat.com

یہ متحدہ قومیت جو اکبر کے خناسی ذہن میں سمائی تھی وہ ایک ایسے ملغوبہ سے عبارت تھی جس میں ھندو اور مسلمان کی کھچڑی بننا تھا، دینِ الٰہی کی معجونِ ضلالت مسلمانوں کو زبردستی کھلائی جارہی تھی، اسلامی شعائر کو تو ممنوع قرار دے دیا گیا تھا، مسلم حکمران کہلانے کی وجہ سے مسلمان رعایا تو مغلوں کے اشارہ پر چلتی تھی، چونکہ دنیا پرست مُلّا نے اکبر کو وقت کا مجتہد اور خلیفۃ اللہ مان لیا تھا اور اس کے احکام مسلم رعایا کے لئے تو واجب الاذعان بن گئے تھے اس لئے مسلم رعایا کی ایک معقول تعداد اکبر کا کلمہ پڑھنے لگی تھی جس میں اچھے خاصے "مسلمانانِ ھندومزاج" بھی بن گئے تھے جو "با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام" کرنے لگی تھی اس لیے اسلامی شعائر اور رسومات حتی کہ "محمد خان یا احمد خان" کے نام بھی ممنوع قرار پاگئے تھے لہذا جاہل اکبر کو زرتشتیت، یہودیت، عیسائیت، بدھ مت اور ھندومت کے شعائر وعبادات سے اپنی معجونِ ضلالت تیار کرنا پڑی تھی لیکن کم سے کم پچاس فیصد باتیں ھندومت کی تھیں تا کہ ھندو خوشی سے دینِ الٰہی میں فوج در فوج اور جوق در جوق داخل ہوجائیں مگر ایک ہندو نے بھی مجتہد العصر خلیفۃ اللہ علی الارض کے اس نئے دین اور متحدہ قومیت کے تصور کو قبول نہ کیا۔ حتی کہ اکبر کے محبوب جوان راجپوتوں۔ بھگوان داس اور مان سنگھ۔ نے بھی یہ معجونِ ضلالت "اپنے مہابلی" کے منہ پر دے ماری تھی۔ تاہم اسلام کا زور توڑنے کے لئے اکبر کی یہ نام نہاد "متحدہ قومیت" ایک نسخہ کیمیا اور تیر بہدف علاج معلوم ہوئی جس پر عمل کرانے کے لیے مکار برہمن نے ریاست کی ھندو مشینری کو پوری قوت کے ساتھ استعمال کروانا شروع کیا ، مخالفت کرنے والے علماء کو قتل کروایا، جلاوطن کروایا اور قید میں ڈلوایا تا کہ "مسلمانانِ ھندومزاج" کی ایک معتد بہ کھیپ تیار ہوجائے جن کے نام تو بے شک مسلمانوں کے

marfat.com

Marfat.com

سے ہوں مگر مندر میں بتوں کے سامنے "بابرہمن رام رام" کرنے میں بھی خوشی محسوس کریں جو ایک دو نسلوں کے بعد پکے اور سچے ہندو بن کر بدھوں اور جینیوں کی رو میں بہہ جائیں گے، اسلامی شعائر سے جب بیگانہ ہو گیا تو پھر "ھِنْدُتْ وَا" کے رنگ میں تو خود بخود رنگ جائیں گے۔ تو اکبر کے دینِ الٰہی نے مسلمانوں کے ساتھ یہی کھیل کھیلا، وہ ان تمام شعائرِ اسلام سے دور ہو گیا جنہیں اکبر نے ممنوع قرار دیا تھا، مشہور مستشرق مسٹر گیرٹ (Garret) لکھتا ہے:

"The study of Arabic was discourged. The practice of shawing the beard was introduced. The Muslim era was changed for a solar year. The custom of prostration before the King was also introduced to the disgust of orthodox Muslims. No new mosques were built and old ones were not repaired. Akbar's mode of life on the whole ceased to be that of a Muslim and constantly approached to the Hindu idea of Dharma as modified by himself(1)"

غیر جانبدار مستشرق کی رائے ہے، اس سے نام نہاد متحدہ قومیت کا بھانڈا پھوٹ جاتا ہے جو اکبر بادشاہ سے ہندو برہمن کو ورثہ میں ملی ہے اور جسے ہندو کانگرس نے ایک گمراہ کن

---

۱۔ جہان امام ربانی، جلد ۲، ص: ۲۸۶

marfat.com

Marfat.com

نعرہ کے طور پر تقسیم سے قبل بھی اپنائے رکھا اور تقسیم کے بعد بھی یہی نعرہ اپنایا ہوا ہے جسے پاکستان کے خلاف پراپیگنڈے کے لیے بھی استعمال کیا جا رہا ہے۔ کانگرس کے ہمنوا بھولے بھالے مسلمان بھی اسی متحدہ قومیت کے جھانسے میں رہے۔ انتہاء پسند ہندوؤں بلکہ کانگرس کے منافقین کے برعکس چلنے والے اصلی ہندوؤں نے اس متحدہ قومیت کو کھل کر واضح کر دیا ہے اور وہ اب "ھِندُتْ وَا" کے علمبردار بن گئے ہیں کیونکہ اب ہندو کو کسی پردہ داری یا منافقت کی ضرورت نہیں رہی۔ اب وہ کھل کر اکبر کی متحدہ قومیت کو واضح کرنے میں لگے ہیں۔ اس لیے کانگرسی ہندوؤں کی متحدہ قومیت یا صاف گو مگر گھمنڈی برہمن کی ہندت وا دونوں کا مقصد ایک ہی ہے اور وہ ہے مسلمان کو ہندو مزاج بنانا اور بالآخر ہندومت میں مدغم کرنا۔ کیونکہ طبقاتی تقسیم کی لعنت میں گرفتار اور نسل پرست ہندو چھوت چھات پر ایمان رکھتا ہے اور کسی مذہب کے ساتھ پرامن بقائے باہمی کا قائل ہی نہیں۔ وہ تہرے مخمصے میں پھنسا ہوا ہے اور بے چین ہے:

1۔ تاریک زمانوں میں اس کے آباؤ اجداد نے دراوڑوں کو چھوت چھات کے پنجرے میں بند کر لیا تھا جسے آج کے علم، سائنس اور ٹیکنالوجی کے روشن دور میں بھی گھمنڈی برہمن نے اسی طرح جکڑا ہوا ہے۔ بدھا، نے برہمن کے اس ظلم کے خلاف آواز اُٹھائی تھی۔ پھر جینیوں نے ہندو بربریت اور سنگدلی سے بغاوت کی تھی مگر آج نہ بدھ ہیں نہ جینی ہیں۔ چالاک برہمن نے بابا گرونانک جی کے پیروکاروں-سکھوں- کو بھی شیشے میں اتار لیا ہے۔ ہندو برہمن کے دماغ میں خناس یہ سمایا ہوا ہے کہ وہ مسلمانوں کو بھی بدھوں اور جینیوں کے گھاٹ اتار سکتا ہے۔

2۔ اکبر نے اسلام چھوڑ کر قشقہ لگا لیا تھا اور زبردستی مسلمانوں کو متحدہ

marfat.com

Marfat.com

قومیت کے نام پر اپنے ڈھکوسلے دین الٰہی کا پیرو کار بنا لیا تھا اور "ہندو مزاج مسلمان" یعنی ہندوازم کے رنگ میں رنگے ہوئے مسلمانوں کی ایک معقول تعداد پیدا کر لی تھی جو نام کے تو مسلمان تھے مگر وہ اپنے دل و دماغ سمیت ہندومت میں ڈوب چکے تھے۔ چنانچہ انکی دوسری تیسری نسل یا تو ہندوازم میں مدغم ہوگئی یوں جو مدغم نہ ہو پائے وہ ہندو مزاج مسلمان کے طور پر برہمن کے کام آتے رہے اور آرہے ہیں۔ ان کی دیکھا دیکھی کئی نئے ہندو مزاج بھی پیدا ہوتے رہے جو کبھی گاندھی بھگت کہلانے پر خوش رہے اور کبھی نمائشی طور پر کام آتے رہے۔ انہی کے ذریعے عیار برہمن دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونک کر اپنے نام نہاد سیکولرزم کی کھال بچاتا رہا۔ تاہم برہمن کا خیال کہ اکبر کی متحدہ قومیت اپنا کر مسلمانوں کو آسانی سے ہندو مزاج بنا کر اسلام کو بدھ مت، جین مت اور دراوڑوں کے گھاٹ اتارا جا سکتا ہے۔ اس نے اکھنڈ بھارت اور رام راج کے لئے اب متحدہ قومیت کی بجائے "ھندت وا" کا نعرہ ایجاد کر لیا ہے۔ اب اسے یقین ہو گیا ہے کہ اگر یہی لیڈر اور یہی مُلّا رہیں تو پاکستان کا کانٹا جلد یا بدیر نکل جائے گا پھر خوشی سے نہیں تو زبردستی مسلمانوں کو ہندو مزاج کیا ہندو نواز بھی بنایا جا سکتا ہے۔

3۔ انگریز جاتے جاتے برہمن کو جمہوریت میں اکثریت کی حکومت لوری سنا گیا ہے۔ ہندو برہمن جلد سے جلد ایشیا کی سپر پاور بننے کی فکر میں ہے۔ لیکن پاکستان اور مسلمان دو ایسے لفظ ہیں جو بدمست برہمن کو چونکا دیتے ہیں بلکہ لرزا دیتے ہیں۔ اس کا سپر پاور کا مزہ کرکرا ہو جاتا ہے اور نشہ ہرن ہو جاتا ہے۔ وہ کشمیر اور سیاچن سمیت علاقائی مسائل حل کرنے یا پرامن بقائے باہمی سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتا۔ اسے تو مذکورہ تمام رکاوٹیں دور کر کے سپر پاور بننے میں دلچسپی ہے۔ ان تین مخمصوں کے علاوہ

marfat.com

Marfat.com

ہندو برہمن ایک چوتھے مخمصہ میں بھی جکڑا ہوا دکھائی دیتا ہے اور یہ ہے تاریکی میں ڈوبے رہنے کا مخمصہ۔ ہندو کا خیال یہ ہے کہ دنیا آگے کی بجائے پیچھے کی طرف جائے گی۔ تاریک زمانے لوٹ کر آتے جائیں گے۔ یہ علم و ہنر کی روشنی عارضی شے ہے۔ دنیا میں نہ انصاف ہوگا نہ برابری اور مساوات کی بات ہوگی اور نہ انسانی حقوق کا معاملہ اُٹھے گا۔ ہندو معاشرہ اسی طرح چار طبقات میں جکڑا رہے گا۔ نہ چوتھے طبقے کے دراوڑ اچھوت ہونے کے خلاف بول سکیں گے اور نہ ہی پانچویں طبقے کے نئے اچھوت مسلمانوں کی کوئی آواز ہوگی، بس برہمن کی خدائی ہوگی۔ پرانے اور نئے اچھوت خواہ معاشرہ کا اسی فیصد بھی ہو گئے تب بھی بات برہمن کی حقیر اقلیت ہی کی چلے گی۔

ہندو کی یہ پہچان سب سے پہلے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے کروائی اور بار بار امت مسلمہ کے قائدین کو خبردار کرتے رہے کہ ہندو کو جب بھی قدرت حاصل ہوئی جیسا کہ اسے اکبر کے دور میں حاصل ہوگئی تھی تو وہ مسلمانوں کو کبھی معاف نہیں کریں گے اور ہمارے ماضی و حال کے واقعات اس کی تائید کرتے ہیں۔

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کانگرس میں رہ کر ہندو شناسی میں کمال حاصل کیا تھا۔ جس طرح حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اکبر کے درباریوں، خوشامدیوں اور ضمیر فروشوں کو قریب سے دیکھ کر ہندو کو پہچانا تھا اور اسلام اور مسلمانوں کو ان خطرات سے بچانے کا فیصلہ کیا تھا۔ قائداعظم نے بھی ہندو ذہنیت کو اچھی طرح جان کر اور سمجھ کر ہندو اکثریت کو خونخوار اکثریت (Brutal Majority) قرار دیا تھا۔ انہیں ہندو پر کوئی بھروسہ نہیں تھا۔ تحریک آزادی سے لیکر قیام پاکستان تک اور قیام پاکستان سے لیکر آج تک ہر قدم پر ہندو نے عملی طور پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اور

marfat.com

Marfat.com

قائداعظمؒ کے خیالات اور خدشات درست تھے۔ ہندو چانکیائی فلسفہ کا پیروکار ہے جس میں شیطانی فکر کی تمام خرافات موجود ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ موجود ہے۔ ہندو جب بھی کمزور اور مغلوب ہوتا ہے تو اس کا ہتھیار خوشامد اور سازش ہے اور جب اسے انتقام کا موقع ملتا ہے تو اگلے پچھلے حساب چکا کر دم لیتا ہے۔ ہندو بدترین ہمسایہ، بدترین ہم وطن اور بدترین دوست ہے اور یہی چانکیہ کا فلسفہ ہے۔ وہ جب بھی جنوبی ایشیا میں قیامِ امن کی بات کرتا ہے تو اس کا مقصد اپنے ہمسایہ کے خلاف سازشوں کے جال پھیلانے کی فرصت حاصل کرنا ہوتا ہے اور جب وہ متحدہ قومیت یا پاکستان سے اتحاد کی بات کرتا ہے تو اس کے پیشِ نظر ''ھندت وا'' کی بنیاد پر اکھنڈ بھارت اور رام راج کے لئے زمین ہموار کرنا ہوتا ہے۔ ہندو کی اس عیاری اور منافقت کی نشاندہی حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے فرمائی تھی اور یہی حقیقت قائداعظمؒ پر بھی عیاں تھی۔ جدید دور کا ایک مسلمان محقق ہندو کی انہی چالبازیوں اور حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے اسی تاریخ ساز کردار پر متوجہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

"The Hindus were always in overwhelming majority as regard the population and as such the unity with them would automatically amount to finishing up of their (Muslims) individuality as seperate nation in the Sub-Continent. This type of ideology for the first time appears to be working in the days of Mughal Emperor Akbar (963-1014

marfat.com

Marfat.com

A.H.) when in the form of Deen-e-Elahi, what really intended was to merge Islam into Hinduism. At that time Mujadid Alf-e-Sani, the great Muslim mystic appeared on the seene and stermly opposed the Deen-e-Elahi of Akbar at the risk of his own life. Through his writing (i.e. letters) the Mujadid proved the supermacy and self-dependence of Islam".(1)

دو قومی نظریہ یا دوسرے لفظوں میں نظریہ پاکستان صرف اتنی سی بات نہیں تھی کہ مسلمان قوم ہندو قوم سے الگ ایک مستقل قوم ہے بلکہ اس کا مطلب یہ تھا کہ ہندو ایک ایسی قوم ہے جو نسلی برتری پر یقین رکھتی ہے۔ کسی دوسری قوم یا مذہب کے ساتھ پرامن بقائے باہمی کی قائل ہی نہیں اور مسلمانوں کو تو ملیچھ اور ناپاک سمجھتی ہے۔ یہی نہیں انہیں تو برداشت کرنا تو رہا ایک طرف وہ تو مسلمانوں کو نیست و نابود کر کے برعظیم جنوبی ایشیا کو ان کے وجود سے پاک کرنے کا تہیہ کیے ہوئے ہیں۔ ہندو اگرچہ باہر سے آنے والے آریا ہیں جنہوں نے یہاں کے اصل باشندوں کو شودر یا اچھوت کے نام سے غلام بنا رکھا ہے۔ لیکن خود کو اس سرزمین برعظیم پاک و ہند کا اصل باشندہ یا مالک تصور کرتے ہیں اور مسلمان ان کے نزدیک باہر سے آگھسنے والے ہیں۔ جنہیں اس سرزمین پر کوئی

---

ا۔ جہانِ امامِ ربانی، جلد ۳، ص: ۲۲۲

marfat.com
Marfat.com

حق حاصل نہیں ہے۔ ظاہر ہے یہ ایک انتہائی نامعقول رویہ ہے اس لیے ناقابل تسلیم ہے۔ ہندو قوم کے برعکس مسلمان نسلی برتری یا رنگ کی تفریق کے قائل نہیں، بلکہ وہ تو تمام انسانوں کو ایک ہی قادر مطلق کی مخلوق اور ایک ہی باپ حضرت آدمؑ کی اولاد مانتے ہیں۔ وہ کسی چھوت چھات اور ذات پات کو بھی نہیں مانتے۔ یہ بنیادی اختلاف بھی مسلمانوں کو ہندوؤں سے ایک الگ قوم یا امت بنا دیتا ہے اور یوں ہندو اور مسلمان ایک قوم نہیں ہو سکتے۔ مسلمان برہمن کی برتری اور انسانی معاشرہ کو طبقات میں تقسیم کرنے کے تصور کو بھی مسترد کرتے ہیں بلکہ ''انما المؤ منون اخوۃ'' (1) مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں پر ایمان رکھتے ہیں، حیرت اور افسوس کی بات ہے کہ اکبر کو اس اخوت و مساوات کا پرچار کر کے اچھوتوں کو برہمن کے چنگل سے آزاد کرانے کی نہ سوجھی۔ مشورہ دینے والوں نے اسلام کی بنیاد پر ہندوستان کے لیے ایک متحدہ امت اور دلی طور پر باہم شیر و شکر رہنے والے بھائیوں پر مشتمل متحدہ قومیت کا مشورہ اکبر کو نہ دیا۔ دراصل اس کے نام نہاد مسلمان مشیر بھی اسلامی اخوت و مساوات پر ایمان نہیں رکھتے تھے لہٰذا انہوں نے بھی اکبر کو ایک ایسی مذہبی پالیسی اختیار کرنے کا مشورہ دیا جس کا مقصد آخر کار ہندو مت کا غلبہ تھا، اس ضمن میں مشہور محقق مجددیت ڈاکٹر برہان احمد فاروقی کی بات بھی سننے اور یاد رکھنے کے قابل ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:

"مغل بادشاہ اکبر کی حکمت عملی جس پر وہ اپنے دور حکومت میں ہمیشہ عامل رہا دراصل مسلمانوں کے شعور مذہبی کو ضعف اور صدمہ پہنچانے کے لئے وضع کی گئی تھی اس

---

۱۔ قرآن کریم ۴۹:۱۰

marfat.com

Marfat.com

کے بعض پہلوؤں سے ان کے جذبات مشتعل ہو گئے اور انہوں نے محسوس کیا کہ ہندوستان میں اسلام ختم ہو گیا ہے، ایک ہمعصر مؤرخ اور جوشیلا مسلمان ملا عبدالقادر بدایونی اکبر کے عہد حکومت کے خلاف اس طرح بیان کرتا ہے کہ اس سے وہ بے چینی اور اضطراب جس میں مذہبی مسلمان ان دنوں مبتلا تھے پوری طرح نمایاں ہو جاتے ہیں، ملا عبدالقادر بدایونی کی رائے ہے کہ بادشاہ اپنی ہندو رعایا کو خوش کرنا چاہتا تھا، اس نے اپنا رخ اسلام سے پھیر لیا تھا"(۱)

اکبر بادشاہ نے جس ہندو پر بھروسہ کیا وہ اس قابل ہی نہیں تھے، ہندو لیڈر اور کارندے اس کی مذہبی حکمت عملی کو صرف اس لئے چلا رہے تھے کہ اس سے ہندوستان میں اسلام کا نام ونشان بھی مٹ جانا تھا اسی لیے ہندو آج بھی اکبر بادشاہ کے گن گاتے ہیں اور اسی کی متحدہ قومیت کی پالیسی کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں اور اسی ہتھیار سے مسلمانوں کو "ہندو مزاج" بنا کر اپنا مقصد حاصل کرنے کی فکر میں رہتے ہیں، اس ضمن میں ایک اور محقق سردار علی قادری کا خلاصہ کلام اور تبصرہ بھی قابل توجہ ہے، وہ لکھتے ہیں:

> "یہ بات صحیح ہے کہ (اکبری عہد میں) ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان باہمی رواداری اور کسی قدر سیاسی افہام وتفہیم کا عنصر بھی نظر آتا ہے یہ اور بات ہے کہ ہندو کبھی بھی مسلمان کا بہتر اور قابل اعتماد دوست ثابت نہیں ہو سکتا، لیکن جس رواداری کا مظاہرہ اکبر نے کیا تھا اسے رواداری کہنا سراسر زیادتی ہو گی، وہ تمام حدود وقیود پھلانگ

---

۱۔ فاروقی، ڈاکٹر برہان احمد، حضرت مجدد کا نظریہ توحید، ص:

marfat.com

Marfat.com

چکا تھا (جس طرح ہندو رواداری کے نام پر مسلمانوں کو ہندو مزاج بنانے میں تمام حدود و قیود پھلانگنا چاہتے ہیں) ہندو دھرم کے گہوارہ میں قائم ہونے والی اسلامی سلطنت دوبارہ ہندوؤں کے پاس جا چکی تھی جس کا حکمران نام نہاد مسلمان تھا جو مکمل طور پر ہندوؤں کے (ہاتھ میں) کٹھ پتلی کا کردار ادا کر رہا تھا اور فی الحقیقت اس کی حکومت کو بھگوان داس اور مان سنگھ چلا رہے تھے" (۱)

یہ تبصرہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے لئے خراجِ تحسین کا حکم رکھتا ہے کہ انہوں نے ہندوانقلاب کی دہلیز پر پہنچی ہوئی مغلیہ سلطنت کو دوبارہ صحیح رستہ پر ڈالا اور مسلمانوں کو خبردار کر دیا کہ وہ عیار برہمن پر کبھی اعتماد نہ کریں کیونکہ وہ نہ تو مسلمانوں کا دوست ہے اور نہ وہ پر امن بقائے باہمی پر یقین رکھتا ہے، بت پرست اور یہودی مسلمانوں کے ساتھ ایک متحدہ قومیت یا دوست کی شکل میں ایک ساتھ نہیں رہ سکتے! حقیقی مسیحیت چونکہ رواداری اور تواضع کی قائل ہے۔ اس لیے وہ تو مسلمانوں کے دوست بن سکتے ہیں اور کسی ایک ملک میں ایک ساتھ بھی رہ سکتے ہیں مگر ہندو مشرک اور یہودی حاسد اسلام کو گوارا نہیں کر سکتا!

---

۱۔ جہانِ امامِ ربّانی، جلد ۴، ص: ۲۰۵-۲۰۵

marfat.com
Marfat.com

marfat.com
Marfat.com

# تعلیماتِ مجددیہ کی ضرورت اور عصرِ حاضر

ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

marfat.com

Marfat.com

# تعلیمات مجددیہ کی ضرورت اور عصر حاضر

ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
صدر مرکزِ تحقیق فیصل آباد

بحمد اللہ آج ہم سب حضرت مجدد الفِ ثانی علیہ الرحمۃ کی دینِ حنیف کی اشاعت وصیانت کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے حاضر ہیں۔ آیئے مجدد علیہ الرحمۃ کے مشن کو جاری رکھنے اور توانائی عطا کرنے والی ذات کو خراجِ محبت سے ابتداء کریں۔ صوفی غلام سرور نقشبندی صرف ایک مرد درویش ہی نہیں ہیں ایک جواں ہمت انسان بھی ہیں جن کی مساعی مجددی مشن کو جاری رکھنے میں معاون ہے، ان یادگاری تقریبات کے محرک صوفی صاحب ہی ہیں جو کہ آج کل صاحبِ فراش ہیں۔ آیئے سب مل کر اس تگ و دو کے متحرک کی صحت یابی کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت عطا فرمائے تا کہ مشن آگے بڑھتا رہے۔ آمین

اس گفتگو کی تمہید کے طور پر ایک دُکھ کا بھی اظہار کرنا ہے کہ حال ہی میں احساس کو ایسا دھچکا لگا ہے جو آج تک پریشان کر رہا ہے۔ اسی جمعہ کی شب یعنی دو دن قبل سیالکوٹ جانے کا اتفاق ہوا کہ وہاں مجددیہ سلسلہ کے حوالے سے ایک تقریب تھی۔ ایک مسجد میں تقریب کا اہتمام تھا۔ مسجد میں داخل ہوتے ہی روح کانپ اٹھی کہ وہ مسجد مولانا کمال الدین تھی۔ یہی وہ مسجد تھی جہاں مجدد علیہ الرحمۃ پڑھتے رہے ہیں۔ آپ اس مسجد

marfat.com
Marfat.com

میں ایک طالب علم کی حیثیت سے رہے ہیں۔ سوچنے لگا کہ یہ مسجد مجددیوں کا سرمایہ نہیں؟ کیا یہ درس گاہ مجددیت کے فروغ کے لئے نقشِ اوّل نہیں؟ یقیناً ہے لیکن جب انکشاف ہوا کہ یہاں اب ایک بھی مجددی نہیں ہے۔ مجددی حضرات تو منتظمین کی نوازش سے وہاں سال میں ایک جلسہ کر لیتے ہیں، چند گھنٹوں کے بعد مسجد سے یوں رخصت ہو جاتے ہیں کہ اس سے کوئی تعلق قائم نہیں رہتا۔ یہ سننا تھا کہ بدن پر لرزش طاری ہو گئی اور سیالکوٹ کے ایک سپوت حضرت اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی چیخ سنائی دی کہ

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

اللہ اللہ۔ یہی فضا ہو گی جس میں مجدد علیہ الرحمۃ کی زبان قال اللہ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ورد کرتی ہو گی۔ مگر ہم ہیں کہ ان نورانی فضاؤں کو بھول گئے ہیں۔ ہم میں عملی جدوجہد کا شعور ناپید ہو گیا ہے ورنہ ہمیں تو عملی طور پر پیش رفت کے مواقع بھی حاصل ہیں ذرا اس دور کو یاد کیجئے جب معاندت کی فضاء ہر جانب محیط تھی۔ مجدد علیہ الرحمۃ نے ایسی غیر موافق فضا میں جس طرح استقامت دکھائی، حالات کا جائزہ لیا۔ نظریات سے عملی مظاہر تک بے راہ روی کا قبضہ تھا، آپ نے ماحول کی ناسازگاری کی تشخیص کی کہ مرض کے علاج کی خشت اوّل تشخیص ہی ہوتی ہے، حضرت مجدد علیہ الرحمۃ جان گئے تھے کہ مرض کیا ہے؟ اور وہ کن کن اعضاء ملت تک پھیل چکا ہے آپ کو نت نئے پیدا ہونے والے فرقے بھی نظر آ رہے تھے جو من پسند تاویلات کے فریفتہ تھے، عقائد کا جھول بھی صاف دکھائی دے رہا تھا، آپ کو صوفیاء کی بے راہ روی بھی دکھائی دے رہی تھی، علماء کا وہ میلان بھی آپ کے پیشِ نظر تھا جو ''شیخ الاسلامی'' کے منصبوں کا اسیر تھا۔

marfat.com
Marfat.com

آپ وارثان منبر ومحراب کے خطبے بھی سن رہے تھے اور ان کے خیالات کی قیمت کا اندازہ بھی لگا رہے تھے۔ آپ حیرت زدہ تھے کہ قال اللہ قال رسول اللہ ﷺ میں رطب اللسان لوگ کس طرح اکبر و جہانگیر کی محبت میں سرشار تھے، آپ صوفیاء کے آستانوں پر نذرانوں کی کثرت بھی دیکھ رہے تھے مگر اُن کی بے فیضی کا مشاہدہ بھی کر رہے تھے۔ ایک تاریک فضا تھی، اک گھمبیر عالم تھا، کہیں سے کوئی مژدۂ جانفزا سنائی نہ دیتا تھا مگر مجدد کی ہمت جواں تھی۔ یہی لوگ قوموں کے راہنما ہوتے ہیں جو غموں میں بھی مسکرانا جانتے ہیں، انہیں کے پاس گھٹاٹوپ اندھیروں کو اجالے کے لئے شمع یقین ہوتی ہے، کوئی غم ان کو نہیں رلاتا اور کوئی مصیبت ان پر لرزش طاری نہیں کرتی۔

ہر حال میں میرا دل بے قید ہے خرم
کیا غنچے سے چھینے گا کوئی ذوقِ شکر خند

مکتوبات کا حرف حرف شاہد ہے کہ ایک ماہر معالج مریض کی نبض پر ماہرانہ ہاتھ رکھ رہا ہے اور اس کے دل کی حرکتوں کا بھی جائزہ لے رہا ہے، وہ ساری شریانوں پر بھی نگاہ رکھے ہوئے ہے اور مرض کے مقامات سے بھی آگاہ ہے، اس ہمہ خبری کی بنیاد پر ایسے نسخے تجویز کر رہا ہے کہ نہ علماء سوء روک سکے اور نہ صوفیاء بدعقیدہ ہی راہ کاٹ سکے۔ نہ صرف طاری بیماریوں کا علاج کیا بلکہ کامیاب نسخے میراث میں بھی چھوڑے۔

عصرِ حاضر کی ناتوانی اُس دور سے بڑھ کر تو نہیں، مجددی مشن کا مطالعہ صرف اس لئے نہیں کہ وہ ہماری تاریخ کا زرّیں باب ہے، کرامات کا ذخیرہ اس لئے مرتب نہیں ہوتا کہ کبھی حظ اٹھایا جائے تو کبھی تفاخر کا روّیہ اپنایا جائے۔ کیا خوب کہا تھا غلام علی آزاد بلگرامی نے کہ وہ معجزات کے مطالعے میں بھی خواہش رکھتا تھا کہ وہ معجزہ اُس کے وجود پر

marfat.com
Marfat.com

بھی اثر انداز ہو، وہ معجزہ کو تاریخ کا حصہ نہیں سمجھتا اپنے وجود پر طاری ہوتا دیکھتا ہے، تاریخ کا مطالعہ عبرت آموزی اور نصیحت گیری کے لئے ہوتا ہے۔ آج ہم مجدد علیہ الرحمۃ کو یاد کر رہے ہیں اس لئے نہیں کہ اپنے دور کے بڑے انسان تھے بلکہ اس لئے کہ ہمیں آج بھی ان کی ضرورت ہے۔

وہ ضرورت کیا ہے؟ صوفیاء کے حالات بھی دستیاب ہیں ان کی کرامات کی بھی لمبی فہرست موجود ہے ایک سبق اکثر صوفیاء کے ہاں سے ملتا رہا کہ تلاش حق جاری رکھو، اللہ تعالیٰ تک جانے کے لئے تگ و دو کرتے رہو، لوگ اس تلاش میں صحراؤں میں بھٹکے، چلّہ کشیاں کرتے رہے، مگر معاشرے کی اصلاح نہ ہو سکی کہ معاشرے سے نفرت سے معاشرے کی تشکیل نہیں ہوتی، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ایک عالم صوفی کے روپ میں سامنے آئے اور ایک راہ یاب راہنما کی حیثیت سے منزلِ مراد کی راہ دکھائی کہ تلاشِ حق کی درست راہ کیا ہے؟ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت میں رب کے پاس جاؤں تو اچھا ہے یا یہ کہ رب میرے پاس آئے تو بہتر ہے، فرمایا دونوں طرح معاملہ ایک سا ہے، اس نے کہا کیسے؟ فرمایا مٹی کا گھڑا نیچے رکھ کر اوپر سے پتھر مارو تو کیا ٹوٹے گا، اس نے کہا گھڑا ٹوٹے گا، آپ نے فرمایا اگر پتھر نیچے رکھ کر اوپر گھڑا مارو تو کیا ٹوٹے گا کہنے لگا پھر بھی گھڑا ٹوٹے گا، فرمایا یاد رکھ صورت کوئی ہو، تُو نہیں رہے گا، حضرت مجدد علیہ الرحمۃ یہی سبق دیتے رہے کہ اپنے وجود کی نسبت اُس وجود سے جوڑ لے جو فرش پر بھی وجود تھا اور عرش پر بھی وجود رکھتا تھا، حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی تعلیمات کا اساسی نقطہ یہی ہے آپ کا روّیہ سمجھا رہا ہے کہ چھوڑو کرامات کا ذکر، چھوڑو مکاشفات کی تلاش، بس ہو جاؤ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے،

marfat.com

Marfat.com

ان کے دربار پر حاضری کو سعادت سمجھو کہ یہی سچی کامیابی ہے۔اس لئے آج کے مسائل کا حل بھی یہی ہے کہ نیک نیتی اور عزم صادق کے ساتھ حاضر ہو جاؤ دربار رسالت میں ورنہ بھٹکتے پھرو گے ، دیکھ لو سنیاسی بھٹکتے پھر رہے ہیں ، جوگی بھٹک رہے ہیں ، محنت تو وہ بھی بہت کر رہے ہیں ، مگر محنت کا حاصل بے خبری ہے ، مگر ان پر غور کرو جو پڑھے ہوئے بھی نہیں تھے ، مجاہدوں کی تنگ تاؤں سے بھی نہیں گزرے تھے ، آشنائے راز بھی نہ تھے ، ہم زبانی کا اعتماد بھی حاصل نہ تھا مگر دربار فیض بار کی سمت چل نکلے تھے ، پھر کیا تھا حیاتِ دوام سے سرفراز ہوئے ، دنیا میں راہ یاب ٹھہرے اور آخرت میں بامراد قرار پائے یہی لوگ تھے جو قوموں کے امام بنے کہ عرفانِ نفس کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے ان کے اندر محبوب برحق ﷺ مند ہو گئے تھے۔

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است

آبروئے ما ز نام مصطفیٰ است

یہی پیغام ہے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا اور یہی پیغام ہر دور میں کامیابی کی کلید ہے ، ایمان و عقیدہ اُسی وجود کی صداقتوں کو تسلیم کرنے کا نام ہے اور عمل اُسی وجود کی اتباع سے عبارت ہے ، اسی لئے فرمایا کہ اگر چیتل اس نیت سے صدقہ کرو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا تھا تو اتنا ثواب ملے گا کہ کوہ احد کے برابر سونا خیرات کرنے سے بھی زیادہ ہوگا کہ دربار الٰہی میں عمل کی کثرت وقیع نہیں ، قبولیت تو اسی عمل کی ہے جو اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ادا ہو۔

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت پر مجددی نگاہ رہی جس جس سے بھی پیار کیا مجددی رویوں میں محبوب قرار پایا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت وتکریم کا ایسا

marfat.com

Marfat.com

درس دیا اور انہیں انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد سب سے بلند گردانا کہ کسی ولی کو بھی ہم پایہ نہ جانا۔ یہی تعلیمات تھیں جو اُسی دور میں بھی اثرات دکھانے لگیں، کیا بات ہے کہ دربار جہانگیر میں ایک ایسی کتاب کا ذکر آیا جس میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تخفیف کی گئی تھی، جہانگیر جو مذہبی جذبات کا زیادہ گرویدہ نہ تھا جوش میں آ گیا، مجددی تعلیمات کا فیضان تھا کہ مصنف کو دربار میں طلب کرلیا گیا، تصدیق کی گئی اور جب اس حرکت کا ثبوت مل گیا تو قتل کا حکم دیا۔ جلاد آگے بڑھا ہی تھا کہ روک لیا اور جہانگیر نے خود تلوار تھام لی، قتل کرنے کو بڑھا تو ملکہ نے دامن پکڑ لیا کہ مصنف اس کا رشتہ دار تھا مگر بادشاہ نے دامن جھٹک دیا اور کہا

جان من بہ تو جان دادہ ام، ایمان نہ دادہ ام

سوچیے ایک مردِ درویش کی سطوت کہاں تک اثر دکھاتی ہے، اسی خلوص و یقین کے مظاہر اُس دور میں بھی عام ہوئے تھے اور آج تک اپنے جلوے دکھا رہے ہیں۔

تصوف کے نام پر کیسے کیسے فرقے وجود میں آئے تھے۔ روشینہ، شطاریہ، مداریہ وغیرہ ان تحاریک میں مجاہدے تھے، مسلسل محنت تھی، دنیا سے بے رغبتی بھی تھی مگر کمی کیا تھی، یہی کہ مرکزِ کائنات ﷺ کے وجود کی کارفرمائی نہ تھی، مجدد علیہ الرحمۃ تو عشقِ رسول ﷺ کو ہی اساسِ ایمان جانتے تھے اس لئے ان سب کی تردید کی، حفظِ مراتب کا خیال مجدد علیہ الرحمۃ کی تعلیمات کا جزءِ اکبر ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کی پاسداری لازم گردانی گئی ہے، عقیدتوں کے غلو کو کس قوت سے شکست دی یہ مجدد علیہ الرحمۃ کی ثابت قدمی کا شہکار ہے۔ یہاں تک فرمایا کہ صحابی کا مقام ولی سے بلند تر ہے خواہ صحابی چھوٹا ہو یا بڑا۔ اور فرمایا، چھوٹے سے چھوٹا صحابی بھی بڑے سے بڑے

marfat.com
Marfat.com

ولی اللہ سے افضل ہے خواہ ولی اللہ اویس قرنی علیہ الرحمۃ ہی کیوں نہ ہو۔ آج صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت، مجددی تعلیمات کا فیضان ہے۔

یہ احساس کہ برصغیر کے باسی نظریات کے تفاوت کے اعتبار سے الگ الگ قومیں ہیں یہ بھی مجددی کارنامہ ہے۔ ہمیں مسلمان کی حیثیت سے زندہ رہنے کا بھولا ہوا سبق مجدد علیہ الرحمۃ نے یاد کرایا تھا۔ پاکستان کی تشکیل مجدد علیہ الرحمۃ کی تعلیمات کے نتیجے میں ممکن ہوئی، شاعرِ مشرق آپ کو ہی محبت کا نذرانہ پیش کرتے رہے اور تصوف کی روح کے امین آپ ہی کو سمجھتے رہے۔

آج بھی مجددی تعلیمات کو اپنانے کی ضرورت ہے، ان تعلیمات کی روح محبت رسول ﷺ ہے، یہی توانائی حاصل ہوگی تو ملت سرخرو ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مجددی ورثہ سنبھالنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

marfat.com
Marfat.com

marfat.com
Marfat.com

# حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ
# نے
# اپنی طرف دعوت نہ دی
# اتباع سنت اور اکابر اہلسنت
# کی طرف متوجہ کیا

پروفیسر قاری مشتاق احمد

marfat.com
Marfat.com

# حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی طرف دعوت نہ دی اتباع سنت اور اکابرِ اہلسنت کی طرف متوجہ کیا

پروفیسر قاری مشتاق احمد
ڈائریکٹر شیر ربانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور

حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع الصحیح میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خواب روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کیے جا رہے ہیں اور ان پر قمیصیں ہیں تو اُن میں سے بعض کی صرف چھاتی تک ہی پہنچتی ہے اور بعض کی اس سے آگے تک پہنچتی ہے اور میرے سامنے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پیش کیا گیا وَعَلَیْہِ قَمِیصٌ یَجُرّہٗ اس حال میں کہ ان کے بدن پر لمبی قمیص تھی جسے وہ کھینچ رہے تھے صحابہ نے عرض کیا کہ آپ نے اس کی کیا تعبیر لی تو ارشاد فرمایا ''اَلدِّین'' دین۔ یہ حدیث واضح کر رہی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے بدن کو قمیص نے ڈھانپ لیا اور قمیص نے سراپا کو سمو لیا یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سراپا پر دین مکمل غالب ہو گیا مراد یہ کہ عمر اور دین لازم و ملزوم ہو گئے اور علماء قمیص سے خلافت بھی مراد لیتے ہیں اور اس حدیث میں آپ کی خلافت کے غلبہ و کمال کا بخوبی اظہار بھی ہے۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو آپ رضی اللہ عنہ سے بدنی تعلق بھی ہے اور روحانی بھی اور آپ کو اس امر کا گہرا ادراک تھا جب کبھی برکتوں کا ذکر فرماتے تو رنگِ فاروقی سے

marfat.com
Marfat.com

غلبہ وجوش کا بالضرور ذکر فرماتے اور ارشاد نبوی ہے ''اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیہِ'' بیٹا باپ کا مظہر ہوتا ہے تو جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذات پر دین کا کامل غلبہ تسلط تھا بالکل فاروقی مجدد ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات پر اسی طرح دین کا کامل غلبہ وتسلط تھا اور یہی وہ خصوصیت ہے جو حضرت مجدد رحمۃ اللہ کو پورے گروہ صوفیاء وعرفا، اہل اللہ، مجتہدین اور مجددین میں ممتاز کرتی ہے، آپ ایک متبحر عالم دین و دقیع النظر فقیہ، ہر چہار سلاسل اولیاء کے مجاز شیخ طریقت اور عظیم صوفی تھے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے آفتاب عالمتاب تھے احوالِ زمانہ پر گہری نظر رکھتے تھے اور ان کی قوت فیصلہ ان کے حکیم الامت اور مجدد دین وملت ہونے پر شاہد عدل ہے۔ خواجگانِ نقشبند کا طرۂ امتیاز کتاب وسنت کا کامل اتباع اور اسکی بشدت تلقین ہے۔ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ہوں یا خواجہِ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی امر کے داعی تھے ظاہر ہے مجدد ربانی بھی اس سلسلۂ عظیمہ کی ایک مضبوط کڑی تھے انکی ذات پر دونوں جانب یعنی نسبی اور روحانی تعلق کی نسبت سے شریعت اور اس کے اتباع کی گہری چھاپ تھی اور مکتوبات میں اس امر کا واشگاف اظہار ہے وہ اپنی طرف لوگوں کو دعوت کیوں دیتے وہ بخوبی آگاہ تھے کہ رسول اللہ ﷺ داعی الی اللہ تھے اور انہوں نے بحکم خدا یہ واضح کردیا تھا کہ نہ صرف مجھے اللہ نے سیدھی راہ کیطرف ہدایت عطا فرمائی بلکہ میرا راستہ اسی صراط مستقیم اور اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوحیٰ اِلَیَّ میں صرف اس کی ہی پیروی کرتا ہوں جس کا مجھے بذریعہ وحی حکم دیا جاتا ہے اور اللہ نے رسول کی اطاعت کے حکم کیساتھ یہ واضح کردیا تھا کہ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللہ جس نے رسول کی پیروی کی تو اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی تو یہ امر بخوبی روشن ہوجاتا

marfat.com
Marfat.com

ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کوئی دو الگ الگ امور نہیں بلکہ ایک ہی بات ہے جو دونوں امور کی جامع ہے لہٰذا اتباع سنت ہی میں سب کچھ ہے اور اس کے بغیر زبانی جمع خرچ اور ادعا کے سوا کچھ نہیں بلکہ ہلاکت ہے۔ حضرت مجدد یہ بھی جانتے تھے کہ اللہ اپنے دوستوں کی محبت لوگوں کے دلوں میں خود پھیلا دیتا ہے اور ان کو مرجع خلائق بنا دیتا ہے اس لئے کہ وہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں اور اللہ انہیں محبوب رکھتا ہے اور حدیث نبوی ﷺ ہے اَلْمَرءُ مع مَن اَحبَّہ' آدمی اسی کے ساتھ ہوتا ہے جس سے محبت رکھتا ہے۔ تو بقول مجددؒ ''محبّ دیوانہ محبوب است'' محبت کرنیوالا محبوب کا دیوانہ ہوتا ہے تو محبوب کا ذکر و چرچا کیوں نہ کرے محبوب کے رنگ میں خود کو کیوں نہ رنگے یہی تو محبت محبوب کا تقاضا ہے اللہ نے اپنے محبوب سے فرمایا وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو ہماری سرکار نے تکبیر کا حق ادا کر دیا بقول حالی ؎

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے کہ گونج اٹھے دشت و جبل نام حق سے

تو رب ذوالجلال نے بھی محبوب کی وہ عظمت عطا کی جو صرف آپ ہی کی خصوصیت ہے ارشاد فرمایا وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو اونچا کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے اس کی تفسیر چاہی تو جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ ارشاد باری ہے ذُکِرْتَ مَعَ ذِکْرِی آپ کا ذکر ہوگا میرے ذکر کے ساتھ اور مزید ارشاد ہے وَلَذِکْرُ اللہِ اَکْبَرُ اور اللہ کا ذکر سب سے بڑھ کر ہے تو ذکر محبوب بھی سب مخلوق سے بڑھ کر ہے اور اس پر مزید انا اعطینٰک الکوثر کا ارشاد خوب واضح کر رہا ہے جس کا ایک مفہوم ذکر محبوب کی انتہائی کثرت اور بخوبی چرچا

marfat.com
Marfat.com

ہے تو نتیجہ ظاہر ہے جو ذکر خدا اور ذکر محبوب اونچا کرے گا اللہ اس کے ذکر کو خود ہی بلند فرمائے گا و ذلک جزاء المحسنین اور محسنوں کیلئے یہی اجر ہے تو حضرت مجدد اپنی طرف دعوت کیوں دیتے انہیں پتہ تھا بخوبی معلوم تھا کہ ذکر محبوب کی بلندی میں ان کو بلندی خود بخود مل جائیگی اور وہ پیکر اخلاص تھے اس لیے اپنی ذات سے بے نیاز ہو کر اتباع سنت اور اکابر اہل سنت کی طرف اپنی دعوت کو مرتکز کر دیا۔

جباری خان کی طرف مکتوب میں فرماتے ہیں:

> ''اس نعمت عظمی تک وصول سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اتباع سے وابستہ ہے۔ بندہ جب تک اپنے آپ کو پورے طور پر شریعت میں گم نہ کر دے اوامر کی بجا آوری اور ممنوعات سے رکنے کے ساتھ مزین و آراستہ نہ کر دے اس دولت و نعمت کی خوشبو بندے کی روح سونگھ نہیں سکتی شریعت کی مخالفت کے باوجود اگر چہ بال برابر ہی ہو اگر احوال و مواجید حاصل ہوں تو وہ استدراج میں داخل ہیں آخر اُسے رسوا اور ذلیل کریں گے محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اور پیروی کے بغیر عذاب اخروی سے خلاصی اور نجات ناممکن ہے [1]

صوفی قربان کی طرف تحریر فرمایا:

> ''حق سبحانہ و تعالیٰ ہم بے سرو سامان مفلسوں کو سیّد اولین

---

[1] مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۷۸

marfat.com

Marfat.com

وآخرین کی اتباع کی دولت سے سرفراز فرمائے اور اس پر استقامت نصیب کرے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہ بلند ہستی ہیں کہ آپ کی دوستی کے طفیل رب تعالیٰ نے اپنے اسمائی اور صفاتی کمالات کو ظہور میں لایا اور آپ کو بہترینِ تمام کائنات قرار دیا آپ کی اتباع کا ایک ذرہ تمام دنیوی لذتوں اور اخروی نعمتوں سے کئی درجے بہتر ہے فضیلت روشن سنت کی متابعت کے ساتھ وابستہ ہے اور بزرگی آپ کی شریعت کی بجا آوری کے ساتھ مربوط ہے مثلاً دوپہر کا قیلولہ جو متابعت سنت کی نیت سے ہو کروڑ ہا راتوں کے نوافل سے اولیٰ اور افضل ہے۔۔۔۔ تمام سعادتوں کا سرمایہ سنت کی متابعت ہے اور تمام فسادات کا مادہ شریعت کی مخالفت ہے۔[1]

میرزادا راب کے نام مکتوب میں فرمایا:

"آخرت کی نجات اور ہمیشہ کی خلاصی حضرت سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت پر وابستہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی متابعت سے حق تعالیٰ کی محبوبیت کے مقام پر پہنچتے ہیں اور آپ ہی کی متابعت سے تجلی ذات سے مشرف ہوتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی متابعت سے مرتبہ عبدیت میں جو کمال کے مراتب سے

1۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۱۱۴

marfat.com
Marfat.com

اوپر اور مقام محبوبیت کے حاصل ہونے کے بعد ہے سرفراز فرماتے ہیں اور آپ کے کامل تابعداروں کو بنی اسرائیل کے پیغمبروں کی طرح فرماتے ہیں۔ اوالوالعزم پیغمبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی آرزو کرتے ہیں اور اگر موسیٰ علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حیات ظاہری کے ساتھ ہوتے تو آپ ہی کی تابعداری کرتے اور عیسیٰ روح اللہ (علیہ السلام) کے نازل ہونے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی متابعت کرنے کا قصہ مشہور و معلوم ہے۔ آپ کی امت آپ کی متابعت کے سبب خیر الامم ہوئی ہے۔ اور اس میں سے اکثر اہل جنت ہیں۔ قیامت کے دن آپ کی تابعداری کی بدولت تمام امتوں سے پہلے آپ کے امتی بہشت میں جائیں گے اور نازو نعمت حاصل کریں گے۔ پس تو آپ کو لازم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی متابعت اور سنت کو لازم پکڑیں اور شریعت حقہ کے موافق اعمال بجالائیں''۔[1]

شیخ فرید کے نام تحریر فرمایا:

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی میراث صوری عالم خلق سے تعلق رکھتی ہے اور میراث معنوی عالم امر سے وہاں سب ایمان، معرفت اور رشد وہدایت ہے میراث صوری کی نعمت عظمیٰ کا

ا۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۲۴۹

marfat.com
Marfat.com

شکر یہ ہے کہ میراث معنوی و باطنی سے مزین و آراستہ ہوں اور میراث معنوی سے آراستگی کامل اتباع مصطفوی علیہ الصلوٰۃ و السلام کے بغیر میسر نہیں آسکتی تو آپ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوامر ونواہی میں اتباع واطاعت لازم وضروری ہے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کمال متابعت آپ کیساتھ کمال محبت کی فرع ہے اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ هَوَاهُ مُطِيعٌ محبّ اپنے محبوب کا پورا مطیع ہوتا ہے اور آپ سے کامل محبت کی نشانی اور علامت آپ کے دشمنوں کیساتھ کامل بغض و عداوت رکھنا ہے محبت میں سستی کی کوئی گنجائش نہیں محب محبوب کا دیوانہ ہوتا ہے اسکی مخالفت کی تاب نہیں رکھتا۔[1]

مخدوم زادہ خواجہ محمد عبداللہ کیطرف لکھا:

''اسلام کی سلامتی سنت کے بجالانے کیساتھ وابستہ ہے اور اسکی خرابی اور ویرانی بدعت کے ارتکاب میں ہے چاہے جو بدعت بھی ہو یہ فقیر بدعت کو کدال کی طرح جانتا ہے جو اسلام کی بنیاد کو گراتی ہے اور سنت کو روشن تارے کی طرح پاتا ہوں جو تاریک رات میں ہدایت کا باعث بنتا ہے''[2]

---

۱۔مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۱۶۵ ۲۔مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۲۳

marfat.com

Marfat.com

''حدیث صحیح میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہو جائیگی سبھی جہنمی ہیں سوائے ایک ملت کے عرض کیا گیا وہ کونسا گروہ ہے ارشاد فرمایا ماانا علیه و اصحابی جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب۔ مزید ارشاد فرمایا اتبعو السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار تم بڑی جماعت کی پیروی کرو تو جو اس میں سے نکل گیا تو وہ جہنمی ہے وہ گروہ جو حق پر ہے وہ ہی نجات پانے والا ہے لاریب وہ سواد اعظم اہل سنت و جماعت ہے اور جتنے فرقے نکلے یا پیدا ہوئے وہ سب جماعت ہی سے نکل کر الگ ہوئے لہٰذا جماعت فرقہ نہیں بلکہ نکلنے والے فرقے ہیں اور حدیث رسول کے موجب جہنمی ہیں اہل سنت و جماعت ائمہ اربعہ کے مقلد ہیں جنہیں مجتہد مطلق مانا گیا ہے اصول دین میں مکمل متحد ہیں اور ان کے تمام امور کی بنیاد کتاب وسنت پر ہے بعض فرعی امور میں اگر اختلاف ہے تو بڑا واضح ہے کہ استنباط مسائل میں وہ کتاب وسنت سے ہرگز باہر نہیں ہوتے ظاہر حدیث پر عمل کو ترجیح دی ہے یا اجتہاد وقیاس سے فیصلہ کیا ہے''۔

حضرت مجدد نے اس سلسلہ میں جہاں شریعت کی تابعداری اور اتباع سنت کی شدّ ومدّ سے تلقین کی ہے وہاں ملت اسلامیہ پر واضح کر دیا ہے کہ ناجی گروہ کون ہے اور کن کے عقائد ونظریات پر عمل کے بغیر نجات نہیں اور

marfat.com
Marfat.com

انکی تقلید کیوں ضروری ہے اور جو گروہ مقلدین میں شامل نہیں اسکے دعویٰ کی کیا حقیقت ہے اور اخروی کامیابیوں کیلئے اہل سنت و جماعت کے علاوہ کوئی گروہ بھی حق پر نہیں اور نہ ہی نجات پانے والا ہے۔

حضرت مجدد مخدوم زادہ خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہما کی طرف تحریر فرماتے ہیں:

" قرآن مجید تمام احکامِ شرعیہ کا جامع ہے بلکہ تمام پہلی شریعتوں کا بھی جامع ہے ہاں اتنی بات ہے کہ اس شریعت کے بعض احکام ایسے ہیں جو عبارۃ النص اور اشارۃ النص اور دلالۃ النص اور اقتضاء النص سے معلوم ہوتے ہیں اور اہل لغت میں سے عوام اور خواص ان کو سمجھنے میں برابر ہیں اور احکام کی دوسری قسم وہ ہے جو کہ اجتہاد اور استنباط کے ذریعہ معلوم ہوتے ہیں اور ان احکام کا سمجھنا ائمہ مجتہدین کے ساتھ خاص ہے بقول جمہور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام اور آپ کی امت کے تمام مجتہد سب شامل ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں جو وحی کا زمانہ تھا اجتہادی احکام خطا اور ثواب میں متردد نہ تھے بلکہ یقینی وحی سے خطا کرنے

marfat.com
Marfat.com

والے کی غلطی اور درست اجتہاد کرنے والے کی درستی بالکل الگ الگ ہو جاتی تھی اور غلط اور درست آپس میں ملے جلے نہ رہتے تھے کیونکہ غلطی پر ثابت اور برقرار رہنا نبی کیلئے جائز نہیں ہے برخلاف ان احکام اجتہادیہ کے جو کہ وحی کے زمانہ کے بعد مجتہدین کو بطریق استنباط حاصل ہوئے ہیں ان میں خطا اور صواب دونوں کا احتمال ہے یہی وجہ ہے کہ وہ اجتہادی احکام جو کہ وحی کے زمانہ میں ثابت ہو چکے ہیں وہ موجب یقین ہیں اور عمل اور اعتقاد کے اثبات کیلئے مفید ہیں اور جو زمانہ وحی کے بعد ثابت ہوئے ہیں زیادہ سے زیادہ موجب ظن ہیں عمل کیلئے تو مفید ہیں لیکن اعتقاد کے اثبات میں ناکافی ہیں اور قرآن مجید کے احکام کے تیسری قسم میں وہ ہے کہ انسانی طاقت ان کے سمجھنے سے قاصر ہے جب تک کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے انکی اطلاع نہ ہو ان احکام کو نہیں سمجھا جاسکتا ہے اور اس اطلاع کا حصول صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ مخصوص ہے اور کسی اور کو اس کی اطلاع نہیں اگرچہ یہ احکام کتاب اللہ سے ماخوذ ہیں لیکن ان کا اظہار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ سے ہوتا ہے تو مجبوراً ان کو سنت کی طرف منسوب کرتے ہیں کیونکہ ان کا اظہار سنت کی طرف سے ہوا بلکہ اسی طرح جیسے کہ احکام اجتہادیہ کو قیاس کی طرف منسوب کرتے ہیں کیونکہ ان کا

marfat.com

Marfat.com

مظہر قیاس ہے پس سنت اور قیاس دونوں مُظہر احکام ہیں اگرچہ دونوں میں بہت فرق ہے کہ ان میں قیاس کا اعتماد تو رائے پر ہے جس میں غلطی کا امکان ہے اور دوسرے سنت کو اطلاع الٰہیہ کی تائید حاصل ہے جس میں غلطی کی گنجائش نہیں اور یہ آخری قسم قرآن کے ساتھ کمال مشابہت رکھتی ہے گویا کہ احکام کی مُثبت یہی ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ تمام احکام کی مُثبت کتاب اللہ ہے، جان لینا چاہیے کہ اجتہادی احکام میں امتی کا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اختلاف ممکن ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ غیر نبی امتی اجتہاد کے مرتبہ کو پہنچ چکا ہو اور وہ احکام جو عبارت النص اور اشارۃ النص اور دلالۃ النص سے ثابت ہوں اور اسی طرح وہ جو سنت سے ثابت ہوں ان میں کسی کو مخالفت کی مجال نہیں بلکہ تمام امت پر ان کی اتباع لازم ہے پس امت کے مجتہدین کیلئے اجتہادی احکام میں پیغمبر کی رائے کی متابعت لازم نہیں ہے بلکہ اس مقام پر درست یہ ہے کہ مجتہد اپنی رائے پر عمل کرے۔ ہماری شریعت میں جو تمام لوگوں کیلئے ہے حکم ثانی حکم اول کے لئے ناسخ ہوگا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پچھلی سنت ان کی پہلی سنت کی ناسخ ہوگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو کہ بعد نزول اس شریعت کا اتباع کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی اتباع کریں گے کہ اس شریعت کا نسخ جائز نہیں ہے

marfat.com
Marfat.com

ہوسکتا ہے کہ علماء ظواہر حضرت عیسٰی علیہ السلام کے اجتہادات کی اپنے ماخذ کے کمال اور دقیق ہونے کی وجہ سے مخالفت کریں اور ان کو کتاب وسنت کے مخالف سمجھیں حضرت مسیح علیہ السلام کا حال حضرت امام ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کیطرح ہے کہ پرہیز گاری اور تقویٰ کی برکت سے اور سنت کی متابعت کی دولت اجتہاد اور استنباط کے نہایت بلند درجہ پر پہنچ چکے ہیں کہ دوسرے لوگ اس کے سمجھنے سے بھی قاصر ہیں اور دقتِ معانی کیوجہ سے ان کے اجتہادات کو کتاب وسنت کے مخالف سمجھتے ہیں اور ان کو اور انکے اصحاب کو ''اصحاب الرائے'' کہتے ہیں اور یہ سب کچھ ان کے علم اور درایت کی حقیقت اور ان کے فہم پر مطلع نہ ہونے کی وجہ سے ہے اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اشاروں سے انکی فقاہت کی وقت کو معلوم کیا اور کہا تمام فقہاء ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے عیال ہیں۔

بان النا س فی الفقه عیال

علی فقه الامام ابی حنیفه

افسوس ان قاصر نظروں کی جماعت پر کہ اپنے قصور کو دوسروں کیطرف منسوب کرتے ہیں۔

ہمہ شیران جہاں بستہ این سلسلہ اند

روباہ از حیلہ چساں بگسلد این سلسلہ را

marfat.com

Marfat.com

تمام دنیا کے شیر اس سلسلہ میں جکڑے ہوئے ہیں لومڑی حیلہ سے اس زنجیر کو کیونکر توڑ سکتی ہے اور اس مناسبت سے جو وہ حضرت عیسٰی علیہ السلام سے رکھتے ہیں کہ خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے ''فصول ستہ'' میں شاید اسلئے لکھا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام بعد نزول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر عمل کریں گے یعنی عیسٰی علیہ السلام کا اجتہاد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہاد کے مطابق ہوگا نہ کہ وہ اس مذہب کی تقلید کریں گے کہ ان کی شان اس سے بہت بلند ہے کہ وہ علماء امت کی تقلید کریں۔

بلا تعصب و تکلف یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس مذہب کی نورانیت کشفی طور پر دریائے عظیم کی طرح نظر آتی ہے اور باقی دوسرے مذاہب اس کے مقابل حوض اور چھوٹی نہروں کیطرح معلوم ہوتے ہیں اور ظاہر میں جو کچھ نظر آ رہا ہے وہ یہ ہے کہ اہل اسلام کی اکثریت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کی پیرو ہے اور یہ مذہب کثرت متبعین کے باوجود اصل اور فروع میں دوسرے تمام مذاہب سے متمیز ہے اور استنباط میں اپنا ایک الگ طریقہ رکھتا ہے اور یہ بات اس کے حق ہونے کی دلیل ہے۔

عجیب معاملہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سنت کی پیروی میں سب سے بڑھ چڑھ کر ہیں اور مرسل احادیث کی

marfat.com
Marfat.com

پیروی بھی مسند احادیث کی طرح کرتے ہیں اور ان کو اپنی رائے پر مقدم رکھتے ہیں اور صحابی کے قول کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کیوجہ سے اپنی رائے پر مقدم رکھتے ہیں اور دوسروں کا یہ مسلک نہیں ہے اس کے باوجود مخالف ان کو ''اصحاب الرائے'' کہتے ہیں اور انکی طرف ایسے للفاظ منسوب کرتے ہیں جن سے سوءادبی ظاہر ہوتی ہے حالانکہ سب ان کے کمال علم اور تقویٰ و پرہیزگاری کی کثرت کے بھی معترف ہیں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ان کو توفیق دے کہ وہ دین کے سردار اور اہل اسلام کے رئیس کی دل آزاری نہ کریں اور اسلام کے سواداعظم کو ایذا نہ پہنچائیں یہ لوگ خدا کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں۔

وہ لوگ جو اکابر دین کو ''اصحاب الرائے'' کہتے ہیں اگر یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ اپنی رائے سے حکم کرتے تھے اور کتاب وسنت کی متابعت نہیں کرتے تھے تو اس صورت میں وہ اپنے گمان فاسد کی بنا پر اہل اسلام کے سواداعظم کو گمراہ اور بدعتی کہتے ہیں بلکہ اپنے خیال میں ان اہل اسلام کو جماعت سے خارج قرار دیتے ہیں تو یہ عقیدہ یا تو وہ جاہل رکھتا ہوگا جو اپنی جہالت سے بے خبر یا وہ بے دین آدمی جس کا مقصد نصف دین کو باطل کرنا ہے۔ چند ایک ناقص لوگوں نے چند احادیث یاد کر رکھی ہیں اور احکام دین کو انہی میں منحصر سمجھتے ہیں اور اپنے

marfat.com
Marfat.com

معلومات کے ماسوا دوسری چیزوں کی نفی کرتے ہیں اور جو ان کے نزدیک ثابت نہیں ہے اس کا انکار کرتے ہیں۔

چوں آں کرمی کہ در سنگ نہاں است
زمین و آسمانِ او ہماں است

اس کیڑے کی طرح ہیں جو کسی پتھر کے اندر چھپا ہوا ہے اس کی (دنیا) زمین و آسمان بس وہی پتھر ہے۔

ہزار افسوس ان کے خشک تعصب اور ان کی نظرِ فاسد پر کہ فقہ کے بانی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور لوگوں نے فقہ کا تین چوتھائی حصہ ان کے لئے مسلّم رکھا ہے اور صرف باقی چوتھائی حصہ میں دوسرے فقہاء ان کے شریک ہیں اور فقہ میں صاحب خانہ وہ ہیں اور دوسرے سب ان کے عیال ہیں باوجودیکہ میں مذہب حنفی کا پابند ہوں لیکن مجھے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے گویا ذاتی محبت ہے ان کو بزرگ سمجھتا ہوں یہی وجہ ہے کہ بعض نفلی اعمال میں، مَیں ان کے مذہب کی تقلید کرتا ہوں لیکن کیا کروں کہ دوسرے فقہاء کو میں باوجود بے انتہا علم اور کمال تقویٰ کے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلہ میں بچوں کی طرح دیکھتا ہوں اور حقیقت معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔

اب ہم اصل بات کیطرف آتے ہیں اور کہتے ہیں جیسا کہ اوپر گزرا کہ اجتہادی احکام میں اختلاف کرنا اگر چہ وہ اختلاف

marfat.com

Marfat.com

پیغمبر ہی سے صادر کیوں نہ ہو نسخ کو مستلزم نہیں ہے برخلاف اس اختلاف کے جو کتاب وسنت کے احکام میں ہو وہ موجب نسخ ہے جیسا کہ تحقیق پہلے گزر چکی، پس ثابت ہوا کہ احکام شریعت کے اثبات میں اصل چیز کتاب وسنت ہے اور مجتہدین کا قیاس اور امت کا اجماع بھی احکام کا مثبت ہے ان چار شرعی دلائل کے سوا کوئی دلیل بھی احکام شرعیہ کی مثبت نہیں ہو سکتی۔ الہام حلت و حرمت کا مثبت نہیں ہے اور اہل باطن کا کشف فرض وسنت کا اثبات نہیں کر سکتا۔ ولایت خاصہ کے مالک اور عام مومنین مجتہدین کی تقلید میں برابر ہیں اور کشف والہام سے ان کو کوئی فضیلت نہیں مل سکتی اور وہ تقلید کی زنجیر سے باہر نہیں نکل سکتے ذوالنون مصری ، بایزید بسطامی ، جنید بغدادی اور شبلی (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) احکام اجتہادیہ میں مجتہدین کی تقلید کرنے میں زید، عمر، بکر اور خالد کیساتھ جو کہ عام مومنین میں سے ہیں برابر ہیں'' [1]

سید محمود کے نام مکتوب میں لکھا:

''آپ نے مفید اور نصیحت کی باتوں کا مطالبہ کیا ہے، مخدوم گرامی! آدمی کیلئے تین چیزوں سے چارہ نہیں تا کہ نجات ابدی

---

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب: ۵۵

marfat.com
Marfat.com

میسر آئے علم، عمل اور اخلاص پھر علم دو قسم ہے ایک وہ جس سے عمل مقصود ہے اس علم کے بیان کی کفیل فقہ ہے دوسری قسم وہ ہے جس سے مقصود صرف اعتقاد اور یقین قلبی ہے اس علم کی تفصیل مطابق آرائے صائبہ اہل سنت و جماعت علم کلام میں آچکی ہے اور اہل سنت ہی ناجی فرقہ ہے ان بزرگوں کے اتباع کے بغیر نجات متصور نہیں اگر بال برابر بھی مخالفت ہے تو خطرہ ہی خطرہ ہے یہ بات کشف صحیح اور الہام صریح سے یقین کے درجہ تک پہنچ چکی ہے اس میں غلطی کا احتمال نہیں تو کس قدر مبارک ہے وہ شخص جسے انکی متابعت کی توفیق مل گئی اور ان کی تقلید کا شرف حاصل ہو گیا اور خرابی ان کیلئے جو ان کی مخالف راہ چلے اور ان سے الگ ہو گئے اور ان کے اصول چھوڑ گئے اور ان کے گروہ سے نکل گئے تو خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہی کے راستہ پر ڈالا ہے[1]

خضر خان لودھی کی طرف تحریر فرماتے ہیں:

''وہ چیز جو ضروری ہے اور جس کے بغیر چارہ کار نہیں یہ ہے کہ اولاً مطابق آرائے صحیحہ اہل سنت و جماعت جو فرقہ ناجیہ ہے اپنے عقائد درست کرنے چاہئیں پھر احکام فقہ کے موافق فرائض

---

[1] مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب: ۵۹

marfat.com
Marfat.com

سنتیں، واجبات، مستحبات، حلال وحرام اور مکروہ ومشتبہ سب ضروری احکام کا علم حاصل کرنے کے بعد ان پر عمل پیرا ہونا چاہئے جب یہ دونوں اعتقادی اور عملی باز ومیسر آ جائیں تو پھر اگر توفیق الٰہی دستگیری کرے تو ممکن ہے عالم حقیقت کی طرف پرواز نصیب ہو جائے ان دو بازوؤں کے مہیا ہوئے بغیر عالم حقیقت کیطرف پرواز ناممکن اور محال ہے۔

محال است سعدی کہ راہِ صفا  توان رفت جُز در پۓ مصطفےٰ [1]

شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ کے نام بڑے دوٹوک الفاظ میں حقیقت نفس الامری کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''اے شرافت ونجابت کے مرتبہ والے! تمام نصیحتوں کا خلاصہ دینداروں اور شریعت کے پابند لوگوں کیساتھ میل جول رکھنا ہے اور دین وشریعت کا پابند ہونا تمام اسلامی فرقوں میں سے فرقہ ناجیہ یعنی اہل سنت وجماعت کے طریقہ حقہ کے سلوک پر وابستہ ہے ان بزرگواروں کی متابعت کے بغیر نجات محال ہے اور ان کے عقائد کی اتباع کے بغیر خلاصی دشوار ہے تمام عقلی، نقلی اور کشفی دلیلیں اس بات پر شاہد ہیں ان میں سے کسی میں خلاف کا احتمال نہیں ہے اگر معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص ان بزرگواروں

---

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۹۴

marfat.com

Marfat.com

(اکابرین اہل سنت وجماعت) کے سیدھے راستہ سے ایک رائی کے برابر بھی الگ ہوگیا تو اس کی صحبت کو زہر قاتل جاننا چاہئے اور اس کی ہم نشینی کو زہر مار خیال کرنا چاہیے" ۱ے

شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ کے نام ایک مکتوب میں رقمطراز ہیں:

"ارباب تکلیف پر پہلے نہایت ضروری ہے کہ علماء اہل سنت و جماعت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کی راؤں کے موافق اپنے عقاید کو درست کریں کیونکہ عاقبت کی نجات انہی بزرگواروں کی بے خطا راؤں کی تابعداری پر موقوف ہے اور فرقہ ناجیہ بھی یہی لوگ اور ان کے مقلد و تبعین ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے طریق پر ہیں اور ان علوم سے جو کتاب وسنت سے حاصل ہوئے ہیں وہی معتبر ہیں جو ان اکابر نے کتاب وسنت سے اخذ کئے ہیں اور سمجھے ہیں کیونکہ ہر بدعتی اور گمراہ بھی اپنے فاسد عقائد کو اپنے خیال فاسد میں کتاب وسنت ہی سے اخذ کرتا ہے پس ان کے اخذ کردہ معانی میں سے کسی معنی پر اعتبار نہ کرنا چاہیے اور ان عقائد حقہ کی درستی کے لئے امام اجل تورپشتی رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ بہت مناسب ہے۔ ۲ے

---

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب: ۲۱۳ ۲۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب: ۱۹۳

marfat.com

Marfat.com

مذکورہ بالا مکتوبات کی عبارات نہ صرف عنوان کی مؤید ہیں بلکہ اس امر کا واشگاف اظہار ہے کہ انہوں نے جس طرف متوجہ کیا ہے وہ نہ صرف عملاً اپنانے کی ضرورت ہے بلکہ اسکی ترویج وتشہیر بھی بہت ضروری ہے کہ عصرِ حاضر میں گمراہوں اور فرقہ ہائے ضلالت کی سازشیں اورعیاریاں پورے عروج پر ہیں جو عام مسلمانوں کیلئے ہلاکت و بربادی آخرت کا پیغام ہیں۔ حضرت مجدد کا پیغام حقیقت نفس الامری کا اظہار اورحضرات وعلماء اہل سنت کیلئے ایک دستاویز ہدایت اور مشعلِ نور ہےاور یقین واعتماد کی لازوال دولت ونعمت ہے۔

marfat.com
Marfat.com

# عالمی سطح پر سلسلہ
# نقشبندیہ مجددیہ
# کا اثر و رسوخ

پروفیسر محمد اقبال مجددی

marfat.com
Marfat.com

# عالمی سطح پر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کا اثر و رسوخ

پروفیسر محمد اقبال مجددی

صدر شعبۂ تاریخ اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کی تاسیس وسطی ایشیاء میں اور اسکی نشو و نما بھی انہی علاقوں میں ہوئی، حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس سلسلہ میں تقویت کا آغاز ہوا، آپ کے کئی خلفاء سارے وسطی ایشیاء اور ایران میں پھیل گئے اور سلسلہ کی نشر و اشاعت میں تیزی ہونے لگی۔

حضرت خواجہ بہاءِ الدین نقشبند بخاری (۷۹۱۔۷۱۷ھ/۱۳۸۸۔۱۳۱۷ء) کے ایک نامور خلیفہ حضرت خواجہ محمد پارسا بخاری (۷۴۹۔۸۲۲ھ/۱۳۴۸۔۱۴۱۹ء)، بخارا سے حرمین شریفین منتقل ہو گئے اور وہیں مدینہ منورہ میں وصال فرمایا اور دفن ہوئے، آپ کے قیام مدینہ منورہ سے سلسلۂ نقشبندیہ کا حرمین شریفین میں تعارف ہوا اور وہاں سے عربستان میں اس کی نشر و اشاعت شروع ہوئی۔ خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے اہم کتاب فصل الخطاب کا عربی زبان میں بھی ترجمہ ہوا [۱] جس سے اہل عرب ان مشائخ سے متعارف ہوئے، آپ کے مریدین نے عربی میں کئی کتابیں لکھیں جو عربستان میں اس سلسلہ کے تعارف کا باعث بنیں۔

---

۱۔ یہ ترجمہ خدا بخش پبلک لائبریری، پٹنہ میں محفوظ ہے (فہرست مخطوطات عربی ۱۱/۷۷) یہ ترجمہ امیر بادشاہ بخاری نزیل مکہ نے رجب ۹۸۷ھ کو کیا

marfat.com

Marfat.com

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ (۸۰۶ـ۸۹۵ھ/۱۴۴۰ـ۱۴۹۰ء) کے ذریعہ اس سلسلہ کی سب سے زیادہ اشاعت ہوئی اور وسطی ایشیا سے نکل کر یہ سلسلہ فکری اعتبار سے ایران اور وہاں سے عراق میں اسے مقبولیت حاصل ہوئی جس کی سب سے بڑی وجہ یہی تھی کہ اس سلسلہ کے مشائخ پابندی شرع پر بہت زور دیتے تھے۔

حضرت خواجہ احرار کی اولاد و خلفاء کا بہت وسیع سلسلہ تھا جو سارے عالم اسلام میں پھیل گیا اسی طرح عربستان سے ہندوستان تک آپ کا روحانی فیض جاری ہوا۔

دورِ آخر میں حضرت مولانا خواجگی امکنگی (ف ۱۰۰۸ھ/۱۵۹۹ء) ایک بہت ہی بزرگ شخصیت کے مالک نقشبندی صوفی تھے جن کے فیض تربیت سے وابستگان کی ایک تعداد نے روحانی استفادہ کیا، ان میں حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کا نام سرفہرست ہے۔ آپ ان سے خلافت یاب ہوکر ہندوستان تشریف لائے اور یہاں لاتعداد اصحاب فکر و دانش نے ان کے روحانی فیض سے بہرہ مند ہوکر اپنے علاقوں میں دعوت وارشاد کا سلسلہ شروع کیا۔

ان میں حضرت شیخ احمد سرہندی مجددالفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی نمایاں ہے جن سے روحانی فیض حاصل کرنے والوں کی تعداد شمار سے باہر ہے۔ عربستان، وسطی ایشاء، ایران، ترکی، افغانستان، عراق وغیرہ سے اصحاب آپ کی روحانیت کا شہرہ سن کر حاضرِ خدمت ہوئے۔ آپ کے مکتوب الیھم کی فہرست پر نظر ڈالی جائے تو پورا عالم اسلام روحانی اعتبار سے آپ کے زیر اثر معلوم ہوتا ہے۔

آپ کے مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ بزرگوار مولانا خواجگی امکنگی کے صاحبزادہ خواجہ محمد قاسم نے بھی روحانی تربیت کے لیے حضرت مجدد الف ثانی کو

marfat.com
Marfat.com

عریضہ لکھا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولانا خواجگی کے وصال کے بعد وسطی ایشیا میں سلسلۂ نقشبندیہ کے قابل ذکر بزرگ نہیں رہے تھے بلکہ ان میں سے اکثر اصحاب ہندوستان آکر حضرت خواجہ اور حضرت مجدد الفِ ثانی علیہما الرحمۃ سے وابستہ ہو گئے یا غائبانہ روحانی توجہات حاصل کر کے وہیں اپنے اپنے علاقوں میں مصروف ارشاد ہو گئے تھے۔

ہم نے اپنے ایک زیر نظر تحقیقی کام کے سلسلہ میں حضرت خواجہ باقی باللہ کے تقریباً اسی خلفاء کے اسماء کی فہرست مع علاقائی نسبتوں کے مرتب کی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی کے عرب خلفاء میں سے شیخ عثمان یمنی، شیخ عبدالعزیز نحوی حنبلی، مولانا شیخ علی مالکی اور شیخ علی طبری شافعی (الانوار القدسیہ ۱۹۱۔۱۹۲) اکابر علماء میں سے تھے۔

حضرت مجدد الف ثانی کے وصال کے بعد آپ کے تینوں صاحبزادگان خواجہ محمد سعید، حضرت خواجہ محمد معصوم اور خواجہ شاہ محمد یحییٰ (ف ۱۶۸۷ء/۱۰۹۸ھ،لو) حرمین شریفین گئے اور متعلقین و مریدین کی بہت بڑی تعداد ان حضرات کے ہم رکاب تھی۔

حرمین شریفین اور اس کے نواح سے بکثرت علماء و صلحاء نے ان حضرات کی خدمت میں حاضر ہو کر روحانی فیض حاصل کیا جس سے یہ سلسلہ مبارکہ عربستان میں خوب متعارف ہوا جس کی تفصیلات لطائف المدینہ، حسنات الحرمین، نتائج الحرمین اور المفاضلہ بین الانسان والکعبہ میں ملتی ہیں۔

سید زین العابدین یمنی محدث مدنی عرب سے سرہند آکر حضرت خواجہ محمد معصوم سے فیض یاب ہوئے تھے اور خود حضرت خواجہ نے قیام حرمین شریفین کے دوران ان سے اجازت حدیث لی تھی۔ (مقامات معصومی ۴۸/۳) شیخ عمر شافعی یمنی نے

marfat.com
Marfat.com

بھی آپ سے خلافت پائی۔ (حدائق الوردیہ ۱۹۷)، خواجہ محمد صادق بخاری بھی حضرت خواجہ کی طرف سے عرب میں مصروف کار تھے، آپ کے ایک اور خلیفہ مولانا عبداللہ حجازی بھی حجاز مقدس میں دعوت وارشاد میں نمایاں تھے۔ ان کے علاوہ مولانا شیخ عبدالرحمٰن القراسانی، مولانا شیخ علی یمنی، مولانا شیخ ابوتراب اور شیخ عبداللہ مغربی صوفی قابل ذکر ہیں جن کے باعث اس سلسلہ کے عربستان پر گہرے اثرات مرتب ہوئے۔[۱]

حضرت خواجہ محمد معصوم کے ایک خلیفہ شیخ مراد تھے جن کا قیام تو شام میں تھا لیکن وہ اکثر و بیشتر حرمین الشریفین میں مقیم رہتے تھے۔ جب حضرت خواجہ حج کے لئے حجاز مقدس حاضر ہوئے تو شیخ مراد بھی کئی ہزار شامیوں کے ہمراہ آپ کے استقبال کے لئے مکہ مکرمہ پہنچے، یہ امر مسلمہ ہے کہ ان کی بدولت شام اور ترکی میں سلسلۂ نقشبندیہ کو فروغ ہوا، شیخ مراد نے حضرت مجدد الف ثانی کے بعض مکتوبات کا عربی میں ترجمہ کیا (مقامات معصومی ۴۷۰/۳) اور نقشبندی سلسلہ کے تعارف و تعلیمات پر عربی و ترکی میں کئی رسائل لکھے۔[۲]

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے نامور خلیفہ شیخ تاج الدین سنبھلی، حضرت خواجہ کے وصال (۱۰۱۲ھ/۱۶۰۳ء) کے بعد حرمین شریفین چلے گئے ان کے وہاں قیام سے اس سلسلہ کو خاصا فروغ ملا، مولانا جامی کی معروف کتاب نفحات کا عربی ترجمہ کیا اور مکتوباتِ حضرت مجدد الف ثانی کے عربی تراجم نے مل کر اس سلسلہ کو عربستان میں رائج کرنے میں مدد کی ان میں سے بعض امور کی تفصیلات مولانا محمد بن فضل اللہ مُحبّی کی خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی و العشر میں، شیخ محمد خلیل مرادی

---

۱۔ انوار القدسیہ ۱۹۸ ۲۔ سلک الدرر ۱۳۰/۴

marfat.com

Marfat.com

نقشبندی کی سِلک الدُرر فی اعیان القرن الثانی والعشر میں اور مولانا محمد امین بدخشی کی نتائج حرمین وغیرہ میں ملتی ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی کے سب سے معروف خلیفہ حضرت شیخ آدم بنوری (۱۰۵۱ھ/۱۶۴۱ء کو) حجاز مقدس پہنچے اور وہیں قیام کا ارادہ کرلیا چنانچہ آپ (۱۰۵۳ھ/ ۱۶۴۳ء کو) وہیں فوت ہو کر مدینہ منورہ میں دفن ہوئے آپ کے مرید خاص مولانا محمد امین بدخشی ہندوستان سے آپ کے ہمراہ گئے تھے اور پھر وہیں مقیم ہو گئے انہوں نے آپ کی تالیفات کو وہاں مرتب کیا ان میں بعض رسائل کے عربی میں ترجمے کئے اور آپ کے خلفاء کے احوال و روحانی کمالات پر نتائج الحرمین کے نام سے تین ضخیم جلدوں میں ایک تذکرہ مرتب کیا شیخ آدم بنوری کے قیام حرمین کے گہرے اثرات سارے عرب پر ہوئے۔

یمن کے والی امام اسماعیل المتوکل (۱۰۵۴۔۱۰۸۷ھ/۱۶۵۴۔۱۶۷۶ء) کو حضرت خواجہ محمد سعید سرہندی سے بڑی عقیدت تھی۔ آپ نے اسے عربی میں ایک خط بھی لکھا تھا جو آپ کے مجموعہ مکاتیب میں موجود ہے۔ عبداللہ خان ازبک (۹۹۱۔۱۰۰۶ھ/ ۱۵۸۳۔۱۵۹۸ء) کی حضرت مجدد الف ثانی سے ارادت بہت مشہور ہے آپ کے رسالہ ردروافض کے پس منظر میں اس بادشاہ کا ذکر بھی کیا جاتا ہے۔

بُخارا کا حاکم عبدالعزیز بن نادر خان (۱۰۵۷۔۱۰۹۱ھ / ۱۶۴۷۔۱۶۸۰ء) حضرت خواجہ محمد معصوم کا عقیدت مند تھا، سبحان قلی کا جانشین ابوالفیض خواجہ محمد زبیر سے بڑی عقیدت رکھتا تھا (رَوضۃ القیومیہ ۲/۱۵۲، ۳۱۰/۴) جس کی وجہ سے ان کے علاقوں میں سلسلۂ نقشبندیہ کو فروغ ملا۔

marfat.com

Marfat.com

مغلوں کے دورِ زوال میں سلسلۂ نقشبندیہ کا آخری مرکز سرہند شریف سکھوں کے ہاتھوں تباہ و برباد ہو گیا تو حضرات مجددیہ وہاں سے ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ احمد شاہ درانی نے سکھوں کے ظلم و ستم کے خلاف قدم اٹھایا اور متعدد مرتبہ پنجاب پر حملے کر کے ان کی قوت توڑنے کی کوشش کی جب وہ سرہند سے جانے لگا تو حضرات مجددیہ میں سے شیخ غلام محمد پشاوری، شیخ عزت اللہ اور شاہ صفی اللہ معصومی کو احتراماً قندھار لے گیا۔ افغانستان میں اب تک حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد میں جتنے افراد ہیں وہ سب انہی تینوں حضرات کے اخلاف ہیں۔[1]

مسلم حکومت کے اس دورِ زوال میں حضرت خواجہ باقی باللہ کا روحانی مرکز واقع قلعہ فیروزی دہلی میں ختم ہو چکا تھا اور دہلی جیسے مرکز میں سلسلہ نقشبندیہ کی صرف تین خانقاہیں متحرک تھیں اول شاہ ولی اللہ محدث دہلوی دوم حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید اور سوم خواجہ میر درد ان میں سے اول الذکر دو مراکز نے روحانی اور سیاسی دونوں میدانوں میں کارہائے نمایاں انجام دیے اور سارے ہندوستان کے علاوہ وسطی ایشیاء جہاں سے سلسلۂ نقشبندیہ کا آغاز ہوا تھا روحانیت کے طالبوں نے ان خانقاہوں کی طرف رجوع کیا۔

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں کے جانشین حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے مریدین کا حلقہ اتنا وسیع تھا کہ سمرقند، بخارا، غزنی، تاشقند، حصار، قندھار، کابل، روم، شام، بغداد، مصر، چین اور افریقہ تک کے اصحاب شامل تھے۔

مولانا خالد کردی رومی نے جو حضرت شاہ غلام علی کے نامور خلفاء میں سے تھے خود لکھا ہے کہ تقریباً ایک لاکھ اصحاب نے مجھ سے فیض حاصل کیا ہے اور ایک ہزار

---

۱۔ تیمور شاہ درانی ۲/۶۷۸

marfat.com

Marfat.com

متبحر علماء میرے طریقے میں داخل ہوئے ہیں اور وہ اس وقت دست بستہ میرے سامنے کھڑے ہیں۔[1]

۱۱۷۸ھ/۱۷۶۴ء کو جب سکھوں نے سرہند کو مکمل طور پر تباہ کر دیا تو مخدوم زادگان سکھوں سے جہاد کرتے ہوئے سرہند شریف سے نکلے اور مختلف علاقوں میں مقیم ہو گئے۔

نجیب الدولہ اور حافظ رحمت خان روہیلہ کو حضرات مجددیہ سے بڑی عقیدت تھی وہ ان کے علاقوں میں جا کر مقیم ہو گئے تو وہاں بھی اس وقت کے سیاسی حالات کی ابتری کے باعث چین نصیب نہ ہوا تو بہت سے اصحاب نے درگاہ حضرت مظہر جانِ جاناں شہید کا رخ کیا۔[2]

مولف مقامات معصومی کے فرزند شیخ نیاز احمد سکھوں سے جہاد کرتے ہوئے ۱۱۷۸ھ/۱۷۶۴ء کو شہید ہوئے تو ان کے صاحبزادے شیخ فضل احمد نے پشاور میں آ کر قیام کیا وہاں اپنی خانقاہ تعمیر کروائی اور انہیں اتنی مقبولیت حاصل ہوئی کہ شرق و مغرب، روم و بلخ، بدخشاں و بخارا، کاشغر، فرغانہ، کابل و قندھار، ہرات، شام و حجاز و عراق و یمن میں انہیں شیخ الاسلام تسلیم کیا گیا، والی بخارا امیر معصوم کے عہد میں بخارا و ماوراء النہر کے علماء نے جو ایک عظیم الشان کتاب شرعی قانون کے لئے مرتب کی وہ فتاوی معصومیہ کے نام سے تیار ہو کر اطراف عالم میں مشہور ہوئی جو حضرات مجددیہ کا شاہکار ہے جس کے خطی نسخے یورپ اور پاکستان و ہند کے کتب خانوں میں بکثرت ملتے ہیں۔

مجددی بزرگوں کی تیسری بڑی ہجرت ۱۸۵۷ء کو ہوئی جب ان حضرات نے ہندوستان کی جنگ آزادی کو جہاد کا درجہ دے کر اس کی حیثیت کو مضبوط بنایا تو انہیں ملک

---

۱۔ درالمعارف ۶۵ ۲۔ مقامات مظہری، مقدمہ

marfat.com

Marfat.com

چھوڑنا پڑا ان میں شاہ احمد سعید مجددی دہلوی اور ان کے برادر شاہ عبدالغنی مجددی نے حرمین الشریفین کا رخ کیا اور وہاں قیام کر کے اس سلسلہ کی عربستان میں اشاعت کی حرمین سے یہ سلسلہ ترکی اور پھر وسطی ایشیا پہنچا، مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کے عربی مترجم اور مشہور عالم شیخ محمد مراد رمزی قازانی ثم مکی ثم چینی (ف ۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۳ء) ایک ذی علم بزرگ تھے اور حضرت شاہ احمد سعید مجددی دہلوی اور آپ کے فرزند شاہ محمد مظہر مجددی سے ارادت رکھتے تھے، انہوں نے مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کے تینوں دفتروں کا فارسی سے عربی میں ترجمہ کیا، نقشبندی سلسلہ کے بزرگوں کے احوال پر سب سے مشہور کتاب رشحات کا بھی عربی میں ترجمہ کیا، اس پر ایک تکملہ بھی لکھا جس میں اپنے معاصرین نقشبندی بزرگوں کے احوال کا اضافہ کیا۔ آخر میں چین چلے گئے وہیں وصال فرمایا آخری ایام حیات میں اپنے خطے قازان کی عربی زبان میں تاریخ لکھی [ا] جس کے ایک حصے میں اس عہد اور علاقے کے مشائخ کا بھی تذکرہ کیا ہے جس سے ہمیں پہلی بار یہ معلوم ہوا ہے کہ قازان، چین، کاشغر اور اس کے نواح میں ہمارے حضرات مجددیہ خصوصاً حضرت شاہ احمد سعید دہلوی، شاہ عبدالغنی مجددی اور شاہ محمد مظہر مجددی سے وابستہ کتنے اصحاب کارفرما تھے۔

نقشبندی مجددی سلسلہ کے اس سارے لٹریچر نے اہل مغرب کو بھی اپنی طرف متوجہ کیا اور وہاں اس سلسلہ پر کئی علمی و تحقیقی کام ہوئے۔

---

ا۔ اس کا پورا نام تلفیق الاخبار و تلقیح الآثار فی وقائع قزان وبلغار و ملوک التتار ہے، جو پہلے قزان سے اور پھر مرتب شکل میں ۲۰۰۲ء کو بیروت سے طبع ہوئی۔

marfat.com

Marfat.com

لندن یونیورسٹی میں ۱۹۶۲ء کو مرزا قدیر بیگ نے پی ایچ ڈی کے لئے ایک مقالہ The Role of Sheilkh Ahmad Sirhindi in Islam in India کے نام سے لکھا۔

پھر پروفیسر محمد اسلم نے مانچسٹر یونیورسٹی انگلینڈ میں پی ایچ ڈی کے لئے ایک مقالہ The First Islamic movement of Islamic India لکھ کر پیش کیا جس پر انہیں ایم فل کی ڈگری ملی۔

ایک یہودی دانشور فریڈ ماں یوحنا نے میکگل یونیورسٹی، مونٹریال کینیڈا میں ۱۹۶۶ء میں پی ایچ ڈی کے لئے ایک مقالہ:

Shaykh Ahmad Sirhindi, an outline of his Thought and a study of His Image in the Eyes of posterity. کے عنوان سے پیش کیا جس پر اُسے پی ایچ ڈی کی ڈگری ملی، اس یہودی سکالر نے علی گڑھ ہسٹورینز سوسائٹی کے ایک رکن سید اطہر عباس رضوی کے حضرت مجدد الف ثانی پر اعتراضات کا مثبت طریقہ سے جواب دیا۔

۱۹۹۲ء کو پرنسٹن یونیورسٹی میں ایک خاتون ڈانا لی گال (Dine le Gall) نے پی ایچ ڈی کے لئے ایک مقالہ بعنوان:

The Otteman Naqshbandiyye in pre-Mujaddidi Phase(A Study in Islamic Religious Culture and its Transmission کے نام سے لکھا۔

اسی سنہ میں استنبول سے فریٹز مائر (Fritz Meier) کا مقالہ جرمن زبان

marfat.com

Marfat.com

میں شائع ہوا جو نقشبندی سلسلہ کی تاریخ پر ایک اہم اضافہ ہے۔

۱۹۸۵ء استنبول ترکی میں قائم فرانس اناطولی انسٹی ٹیوٹ (Institute Francais d' Etudes Anatoliennes) میں نقشبندی سلسلہ کے احیاء کے لئے ایک بین الاقوامی کانفرنس ہوئی جس کی فہرست مندرجات پر ایک نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس وقت تک پورے یورپ کے مستشرقین اور دانش ور حضرات اس سلسلہ کی عظمت سے آگاہ ہو چکے تھے، اس کانفرنس کی روداد استنبول سے ۱۹۹۰ء میں طبع ہو چکی ہے۔

مشہور جرمن مستشرق اینا میری شمل کی نگرانی میں ایک نومسلم امریکی سکالر آرتھر ایف بیولر (A.F.Buehler) نے نقشبندی سلسلہ پر پاکستان میں قیام کر کے ہارورڈ یونیورسٹی امریکہ سے پی ایچ ڈی کیا، ان کا مقالہ یونیورسٹی آف کارولینا سے ۱۹۹۸ء کو شائع ہوا تھا۔[۱]

ڈاکٹر حامد الگر نے نقشبندی سلسلہ کی تاریخ کو اپنا موضوع بنایا اور کئی اہم مقالات شائع کئے۔ ڈاکٹر ساجدہ علوی نے بھی نقشبندی مجددی سلسلہ کے افکار پر مضامین تحریر کئے۔ ڈاکٹر محمد اکرام چغتائی نے اردو اور انگریزی کے اہم ترین مقالات کے دو مجموعے مرتب کئے ہیں جو ان دنوں زیر طبع ہیں۔ مارمرا یونیورسٹی استنبول کے ایک جواں سال سکالر ڈاکٹر نجدت توسون نے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری پر پی ایچ ڈی کا

---

۱۔ یورپ میں حضرت مجدد الف ثانی اور سلسلہ نقشبندیہ پر تحقیقی امور کی یہ فہرست کسی طرح بھی مکمل نہیں ہے اور نہ ہی یہ مختصر مقالہ اس کا متحمل ہو سکتا ہے

marfat.com

Marfat.com

ایک مفصل مقالہ ترکی زبان میں لکھا جس پر انہیں پی ایچ ڈی کی ڈگری تفویض ہوئی۔ یہ مقالہ استنبول سے ۲۰۰۲ء میں شائع ہوا، اس محقق نے حضرت مجدد الف ثانی کے رسائل میں سے چار رسالوں کا مقدمات اور حواشی کے ساتھ ترکی زبان میں ترجمہ کیا جو طبع ہو چکے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ آج کل ترکی میں سلسلۂ نقشبندیہ کے احیاء کے لئے سرگرمیاں تیز ہو رہی ہیں۔ مشہور عالم حسین علمی ایشیق نے ترکی سے عربی، فارسی ترکی اور اردو میں نقشبندی سلسلہ کی بکثرت کتابیں شائع کر کے ساری دنیا میں بلا قیمت تقسیم کیں جس سے اس سلسلہ کا تعارف بین الاقوامی طور پر ہوا۔

ایران میں بھی گذشتہ ۲۵ سال سے سلسلۂ نقشبندیہ کے متون کی اشاعت کا رواج ہو گیا ہے جو آج تک جاری ہے ۱۹۷۲ء میں خواجہ محمد پارسا بخاری کا رسالہ قدسیہ احمد طاہری عراقی نے بڑے اہتمام سے ایڈٹ کر کے شائع کیا، رشحات عین الحیات بھی مرتب ہو کر طبع ہوئی، نفحات الانس بھی اعلیٰ طریقہ سے ایڈٹ ہو کر تہران سے چھپی۔ انیس الطالبین در حالات حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری اور فصل الخطاب بھی ایڈٹ ہو کر ایران سے طبع ہو چکی ہیں۔ اس کے علاوہ بھی کئی ضخیم کتب اور رسائل چھپے ہیں، اس سلسلہ کا آخری اہم کام ڈاکٹر سید عارف نوشاھی کا ہے جنہوں نے خواجہ عبید اللہ احرار کے احوال وسخنان پر تہران یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کیا ہے۔ ان کا مقالہ چند سال پیشتر تہران سے شائع ہو کر اہل علم سے خراج تحسین حاصل کر چکا ہے۔ امریکہ میں ایک پاکستانی بزرگ ڈاکٹر احمد مرزا صاحب نے نقشبندیہ فاؤنڈیشن کے نام سے ایک ادارہ بنایا ہوا ہے جس کے ہر سال اجلاس ہوتے ہیں۔ صوفی ازم کے نام سے ان کا ایک رسالہ بھی جاری ہے۔

marfat.com

Marfat.com

ایک ڈچ سکالر ter-Haar نے بھی حضرت مجدد الف ثانی پر پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھا جو لائیڈن سے ۱۹۹۲ء کو طبع ہوا۔

ہندوستان کے مسلم عہد کی تاریخ، تہذیب و ثقافت پر لکھی جانے والی ہر جامع تاریخ میں حضرت مجدد الف ثانی کے کردار پر لکھنے والوں نے اپنے اپنے تقاضوں کے مطابق ذکر کیا ہے۔

یہ ساری اسی لٹریچر کی برکت ہی تھی کہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے مارکسی پروفیسر محمد حبیب اور ان کے مکتبہ فکر کے باعث علی گڑھ میں حضرت مجدد الف ثانی کا نام احترام سے لینا جرم تصور کیا جاتا تھا اور یہ حضرات کہتے تھے کہ شیخ احمد سرہندی اور شاہ ولی اللہ کی کوئی سیاسی تحریک نہیں تھی یہ بہت بعد میں ان کے عقیدتمندوں نے وضع کی ہے، آج اُسی یونیورسٹی میں تین تین دن تک کی ان دونوں حضرات کی خدمات کے اعتراف میں کانفرنسیں منعقد ہوتی ہیں جن کی روداد یں طبع ہوکر دنیا کے ہاتھوں میں ہیں اور اسی علی گڑھ کے پروفیسر محمد حبیب کے سب سے نامور شاگرد پروفیسر خلیق احمد نظامی مرحوم نے Akbar and Religion کے نام سے ایک معرکہ آراء کتاب لکھ کر یہ ثابت کیا ہے کہ اکبر کا دینِ الٰہی ناکام رہا تھا اس کے قواعد و ضوابط موثر نہیں تھے اور اس کے مقابل راسخ العقیدہ طبقہ فکر خصوصاً حضرت مجدد الف ثانی کو فتح ہوئی تھی۔

marfat.com

Marfat.com

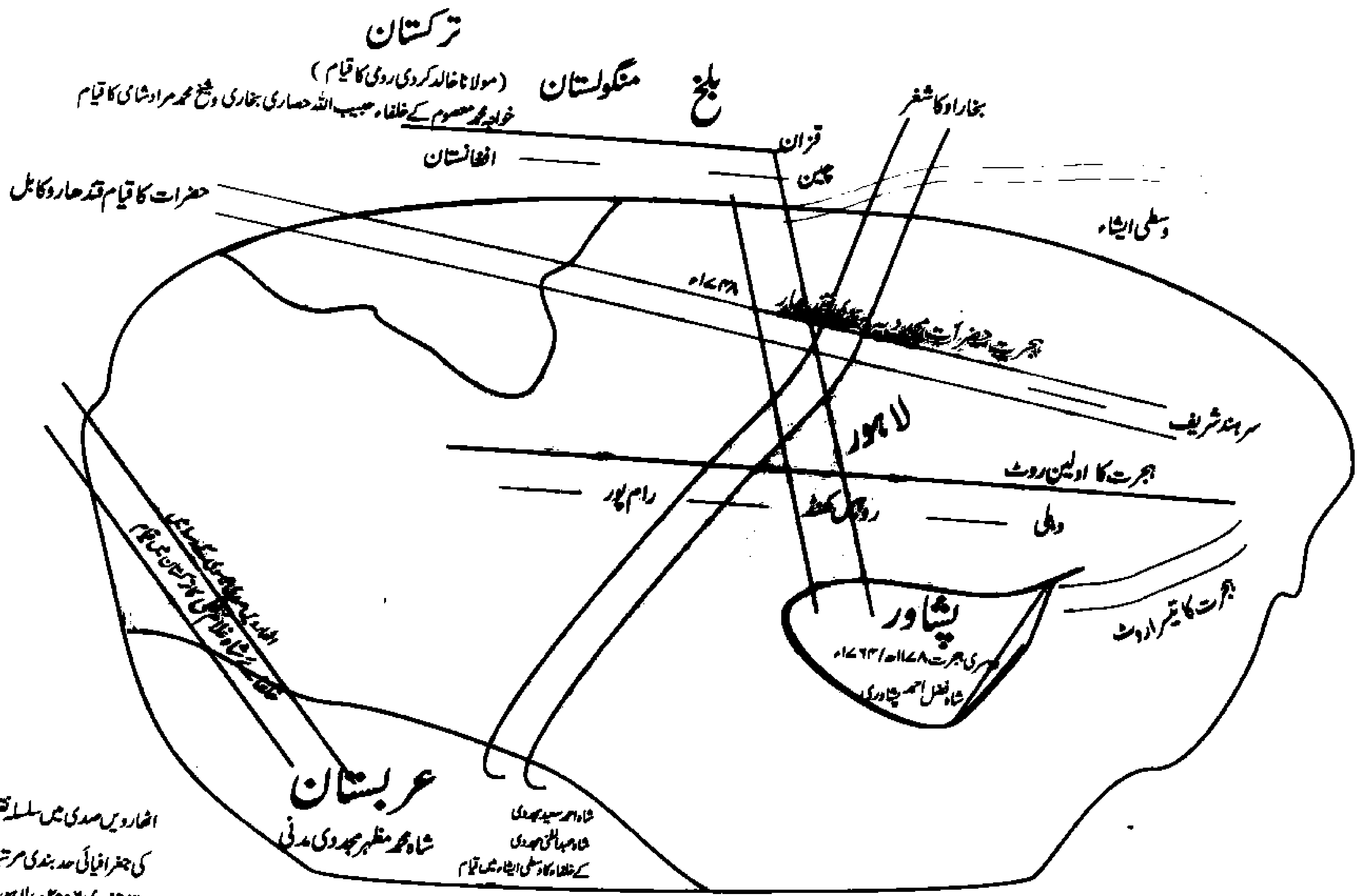


اٹھارویں صدی میں سلسلۂ نقشبندیہ
کی جغرافیائی حد بندی مرتبہ محمد اقبال مجددی
۳۰ جنوری ۲۰۰۶ء، لاہور

marfat.com
Marfat.com

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِهٖ

کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِهٖ

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِهٖ

صَلُّوْا عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ

marfat.com
Marfat.com

# تکفیر میں

# حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی کمال احتیاط

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

marfat.com

Marfat.com

# تکفیر میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی کمال احتیاط

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
چیئر مین شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ
جی سی یونیورسٹی، لاہور

## (چند اصطلاحات)

### (ا) ضروریات دین:

دین کی وہ بنیادی اور ضروری باتیں جن پر ایمان لائے بغیر کوئی مومن نہیں کہلا سکتا۔ حضرت امام ربانی اس سلسلہ میں لکھتے ہیں:

> ''سب سے پہلے اعتقاد کی تصحیح کے بغیر چارہ نہیں جس کا تعلق حق جل سلطانہ کی ذات وصفات اور اس کے افعال واجبی کے ساتھ ہے۔ نیز یہ اعتقاد بھی رکھنا چاہیے کہ جو کچھ پیغمبر اسلام حق جلّ وعلا کی طرف سے لائے ہیں اور دین کی جو باتیں یقین وتواتر سے معلوم ہوئی ہیں یعنی حشر ونشر، عذاب وثواب اخروی ودائمی اور وہ تمام باتیں جو شارع علیہ السلام سے سنی گئی ہیں'' آپ نے ضروریات دین میں اعتقاد کے ساتھ عمل کو بھی شریک کیا اس لیے فرائض وواجبات کی ادائیگی اور شریعت میں حلال وحرام کی رعایت کا تذکرہ بھی کرتے ہیں۔[1]

---

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب:    نوٹ: اس سلسلہ کی تفصیلات دفتر سوم مکتوب: ۱۷ میں بھی ملاحظہ فرمائیں

marfat.com
Marfat.com

واضح رہے کہ ضروریات دین سے مراد وہ امور ہیں جن کو ان کی شہرت کی وجہ سے عوام خواص سب ہی دین کی ضروری باتیں سمجھتے ہیں جیسے توحید، رسالت، پانچ نمازیں وغیرہ، ان کی دو اقسام ہیں:

(۱)۔ وہ امور جن کا ضروریات دین میں سے ہونا خواص اور علماء کی صحبت میں بیٹھنے والے عوام کو معلوم ہو۔ ایسے امور کا انکار خواص کریں یا عوام، بہر حال یہ کفر ہے۔

(۲) وہ امور جن کا ضروریات دین میں سے ہونا بعض عوام پر مخفی ہو، اگر عوام میں سے کوئی ان کا انکار کر دے تو اسے کافر نہیں کہیں گے۔ لیکن علماء کے بتانے پر بھی وہ بضد رہے تو کافر ہے۔ [۱]

## (ب) ضروریاتِ مذہب:

وہ امور جو کسی مسلک کا شعار و علامت ہوں۔ ضروریات مذہب کہلاتی ہیں۔

خطبہ جمعہ و عیدین میں خلفائے راشدین کا ذکر ضروریات اہل سنت میں سے ہے۔ [۲]

امامت مذہب شیعہ کی ضروریات میں داخل ہے۔ ضروریات دین میں نہیں۔

حضرت امام ربانی نے لکھا ہے کہ امامت کی بحث فروعات دین میں سے ہے نہ کہ اصول شریعت سے۔ [۳]

ملا باقر مجلسی نے بھی نظریہ امامت کو ضروریات شیعہ میں سے لکھا ہے۔ [۴]

---

۱۔ ردالمحتار جلد اول، ص: ۳۶۶/ ابن حجر الہیتمی احمد شہاب الدین، الفتاوی الحدیثیہ، نور محمد کتب خانہ کراچی ص: ۱۹۸۔۱۹۹

۲۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب: ۱۵ ۳۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب: ۶۰، ۶۷

۴۔ باقر المجلسی، محمد، مرآۃ العقول، تحقیق السید ہاشم الرسولی، دار الکتب الاسلامیہ، تہران، جلد ۷، ص: ۱۲۱

marfat.com

Marfat.com

ضروریات مذہب کا انکار کرنے والا کافر نہیں ہوتا کیوں کہ یہ وہ مسائل و احکام ہوتے ہیں جو واضح دلائل و نصوص نہ ہونے کی وجہ سے محل اجتہاد اور متنازع بین المجتہدین ہوتے ہیں۔

## (ج) اہلِ قبلہ:

اہل قبلہ سے مراد وہ مسلمان ہیں جو ضروریات دین پر متفق ہوں۔ اس سلسلہ میں معروف قول ہے

**لا یکفر احد من اھل القبلۃ۔**[1]

## (د) لزوم کفر اور التزام کفر:

لزوم کفر میں کفر فی الجملہ مفہوم من الکلام ہوتا ہے جس کے ساتھ غیر کفر کا بھی احتمال ہوتا ہے یا کفر سے بچنے کے لیے جائز تاویل کی گنجائش ہوتی ہے۔ التزام کفر میں کفر کا فی الجملہ مفہوم من الکلام ہونے کی بجائے وہ واحد مفہوم کلام ہے صریح کلام ہے اور اس میں تاویل کی گنجائش نہیں۔

## (ہ) ایمان:

ایمان یہ ہے کہ ان تمام چیزوں کا اقرار اور تصدیق کی جائے جو نبی کریم ﷺ لے کر آئے۔ جب تک انسان اس پر قائم رہتا ہے وہ مومن ہے۔ دائرہ اسلام سے اس وقت خارج ہوگا جب اقرار و تصدیق کی نفی کرے۔ حضرت امام ربانی نے ایمان کی

---

۱۔ شرح الفقہ الاکبر، ص:۵۴؍فتاوی شامی جلد۲، ص:۳۱۴

marfat.com

Marfat.com

وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے

ایمان سے مراد، جو کچھ دینی امور سے متعلق ضرورت اور تواتر کے طریق پر ہم تک پہنچا ہے اس کی دل سے تصدیق کرنا اور زبان سے اقرار کرنا بھی ایمان کا رکن ہے، جیسا کہ علماء نے کہا ہے اس کے بغیر ایمان کے منہدم ہونے کا خطرہ ہے'' [1]

ردالمحتار میں ایمان کو اس طرح بیان کیا گیا ہے

**ھوٗ تصدیق محمد ﷺ فی جمیع ماجاء به عن الله تعالیٰ مماعلم بحیثه ضرورة** [2]

## (و) کفر:

کفر کا لفظ اصل میں کسی چیز کو چھپانے کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ رات کو کافر اس لئے کہتے ہیں وہ تمام چیزوں کو چھپا لیتی ہے۔

امام راغب کے بقول:

اللہ کی وحدانیت، شریعت، اور نبوت میں سے کسی ایک یا تینوں کے انکار کو کفر کہتے ہیں۔ [3]

سید علی اکبر قرشی کے بقول

بہر حال کافر کسی است کہ اصول یا ضروری دین را انکار کند۔ [4]

---

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۲۶۶ / دفتر دوم، مکتوب: ۶۷ ۲۔ جلد ۳، ص: ۳۱۰

۳۔ المفردات بذیل مادہ / البصائر، جلد ۴، ص: ۳۶۱ ۴۔ قاموس قرآن، جلد ۶، ص: ۱۲۲

marfat.com

Marfat.com

ایمان اور اسلام کی تعریفات کے بعد حضرت مجدد کے یہ الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

''اسلام و کفر ضد یک دیگر اند اثبات یکے موجب رفع دیگر است احتمال جمع شدن این دو ضد محال است'' [۱]

اسلام اور کفر ایک دوسرے کی ضد ہیں، ایک کو اختیار کرنا دوسرے کو رد کرنا ہے ان دو ضدوں کا جمع ہونا محال ہے۔

اس اصول سے یہ واضح ہو گیا کہ آدمی مسلم ہو گا یا کافر۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ بہ یک وقت وہ مسلم ہو اور کافر بھی۔ یہی وجہ ہے کہ اہل علم نے کسی کو کافر قرار دینے میں ہمیشہ احتیاط کی ہے انتہا درجہ کا یہی محتاط رویہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی فکر میں بھی پایا جاتا ہے۔

اگر کسی صاحب شرع کا کلام بظاہر کفریہ محسوس ہو رہا ہو تو اس کی تاویل کرنی چاہیے۔ البتہ اگر اس طرح کا کلام کرنے والا پابند شریعت نہیں تو تاویل نہ کی جائے فقہاء نے اسی لیے ''التزام کفر'' اور ''لزوم کفر'' جیسی اصطلاحات مقرر کی ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ نے کفر طریقت اور حقیقی اسلام کی اصطلاحات استعمال کرتے ہوئے لکھا ہے:

''مشائخ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم میں سے جس نے بھی شطحیات کے طور پر کلام کیا ہے اور ظاہر شریعت کے مخالف باتیں کہی ہیں۔ یہ سب کفر طریقت کے مقام میں ہوا ہے جو کہ سکر اور بے تمیزی کا مقام ہے جو بزرگ حقیقی اسلام کی دولت سے مشرف ہوئے ہیں

---

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۱۶۳

marfat.com

Marfat.com

وہ اس قسم کی باتوں سے بالکل پاک ومبرا ہیں اور ظاہر و باطن میں انبیائے کرام علیہم الصلوٰت والتسلیمات کی اقتدا کرتے ہیں اور ان ہی کے تابع رہتے ہیں لہٰذا جو شخص شطحیات کے طور پر کلام کرتا ہے اور سب کے ساتھ مقام صلح میں ہے اور سب کو صراط مستقیم پر خیال کرتا ہے حق تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان تمیز نہیں کرتا اور ان میں دوئی کے وجود کا قائل نہیں ہوتا تو ایسا شخص اگر مقام جمع تک پہنچ چکا ہے اور کفر طریقت سے متحقق ہو کر ماسوی کا نسیان حاصل کر چکا ہے تو اس کا کلام مقبول ہے اور اس کی وہ باتیں جو سکر کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں تو ان کا ظاہری مطلب نہیں لیا جائے گا (بلکہ تاویل کی جائے گی) اور اگر ایسا شخص اس حال کے حصول کے بغیر اور کمال کے درجہ اولی میں پہنچے بغیر اس قسم (سکریہ) باتیں کرتا ہے اور سب کو حق اور صراط مستقیم پر جانتا ہے اور حق و باطل میں تمیز نہیں کرتا تو ایسا شخص زندیق وملحد ہے جس کا مقصود شریعت کو باطل کرنا ہے اور جس کا مطلوب انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات جو کہ رحمت عالمیان ہیں ان کی دعوت کو ختم کرنا ہے پس اس قسم کے خلاف شرع کلمات حق والے سے بھی صادر ہوتے ہیں اور باطل والے سے بھی لیکن سچے کے لیے آب حیات اور جھوٹے کے لیے زہر قاتل جس طرح دریائے نیل کا پانی بنی اسرائیل کے حق میں آب خوشگوار تھا اور قبطی کے

marfat.com

Marfat.com

حق میں خون ناگوار"۔۱

اسی طرح حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے بارے میں جب غلط فہمیاں پھیلائی گئیں، مکتوبات کی من مانی تاویلات کی گئیں اور بعض لوگوں نے آپ پر بھی فتویٰ لگادیا۔ ان حالات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا:

"اگر کسی مسلمان سے کوئی ایسا لفظ صادر ہوگیا جو بظاہر علوم شرعیہ کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا تو اس کی طرف تھوڑی سی توجہ کر کے اس کے ظاہری معنی سے پھیر کر مطابق شریعت کے کرنا چاہیئے۔ اشاعت فاحشہ اور فاسق کی رسوائی کرنا جب کہ شریعت میں حرام ہے تو مسلمان کو رسوا کرنا، فقط اشتباہ کی وجہ سے کیونکر مناسب ہوگا؟ اور شہر بشہر اس کی منادی کرنا کون سی دین داری ہے؟ طریق مسلمانی و مہربانی کا یہ ہے کہ اس کلمہ کو جس کا ظاہر مخالف علوم شرعیہ ہے، اگر کسی سے صادر ہوا تو دیکھنا چاہیئے کہ وہ شخص کیسا ہے۔ اگر ملحد و زندیق ہے تو اس کا رد کرنا چاہیئے اور اس کی اصلاح کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے اور اگر اس کلمہ کا قائل مسلمان ہو کہ خدا اور رسول پر ایمان رکھتا ہو تو اس بات کی اصلاح میں کوشش کرنی چاہیے اور اس کے لیے صحیح محمل نکالنا چاہیئے یا اس قائل سے اس کا حل طلب کرنا چاہیے۔ اگر وہ شخص اس کے حل

۱۔ دفتر دوم مکتوب: ۹۵

marfat.com

Marfat.com

کرنے سے عاجز ہو جائے تو اس کو نصیحت کرنا چاہیے۔
امر بالمعروف و نہی عن المنکر نرمی سے کرنا بہتر ہے کہ قبول کرنے کے نزدیک ہے اگر مقصود تسلیم کرانا ہو اور اگر صرف رسوا کرنا مطلوب ہو تو دوسری بات ہے۔''

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں فکری طور پر تکفیر مسلم میں کمال درجہ کی احتیاط اس اقتباس سے بالکل عیاں ہے۔ کیونکہ تکفیر مسلم بدترین گناہ ہے۔ علماء نے ہمیشہ اس سلسلہ میں نہایت درجہ احتیاط کی ہے۔ اور حزم و احتیاط کا حکم دیا۔ احادیث صحیحہ میں ہے کہ مسلمان کو کافر کہنے والے پر کفر لوٹ پڑتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اِذَا قَالَ الرَّجل لا خِیْهِ یَا کَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحدهُمَا ۔[۱]

یعنی ''جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہے تو بے شک ان دونوں میں سے ایک ضرور اس کلمہ کفر کا حق دار ہو جاتا ہے۔''

یہی وہ خطرہ ہے جس کی وجہ سے علماء کرام اور فقہاء عظام نے تکفیر مسلم کے معاملہ میں پھونک پھونک کر قدم رکھا۔ امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اے بھائی! اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو توفیق عطا فرمائے۔ مسلمان کو کافر کہنے پر اقدام بڑی دشوار چیز ہے۔ جس شخص کے دل میں ایمان ہو گا وہ بدمذہبوں کے کافر کہنے کو بھی خطرناک جانے گا باوجود اس کے کہ وہ لا الٰہ اِلّا اللہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ کے قائل

---

۱۔ فتح الباری جلد ۱۲، ص: ۵۱۴

marfat.com
Marfat.com

ہیں۔ یقیناً کافر کہنا بڑا ہولناک اور بڑے خطرے کی چیز ہے"۔[1]

اسی احتیاط وللّٰہیت کی بناء پر حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اہلسنت کے اصولوں پر گناہ کبیرہ کے مرتکب کو بھی کافر قرار نہیں دیتے۔ اس سلسلہ میں آپ رقمطراز ہیں:

"مومن گناہوں کے ارتکاب سے اگرچہ وہ گناہ کبیرہ ہوں ایمان سے خارج نہیں ہوتا اور کفر کے دائرہ میں داخل نہیں ہوتا۔ منقول ہے کہ ایک روز علماء کبار کے ایک بڑے مجمع میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص آیا اور اس نے محفل میں یہ مسئلہ پیش کیا کہ کیا فرماتے ہیں علماء کبار ایک ایسے فاسق مومن کے حق میں جس نے ناحق اپنے باپ کو قتل کیا اور اس کا سرتن سے جدا کر کے اس کے سر کا کاسہ بنا کر اس میں شراب ڈال کر پی لی اور شراب نوشی کے بعد اپنی ماں سے زنا کیا۔ کیا وہ شخص مومن ہے یا کافر؟ اس علماء کے مجمع میں ہر ایک نے اس کے حق میں بڑھ چڑھ کر غلو سے کام لیا اور اسے ایمان سے خارج بتایا۔ امام ابوحنیفہ نے اسی دوران میں فرمایا کہ وہ شخص مومن ہے اور ان کبائر کے ارتکاب سے وہ ایمان سے خارج نہیں ہوا۔ امام صاحب کی یہ بات دوسرے

---

۱۔ شعرانی، عبدالوہاب بن احمد، الیواقیت الجواھر، دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۹۹۷، جلد ۲، ص: ۵۳۰

marfat.com

Marfat.com

علماء کو نہایت ناگوار گذری اور اس پر انہوں طعن و تشنیع کی، زبان درازی کی۔ بالآخر مباحثہ کے بعد امام صاحب کی بات کو سب نے قبول کیا اور اس کے درست ہونے کا اعتراف کیا''۔[۱]

آپ نے مکتوبات میں اس امر کی وضاحت بھی کر دی کہ:

گناہ یہاں تک کہ وہ کبیرہ ہی کیوں نہ ہو آدمی کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں کر سکتا۔ کیوں کہ گناہ کے ہوتے ہوئے بھی تصدیق قلبی تو موجود رہتی ہے۔ مگر اس اصول کے ساتھ اس حقیقت کو بھی آشکارا کر دیا کہ گناہ کو حلال جاننا ایک دوسری چیز ہے استحلال کبیرہ کفر است۔[۲]

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب تک کوئی ضروریات دین کا انکار نہ کرے گا وہ کافر نہ ہوگا۔ اس سلسلہ میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تصریح فرماتے ہیں:

''چونکہ بدعتی فرقے اہل قبلہ ہیں ان کو کافر کہنے کی جرأت نہیں کرنی چاہئے۔ جب تک کہ وہ ضروریاتِ دینیہ کا انکار نہ کریں۔ اور احکام شرعیہ میں سے متواترات کا رد نہ کریں اور جو چیز یقینی طور پر دین میں آئی ہے اس کو رد نہ کریں۔ علماء نے فرمایا ہے کہ اگر کسی میں ننانوے وجہ کفر کی ظاہر ہوں اور ایک وجہ اسلام کی

---

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب: ۶۷ ۲۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب: ۱۷

marfat.com
Marfat.com

پائی جائے تو اس کی وجہ اسلام کی تصحیح کرنی چاہئے اور کفر کا حکم نہ کرنا چاہیئے۔"[۱]

اگر کوئی شیخین کی فضیلت کا انکار کرے تو علماء اسے کافر قرار نہیں دیتے۔ فتاوی عالم گیری میں ہے:

"الرافض اذا کان یسب الشیخین رضی اللہ عنهما و یلعنهما و العیاذ باللہ فهو کافر و ان کان یفضل علیا کرم اللہ تعالیٰ وجهه علی ابی بکر رضی اللہ عنه لایکون کافراً الامبتدع"[۲]

لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کفر ہے۔ ملا علی قاری لکھتے ہیں:

"من انکر صحبة ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنه کفر بخلاف انکار صحبة غیره"[۳]

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طرف مکتوبات میں شیخین کے فضائل و کمالات اور تمام صحابہ کی عظمت شان پر سیر حاصل شذرات قلمبند کیے دوسری طرف احتیاط کا کمال مظاہرہ کرتے ہوئے لکھا

"لیکن احوط یہی ہے کہ حضور عثمان رضی اللہ عنہ کے منکر بلکہ شیخین کی افضلیت کے منکر کو بھی کفر کا حکم نہ کریں اور مبتدع اور ضال جانیں کیونکہ اس کی تکفیر میں علماء کا اختلاف ہے

---

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب: ۳۹ ۲۔ فتاوی عالمگیری جلد ۲ ص: ۳۶۴

۳۔ ملا علی قاری، شرح الفقہ الاکبر، قدیمی کتب خانہ کراچی، ص: ۱۷۰

marfat.com

Marfat.com

اور اس اجماع کے قطعی ہونے میں بہت قیل و قال ہے۔ ایسا منکر یزید بد بخت کا ساتھی اور بھائی ہے کہ اسی احتیاط کے باعث علماء نے اس کے لعن کرنے میں توقف کیا ہے۔" ۱

فتوی کفر اور لعن میں حضرت مجدد کی احتیاط کے حوالہ سے یہ سطور بھی قابل مطالعہ ہیں۔

"بعض علمائے اہلِ سنت نے اس پر لعنت کرنے میں توقف کیا ہے، اس پر راضی ہونے کی بنا پر نہیں بلکہ رجوع اور توجہ کے احتمال کی رعایت کے باعث کیا ہے۔" ۲

یزید بد بخت فاسقوں کے زمرہ میں سے ہے۔ اس کی لعنت میں توقف اہل سنت کے مقررہ اصل کے باعث ہے۔ کیونکہ انہوں نے معین شخص کے لیے اگرچہ کافر ہو لعنت جائز نہیں کی مگر جب یقیناً معلوم کریں کہ اس کا خاتمہ کفر پر ہوا ہے۔" ۳

کچھ امور جن کو ضروریات دین کی بجائے ضروریات مذہب قرار دیا جاتا ہے۔ ان کے انکار سے کفر لازم نہیں آتا مگر انسان اہلسنت سے خارج ہوتا ہے۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس انتہائی باریک فرق کو ملحوظ خاطر رکھا۔ مکتوبات کے مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ نے حتی الامکان کسی کلمہ گو کو کافر

---

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب: ۲۶۰ ۲۔ ایضاً مکتوب: ۵۴ ۳۔ ایضاً مکتوب: ۲۵۲

marfat.com
Marfat.com

کہنے سے احتراز کیا ہے، بوعلی سینا کے بارہ میں کہا کہ وہ فلسفہ کی موشگافیوں میں الجھ گیا۔ اور اس کے فلسفی اصول اسلام کے اصولوں کے مخالف ہیں۔ مگر خود یہ کہنے کی بجائے کہ میں اسے کافر سمجھتا ہوں لکھا:

امام غزالی تکفیر او میماید کہ امام غزالی نے ان کی تکفیر کی ہے[۱]

اسی طرح ایک دوسرے مکتوب میں عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھا

''اور حق تعالیٰ قدیم اور ازلی ہے اس کے سوا کسی اور کے لیے ''قدم و ازلیت'' ثابت نہیں تمام ملتوں کا اس پر اجماع ہے اور جو شخص بھی حق تعالیٰ کے سوا کسی غیر کے قدم و ازلیت کا قائل ہوا اس کی تکفیر کی'' یہاں تکفیر کا ایک اصول بیان کر دیا مگر اطلاق کرتے ہوئے احتیاط کا دامن نہ چھوڑا اور امام غزالی کے ہی حوالے سے لکھا'' امام غزالی ازین راہ تکفیر ابن سینا و فارابی و غیر ایشان نمودہ است کہ قائل بقدم عقول و نفوس اند و بقدم ہیولیٰ و صورت گمان بردہ اند......[۲]

اسی بات کو ایک دوسرے مکتوب میں اس طرح لکھتے ہیں:

حجۃ الاسلام امام غزالی نے اپنے رسالہ ''المنقذ من الضلال'' میں اس معنی کی تصریح کی ہے اور اس جماعت کو جو غیر حق کو بھی قدیم جانتے ہیں تکفیر کا حکم کیا ہے۔'' [۳]

---

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۲۳۵ ۲۔ ایضاً، مکتوب: ۲۶۶ ۳۔ ایضاً، مکتوب: ۱۷

marfat.com

Marfat.com

کفر کے لفظ سے آپ کو اس قدر نفرت تھی کہ ایک شاعر نے اپنا تخلص رکھ لیا، آپ کو یہ بھی ناگوار گذرا۔ عبدالرحیم خانخاناں کو لکھا ''نہایت تعجب کی بات ہے کہ ایک موثق قاصد نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپ کے ہمنشین فاضل شاعروں میں سے ایک شخص شعروں میں اپنے لیے کفری تخلص استعمال کرتا ہے۔ حالانکہ وہ بزرگ سادات عظام اور شریف خاندان میں سے ہے۔ پس اے کاش میں جانتا کہ اس برے نام پر جس کی برائی اچھی طرح ظاہر ہے اس کو کس چیز نے مجبور کیا ہے حالانکہ مسلمان کے لیے لازم ہے کہ اس نام سے اس سے بھی زیادہ بھاگے جتنا کہ ہلاک کرنے والے شیر سے بھاگتا ہے اور اس نام کو نہایت ہی برا سمجھے کیونکہ یہ نام اور جس شخص کا یہ نام ہو دونوں حق سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک ناپسندیدہ ودشمن سمجھے گئے ہیں اور مسلمانوں کو کافروں سے دشمنی رکھنے اور ان پر سختی کرنے کا حکم دیا گیا ہے پس ایسے برے ناموں سے بچنا واجب ہے''۔ [1] آپ نے اس تخلص کو بدلنے کی نصیحت فرمائی اور ایسا تخلص اختیار کرنے کا کہا جو مسلمان کے شایان شان ہو۔ یہ مکتوب بھی حقیقت حال کو واضح کر رہا ہے کہ آپ اس نام سے انتساب کو کس قدر ناپسندیدہ سمجھتے تھے تو پھر کیونکر کسی پر کفر کے فتوی کا اطلاق کرتے۔

آپ کی اس مسئلہ میں یہی اعلیٰ درجہ کی احتیاط تھی اور یہی متقدمین کا اصول وطریقہ تھا۔ ہمارے لیے آپ کے اس طرز فکر میں یہ پیغام موجود ہے کہ کلمہ گو فروعی مسائل کی بنیاد پر فتاوی کفر کی مشینوں کو کھول دینا ایک عالم کو زیب نہیں دیتا۔

---

۱۔ دفتر اول، مکتوب: ۲۳

marfat.com

Marfat.com

# حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

# کے

# اوراد و وظائف

پروفیسر راغب الیاس شاہ الہاشمی

marfat.com

Marfat.com

# حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اوراد و وظائف

**پروفیسر راغب الیاس شاہ الہاشمی**

گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائنز، لاہور

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ (۹۷۱ھ۔۱۰۳۴ھ) ایسی بزرگ شخصیت تھے جن کی مبارک زندگی کا کوئی لمحہ اعمال مسنونہ سے خالی نہ تھا۔ اگرچہ آپ کا دور مذہبی انتشار اور بے چینی کا تھا جس میں اسلام پر اور شعائر اسلام پر ہر طرف سے شدید حملے ہو رہے تھے۔ قریب تھا کہ ہندوستان کی ملت اسلامیہ پارہ پارہ ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کیلئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے قلب و صدر میں احساس بیدار کیا اور آپ شعائر اسلامی کی حفاظت کیلئے سینہ سپر ہو گئے۔

ہندوستان کی اسلامی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس وقت کے راسخ العقیدہ علماء مذہبی حالات سے پریشان ہو کر حجاز مقدس کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے لیکن بعض علماء و مشائخ ان حالات میں بھی دین کی شمع روشن کرنے اور اس کا دفاع کرنے کے لئے میدان عمل میں اتر آئے۔

اکبر بادشاہ کے آخری سالوں میں دہلی جیسے مرکز میں حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کی تربیت یافتہ جماعت جس نے اہل ہندوستان کے ذہنی اور فکری انقلاب کی راہ ہموار کرنا شروع کی اور راسخ العقیدہ امراء کو اپنا ہم خیال بنایا اس جماعت کے ارکان میں دو اصحاب بہت ہی سرگرم شخصیات ثابت ہوئیں ان میں ایک شخصیت حضرت شیخ عبدالحق

marfat.com

Marfat.com

محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمۃ قابل ذکر ہیں جنہوں نے اس فکری و ذہنی انقلاب میں اہم کردار ادا کیا۔

حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ جن کو اللہ تعالیٰ نے بروقت خبردار کر کے ایسا احساس بیدار کر دیا کہ ان کے اندر رگِ فاروقی حرکت میں آگئی اور آپ دیندار علماء اور مشائخ کی ایک جماعت کے ساتھ ملکر جسے آپ نے اپنے مکتوبات میں متعدد بار ''جرگہ مردانِ دولت اسلام'' کا نام دیا۔ وہ ذہنی اور فکری انقلاب برپا کیا کہ آج کے لادینی طبقے نے بھی اسے تسلیم کیا ہے۔ آپ کی مساعی جمیلہ سے اکبر بادشاہ کا دین الٰہی ناکام ہو گیا اور اسکی حیثیت ختم ہو کر رہ گئی۔ آپ نے شریعت اسلامی کی عملی حیثیت بحال کرنے کی انتہائی کوشش فرمائی جو آپ کا ایسا کارنامہ ہے جس کی بدولت دنیا نے آپ کو بجا طور پر اسلام کے دوسرے ہزار سال کا مجدد قرار دیا۔

آپ اسلامی شریعت کے مطابق اعمال کی بجا آوری کی ضرورت پر انتہائی زور دیتے تھے۔ آپ کی اپنی مبارک زندگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عملی زندگی سے عبارت تھی اس کا اندازہ آپ کے خلیفہ حضرت صالح کولابی رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان سے لگایا جا سکتا ہے جو انہوں نے اپنی کتاب ''ہدایت الطالبین'' میں نقل کیا ہے ''خواجہ صالح کولابی'' نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ آپ کے دن رات کے وظائف اکھٹے کر دیے جائیں؟ تو آپ نے فرمایا: مقبول و مقتدا عمل حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا عمل مبارک ہے۔ کتب احادیث سے منتخب کر لینا چاہیے۔

خواجہ محمد صالح کولابی رحمۃ اللہ علیہ کے اصرار پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت مرحمت فرمائی تو یہ بھی خصوصاً نصیحت فرمائی کہ جو

marfat.com

Marfat.com

''قول و فعل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق ہو اُسی پر عمل کرنا۔''[1]

آپ نے اکثر مکتوبات شریف میں فرمایا

''فجر کی نماز باجماعت پڑھنا ساری رات جاگ کر عبادت کرنے سے افضل ہے'' دفتر اوّل ہی میں ایک مکتوب میں فرمایا ''دوپہر کو اگر اس نیت سے سویا جائے کہ ''دوپہر کا سونا'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ''قیلولہ'' کرنے کی سنت سے متعلق ہے تو یہ ہزار عبادتوں سے افضل ہے'' اپنے مکتوب کے دفتر اوّل کے حصہ دوم میں خصوصیت سے سات مکتوباتِ شریفہ کا موضوع ہی نماز اور اسکے فضائل اور اس کے متعلقہ اوراد اور اسے وقت پر ادا کرنے کے متعلق ہے۔[2]

آپ نے عورتوں کے ذکر کرنے کے وظیفہ کی طلب پر فرمایا:

''بعض عورتیں مشغولی یعنی ذکر کی طلب ظاہر کرتی ہیں اگر محرمات ہیں تو کوئی منع نہیں ورنہ پردہ میں بیٹھ کر طریقہ اخذ کریں''

---

۱۔ صالح کولابی، خواجہ، ہدایت الطالبین، تبلیغ صوفیاء دعوت الی الخیر، کراچی، ص: ۶۳۳

۲۔ مکتوباتِ امامِ ربانی، دفتر اوّل، مکتوب: ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۳، ۳۰۳، ۵۰۳، ۵۰۵، ۵۰۶

۳۔ مکتوباتِ امامِ ربانی، دفتر اوّل، مکتوب: ۲۵۶

marfat.com
Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خاتون کو یہ ورد تلقین فرمایا

''جو شخص چاہتا ہے کہ آخر شب میں جلد بیدار ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اوّل شب میں عشاء کی نماز کے بعد سو جائے اور بیکار مشاغل میں نہ جاگتا رہے اور سوتے وقت استغفار و توبہ، التجاء و تضُرع کرے اور اپنے عیوب و نقائص میں غور کرے اور عذاب اخروی کے خوف اور دائمی رنج والم سے ڈرے اور اس وقت کو غنیمت جانے اور حق سبحانہ سے عفو و مغفرت کی درخواست کرے اور سو مرتبہ کلمہ استغفار دل کی پوری توجہ کے ساتھ زبان پر ادا کرے کلمہ استغفار یہ ہے:

أستغفِرُ اللہَ العَظِیمَ الّذی لا اِلٰہَ اِلّا ھو الحیّ القیوم و أتوبُ الیہِ

اسی مکتوب میں ہے:

اور کوشش کریں کہ ہر نماز فرض کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی جائے کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو شخص ہر نماز فرض کے بعد آیۃ الکرسی پڑھتا ہے اُسکو بہشت میں داخل ہونے سے سوائے موت کے کوئی چیز نہیں روک سکتی، ہر روز اور ہر شب میں سبحان اللہ و بحمدہٖ (۱۱۰) بار پڑھنا اس کا بہت زیادہ ثواب ہے۔

اسی مکتوب میں آپ نے فرمایا:

marfat.com

Marfat.com

نمازِ عصر کے ادا کرنے کے بعد بھی کلمہ استغفار سو بار پڑھا کریں خواہ وضو ہو یا نہ ہو اس کلمہ استغفار کے ورد کو ترک نہ کریں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے

طُوبیٰ لِمَن وَجَدَ فِی صَحِیفَتِہٖ استغفارٌ کثیرٌ

ترجمہ: ''مبارک ہے وہ شخص جس کے عمل نامہ میں بہت استغفار ہو''

''نماز چاشت بھی اگر ادا کی جائے تو بڑی اعلیٰ دولت ہے''

کوشش کریں کہ کم از کم دو رکعت نماز چاشت ہمیشہ کیلئے ادا کریں نماز چاشت کی اکثر رکعتیں تہجد کی طرح بارہ رکعتیں ہیں اور وقت و حال کے موافق جتنی ادا ہو سکیں غنیمت ہے۔

۲۔ سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب

نیز پنجگانہ نمازوں میں سے ہر نماز کے بعد (۳۳) دفعہ کلمہ تنزیہ (سبحان اللہ) اور (۳۳) بار کلمہ تمجید (الحمدُ للہ) اور (۳۴) بار کلمہ تکبیر (اللہ اکبر) کہیں اور ایک بار لاالٰہَ اِلّا اللّٰہُ وَحدَہٗ لاشریکَ لَہٗ لہُ الملکُ وَلَہُ الحمدُ یُحیِی ویُمیتُ وھو علٰی کُلِّ شیٍٔ قدیر کہیں۔ تا کہ سو کی تعداد پوری ہو جائے۔

نیز ہر دن اور ہر رات کو سو ۱۰۰ بار سبحان اللہ وبحمدہٖ کہیں

marfat.com

Marfat.com

کیوں کہ اس کا بہت ثواب ہے صبح کے وقت ایک دفعہ پڑھیں
اَللّٰھُمَّ ما اَصْبَحَ لِیْ مِنْ نِعْمَۃ اَوْ بِاَحَدٍ مِنْ خَلْقِکَ فَمِنْکَ
وَحْدَکَ لا شریکَ لَکَ فَلَکَ الْحَمدُ وَلَکَ الشُّکرُ
ترجمہ: یا اللہ آج صبح کو جو نعمت مجھے یا تیری خلقت میں سے کسی کو
پہنچی ہے وہ تیری ہی طرف سے ہے تُو ایک ہے تیرا کوئی شریک
نہیں ہے پس تیرے ہی لیے حمد ہے اور تیرے ہی لیے شکر ہے"
اور شام کے وقت اللّٰھُمَّ ما اَصْبَحَ کی بجائے اَمْسٰی پڑھے
اور حدیث نبوی میں آیا ہے
"جو کوئی اس دعا کو دن میں پڑھیگا اُس دن کا شکر ادا ہو جائے گا
اور جو کوئی رات کو پڑھے گا اس رات کا شکر ادا ہو جائے گا۔
اور ورد کیلئے ضروری نہیں کہ طہارت و وضو کے ساتھ
پڑھیں بلکہ رات اور دن کے اس ورد کو جب چاہیں بجالائیں۔
آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا خواب یعنی نیند جو سراسر غفلت ہے
جب اس نیت سے کی جائے کہ اطاعت و عبادت کے ادا کرنے
میں سستی دور ہو تو اس نیت پر سونا بھی عبادت ہے اور جب تک
سوتے رہیں اطاعت و عبادت ہی میں شمار ہوتا ہے۔ حدیث میں
آیا ہے نومُ العلماءِ عِبادَۃٌ (علماء کا سونا بھی عبادت ہے)۔[1]

---

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب: ۱۷

marfat.com
Marfat.com

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر بزرگ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جن کی زندگی مبارکہ اسی طرح مسنون وظائف اور اوراد سے عبادت تھی اس موضوع پر تقریباً سات رسائل لکھے ہیں جن میں سے ایک رسالہ میں بارہ مہینوں کے مطابق اوراد کو ترتیب دیا گیا ہے جس کا نام "مَا ثَبتَ بِالسُّنَّةِ عَلَی السَّنَةِ" ہے۔ یہ کتاب چھپ چکی ہے اور عقیدت مند حضرات اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔

آپ کی دو معاصر سوانح عمریاں ایک "حضرات القدس" اور دوسری زبدۃ المقامات میں بھی آپ کے معمولات کی تفصیل دی جا رہی ہے۔ اکثر تہجد، چاشت کے وقت اور فیٔ زوال میں سورہ یٰسین کی قراءت بار بار کرتے اسی طرح کبھی تو اس کی قراءت ۸۰ مرتبہ تک ہوتی اور کبھی تو اس سے بھی زیادہ مرتبہ

نماز تہجد ادا کرنے کے بعد خاموش ہو کر مراقبہ میں بیٹھتے۔ فجر سے دو تین گھڑی پہلے ایک گھڑی سنت کے مطابق اونگھ لیتے تا کہ تہجد دو نیندوں کے درمیان وقوع پذیر ہو پھر طلوع فجر سے پہلے بیدار ہو کر نماز فجر میں مشغول ہوتے فجر کی دو سنتیں گھر ہی میں ادا کرتے اور سنت اور فرض کے درمیان۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم کا تکرار مخفی طور پر کرتے۔ نماز اشراق طویل قرائت کے ساتھ چار رکعتیں دو سلام کے ساتھ ادا کر کے تسبیحات اور ماثورہ دعائیں پڑھتے۔[1]

علامہ بدرالدین اپنی کتاب حضرات القدس میں لکھتے ہیں: "بیت الخلاء میں داخل ہوتے

---

۱۔ زبدۃ المقامات، ص: ۲۸۰

marfat.com
Marfat.com

ہوئے پہلے بایاں پاؤں قدم رکھتے، پھر دایاں قدم رکھتے اور اس وقت کی مسنون دعائیں پڑھتے اور بیت الخلاء میں بیٹھتے ہوئے بائیں پاؤں پر زور دے کر بیٹھتے۔ آپ کے استعمال میں طاق عدد ڈھیلے بھی ہوتے جن کے بعد پانی سے طہارت فرماتے۔

وضو کیلئے ہمیشہ آپ کسی کی مدد کا سہارا نہ لیتے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے وضو فرماتے اور ادعیۂ مسنونہ جو اعضاء کے دھونے کے وقت مروی ہیں ہمیشہ تلاوت فرماتے اور وضو سے فراغت کے بعد بھی مسنون دعائیں پڑھتے

تہجد کی نماز اکثر اوقات بارہ رکعتیں ہی ادا کرتے اور دو رکعت کے بعد مراقبہ کرتے اور فراغت کے بعد ایک سو مرتبہ استغفار اور دوسری دعائیں اور ساتھ کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھتے۔ فجر کی فرض رکعتیں مسجد میں اوّل روشنی میں اور تاریکی کے آخر میں ادا فرماتے۔ امامت خود فرماتے اور سورتیں طویل تلاوت فرماتے۔ نماز سے فراغت کے بعد اپنے اصحاب کے حلقہ میں مجلس سجاتے ہر ایک کے حسب حال باطنی توجہ سے سرفراز فرماتے یہاں تک کہ سورج نیزہ کے برابر طلوع ہو جاتا" [1]

کلمہ طیبہ کے تکرار کی ترغیب کے موقع پر فرماتے کہ اس عظیم کلام کے مقابلہ میں کاش تمام عالم کو وہی نسبت حاصل ہوتی جو قطرہ کو سمندر سے ہے، کلمہ طیبہ تمام کمالاتِ ولایت و نبوت کو جامع ہے [2]

کھانا تناول فرمانے کے بعد ماثورہ دعائیں پڑھتے جو اس وقت کیلئے منقول ہیں [3]

---

۱۔ حضرات القدس، علامہ بدر الدین سرہندی، جلد۲، ص:۲/۸۸،۸۹　۲۔ زبدۃ المقامات، ص:۲۸۱

۳۔ زبدۃ المقامات، ص:۲۸۲

marfat.com

Marfat.com

آپ فرض نماز ادا کرنے کے بعد دس بار آہستہ سے کلمہ لاالٰــــہ الّا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ پڑھتے۔[۱]

علامہ بدالدین سرہندی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ آپ اذان سنتے وقت اُس کے ہر کلمہ کا اعادہ فرماتے مگر حیَ علی الصلوٰۃ اور حیَ علی الفلاح کے وقت لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھتے[۲]

عصر کی نماز دو مثل اور سایہ اصلی کے گزر جانے کے بعد اوّل وقت میں باجماعت ادا کرتے جس کی امامت خود فرماتے۔ دو رکعت تحیۃ المسجد اور چار رکعت سنتِ غیر مؤکدہ ادا فرماتے۔ فرض نماز کے بعد مسنون دعائیں پڑھتے۔ ہر نماز کے بعد قرآن کی تلاوت سننا بھی آپ کا معمول تھا۔ مغرب کی نماز اوّل وقت میں ادا فرماتے۔ فرض نماز کے بعد بغیر تاخیر کیے ہوئے دو رکعت سنت مؤکدہ ادا فرماتے۔

اوّابین کی نماز چھ رکعتیں تین سلام اور طویل قرائت کے ساتھ ادا فرماتے جس میں سورۂ واقعہ اور اخلاص مکرراً اور اس کے علاوہ سورتیں پڑھتے اور نماز عشاء حضرت امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مسلک کے مطابق اُفق کی سفیدی دور ہونے کے بعد (جسے شفق کہتے ہیں) آپ پھر مسجد میں تشریف لاتے اور تحیۃ المسجد دو رکعت اور چار رکعت سنت ادا فرماتے اس کے بعد چار رکعت فرض باجماعت ادا کر کے دعا مانگتے اللّٰھم انت السلام و منک السلام تبارکت.......... یا ذاالجلال و الاکرام اور باقی ادعیہ نہ پڑھتے اور کھڑے ہو جاتے۔

---

۱۔ زبدۃ المقامات، ص: ۲۸۳　　۲۔ حضرات القدس، ص: ۹۱

marfat.com

Marfat.com

وتر میں سورۂ سبح اسم، قل یاایھاالکفرون اور قل ھو اللہ پڑھتے اور دعائے قنوت پڑھتے ۔ وتر کو کبھی اوّل شب میں اور کبھی آخر شب میں تہجد کے ساتھ ادا فرماتے ۔ اگر اوّل شب میں وتر ادا کئے ہوتے تو آخر شب میں اعادہ نہ کرتے کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ایک رات میں دو وتر نہیں ہیں [۱]

آپ سوتے وقت کچھ سورتیں، آیات، تسبیحات اور ماثورہ دعائیں پڑھ کر لیٹ جاتے، لیٹتے وقت روئے مبارک قبلہ کی طرف اور سیدھا ہاتھ سیدھے رُخسار کے نیچے ہوتا تھا [۲]

آپ درود پاک کی کثرت فرمایا کرتے تھے خصوصاً جمعۃ المبارک کی شب میں، جمعہ کے دن میں اور پیر کی شب میں اور پیر کے دن میں ۔ آخری ایام حیات میں جمعہ کی راتوں کو احباب کو جمع کر کے ہزار بار درود پڑھتے، ''رسالہ صلوٰتِ ماثورہ'' جو حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کا ترتیب دیا ہوا ہے کا اکثر ورد فرماتے [۳]

جمعہ کی نماز کے بعد چار سورتیں یعنی فاتحہ، اخلاص، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس میں سے ہر ایک کو سات سات مرتبہ پڑھتے [۴]

آپ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مسجد میں اعتکاف فرماتے تھے، عید الاضحیٰ کے دن راستے میں تکبیرات بالجہر پڑھتے تھے، عشرہ ذوالحجہ کی نماز عشاء میں

---

۱۔ زبدۃ المقامات: ۲۸۳　　۲۔ ہدایت الطالبین ص: ۱۲۸
۳۔ زبدۃ المقامات، ص: ۲۸۶　　۴۔ ایضاً ص: ۲۸۶

marfat.com
Marfat.com

اور نماز فجر کی دوسری رکعت میں سورہ فجر تلاوت فرماتے

آپ سورج گرہن اور چاند گرہن کی نمازیں بھی پڑھتے تھے اور نماز تراویح بیس رکعت سفر اور حضر میں پوری دلجمعی کے ساتھ ادا فرماتے۔ ماہِ صیام میں کم از کم تین مرتبہ قرآن مجید کا ختم فرماتے۔ تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد تین مرتبہ سبحان ذی الملک والملکوت۔۔۔۔ پڑھتے تھے۔ چونکہ آپ حافظ قرآن بھی تھے اس لئے دوسرے دنوں میں خلوصِ دل سے اس کی تلاوت میں مشغول رہتے تھے اور قرآن پاک کا استماع بھی اپنے حلقوں میں ہمیشہ جاری رہتا تھا۔ [۱]

سفر میں منزل پر پہنچنے تک قرآن کی تلاوت میں مصروف رہتے، نماز تہجد باجماعت ادا نہیں کرتے تھے جو لوگ نماز تہجد کو جماعت سے پڑھتے ہیں اُن کو آپ برا کہتے تھے۔

سوائے تراویح اور سورج گرہن کی نماز کے آپ کسی نفلی نماز کو جماعت سے ادا نہیں فرماتے تھے اور ایسا کرنے کو مکروہ جانتے تھے [۲]

جو لوگ روزِ عاشورہ، شب قدر، شب برآءت اور لیلۃ الرغائب میں نفل نماز جماعت کے ساتھ پڑھتے ہیں آپ ان کو سختی سے منع فرماتے تھے اور اُسے خلاف سنت قرار دیتے تھے۔

نماز استخارہ اور دعائے استخارہ کو ترجیح دیتے۔ تشہد میں سبابہ (کلمہ کی انگلی)

---

۱۔ حضرات القدس، جلد ۲، ص: ۹۳

۲۔ ایضاً، ص: ۹۴

marfat.com
Marfat.com

سے اشارہ نہیں فرماتے تھے کیونکہ یہ فعل مذہب حنفی میں مکروہ اور حرام کہا گیا ہے ۱؎

قبور کی زیارت کیلئے بھی قبرستان تشریف لے جایا کرتے تھے اور استغفار اور دعائیں پڑھ کر ان کی مدد فرمایا کرتے اور باطنی توجہ بھی فرماتے تاکہ اُن کا عذاب دور ہو اور اُن کے درجات بلند ہوں ۲؎

آپ قبروں کو بوسہ دینا مستحسن نہیں سمجھتے تھے البتہ کبھی کبھی اپنے والد ماجد اور پیر دستگیر کی قبر کو ہاتھ لگاتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ ایصال ثواب کیلئے فاتحہ پڑھا کرتے تھے ۳؎

آپ سماع کی محافل میں نہیں جایا کرتے تھے۔ ذکر بالجہر کی بجائے خفی کو بہتر جانتے تھے۔ آپ مشائخ کے طریقوں سے افضل نقشبندی طریقے کو سمجھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ طریقہ نقشبندیہ بعینہٖ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے طریقے پر ہے اور ان کی نسبت کو تمام نسبتوں سے برتر جانتے تھے۔ ۴؎

علامہ بدالدین سرہندی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کبھی کبھی آپ کی مسجد میں جمعہ کی نمازوں میں شریک ہو جاتا تھا اور آپ کی نماز کو دیکھ کر بے اختیار ہو جاتا تھا اور یقین رکھتا تھا کہ آپ ہمیشہ حضرت سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو دیکھتے ہیں اور اسی طریقہ کے مطابق آپ نماز ادا کرتے ہیں۔ ۵؎

---

۱۔ حضرات القدس، ص: ۹۴

۲۔ ایضاً ۳۔ ایضاً ۳۔ ایضاً، ص: ۹۶ ۴۔ ایضاً، ص: ۹۹

marfat.com
Marfat.com

آپ کافروں کی ہرگز تعظیم نہ کرتے اگرچہ وہ صاحبِ اقتدار اور صاحب حکومت ہی کیوں نہ ہوتے۔ ہر شخص سے سلام میں ابتداء آپ ہی فرماتے تھے۔ زکوٰۃ ادا کرنے کا معمول یہ تھا کہ جس وقت کوئی آمدنی اور نذر آتی آپ سال کا انتظار کیے بغیر حساب زکوٰۃ ادا کر دیتے۔ روزانہ پچاس سے ایک سو تک علماء، عرفا، مشائخ، حفاظ اور اشراف سادات میں سے لوگ آپ کے دولت خانے پر کھانا تناول فرمایا کرتے تھے۔ الغرض آپ خلق کی تواضع اور شفقت کے حوالے سے درجۂ کمال رکھتے تھے۔[1]

جناب صاحبزادہ بدرالاسلام صدیقی نے حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات سے صلوٰۃ وسلام کے صیغے اکٹھے کر کے وظائف کا مجموعہ بنام ''بشائر الحسنات'' مرتب کیا ہے۔ حضرت صاحبزادہ بدرالاسلام مدظلہ العالی نے صلاۃ وسلام کے ان صیغوں کو سات دنوں کے اعتبار سے تقسیم کر دیا ہے۔

۱۔ حضرات القدس، ص: ۱۰۰

marfat.com
Marfat.com

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ

marfat.com

Marfat.com

ماہنامہ معارف (اعظم گڑھ)

میں

# تذکارِ مجدّد

ڈاکٹر حافظ محمد سجاد

marfat.com

Marfat.com

# ماہنامہ معارف (اعظم گڑھ) میں تذکارِ مجدد

ڈاکٹر حافظ محمد سجاد

شعبہ اسلامی فکر، تاریخ وثقافت

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

برصغیر کی ملت اسلامیہ کے فکری احیاء اور علمی راہنمائی میں جہاں انفرادی کوششیں ہوئیں جن میں صوفیاء کرام، علماء اور مفکرین نے اہم کردار ادا کیا وہاں کچھ ایسے ادارے بھی ہیں جن کی انفرادی کاوشوں اور کوششوں سے ایک علمی انقلاب برپا ہوا، ایسے متعدد ادارے ہیں جن کی اس ضمن میں خدمات کو اجاگر کیا جا سکتا ہے۔

دارالمصنفین اعظم گڑھ ایسا ہی ایک ادارہ ہے جس کے بانی علامہ شبلی نعمانی اور ان کے ہونہار شاگردوں نے برصغیر پاک و ہند کی ملت اسلامیہ کی علمی راہنمائی کی، علوم اسلامیہ کے مختلف میدانوں مثلاً علوم القرآن، حدیث، فقہ، تاریخ، سیرت، تصوف و سلوک، تذکرہ وسوانح، تاریخ علوم اسلامیہ اور متعدد دیگر موضوعات پر کتب تیار کیں، اور اردو زبان میں اسلامی ادب تخلیق کیا ہے۔

دارالمصنفین اور ماہنامہ معارف، علامہ شبلی نعمانی (م ۱۹۱۴) کا تخیل تھا۔ جسے ان کی وفات کے بعد شرمندہ تعبیر ہونا نصیب ہوا۔ علامہ شبلی نعمانی نے دارالمصنفین کا خاکہ تیار کیا تو اس میں ایک علمی رسالہ کا اجراء بھی شامل تھا۔ دارالمصنفین میں علامہ شبلی کی ایک یادداشت محفوظ ہے جس میں اس مجوزہ علمی رسالہ کا نام ''معارف'' رکھا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

دارالمصنفین کا علمی ترجمان ماہنامہ ''معارف'' کا پہلا شمارہ رمضان المبارک کے مہینہ ۱۳۳۴ھ (مطابق جولائی ۱۹۱۶) کو منظر عام پر آیا اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ آغاز سے لے کر جنوری ۱۹۵۱ء تک مولانا سید سلیمان ندوی (م ۱۹۵۳) نے ادارت کے فرائض انجام دیئے۔ ان کے معاونین میں سید ریاست علی ندوی (م ۱۹۷۶) اور شاہ معین الدین احمد ندوی (م ۱۹۷۴) سید نجیب اشرف ندوی، سید ابوظفر ندوی (م ۱۹۵۸) عبدالباری ندوی، حاجی معین الدین ندوی، مولانا ابوالجلال ندوی، ابوالحسنات ندوی کے نام نمایاں ہیں۔ یہ حضرات سید صاحب کی مدد کرتے، ادارتی نوٹس (شذرات) لکھتے اور معارف کے مستقل عنوانات، اخبار علمیہ، باب التقریظ والانتقاد، مطبوعات جدیدہ، اور استفسار و جواب کے لیے لوازمات مہیا کرتے تھے، علامہ سید سلیمان ندویؒ جولائی ۱۹۴۶ء کو ریاست بھوپال کے امور مذہبی کے افسر اعلیٰ ہو کر آدھر چلے گئے، مگر رسالہ کی نگرانی فرماتے رہے، شاہ معین الدین احمد ندوی اور ایک سال (۱۹۴۷ء) کے لیے سید ریاست علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا کام سنبھالے رکھا۔ شذرات و تبصرے لکھتے رہے۔ ۱۹۴۹ء میں شاہ معین الدین احمد ندوی نے شریک مرتب کی ذمہ داری سنبھالی اور پھر جب سید صاحب پاکستان آ گئے تو شاہ معین الدین صاحب مدیر ہو گئے۔ انہوں نے یہ ذمہ داری تادم آخر بہ طریق احسن انجام دی۔ ان کی وفات پر سید صباح الدین عبدالرحمٰن (م ۱۹۸۷ء) نے اپنے پیش رو کی روایت قائم رکھی۔ سید صباح الدینؒ کے انتقال کے بعد مولانا ضیاء الدین اصلاحی (م ۲۰۰۷ء) نے ادارت کی ذمہ داری سنبھالی، حال ہی میں ایک حادثہ میں مولانا اصلاحی کا انتقال ہوا۔ آج کل ڈاکٹر اشتیاق احمد ظلی، معارف کے مدیر اور نگران ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

بقول عابد رضا بیدار:

معارف اپنی جامعیت اور تنوع کے اعتبار سے علوم اسلامیہ کی ایک انسائیکلو پیڈیا ہے۔ اسلامی علوم وفنون اور ملت اسلامیہ سے متعلق اس قدر اس میں مواد موجود ہے کہ اس کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔ تاریخ اسلام اور اسلامی علوم وفنون کا شاید ہی کوئی پہلو یا تذکرہ ہو جو معارف کے صفحات میں اجاگر نہ کیا گیا ہو،،

معارف کی اہمیت اور قدر افزائی ملک کے اساطین علم وادب نے کی۔ اور ہر طبقہ کے متخصصین نے اس کو پسند کیا۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ (م ۲۰۰۳ء) مدیر معارف، شاہ معین الدین احمد ندوی کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں۔"

''میں معارف میں کم لکھتا ہوں تو اس کی وجہ یہ نہیں کی میری نظر میں اس کی عزت کم ہے۔ واقعہ تو یہ ہے کہ آج کل ساری دنیائے اسلام میں عرب ہو کہ عجم، کوئی اسلامی رسالہ اسلامیات پر اعظم گڑھ والے ''معارف'' کے معیار کا نہیں، اوروں کا کاغذ اور طباعت کے لحاظ سے بہتر ہو سکتا ہے۔ لیکن مضامین کے مندرجات میں علمی معیار بدقسمتی سے کچھ بھی نہیں، خدا معارف کو سلامت باکرامت رکھے، میں خود معارف میں جگہ پاؤں تو اپنے لیے باعث عزت سمجھتا ہوں،،

marfat.com
Marfat.com

## معارف اور تذکار مجدد:

اسلامیان ہند کے فکری معماروں میں حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت شاہ ولی اللہؒ کے کارہائے نمایاں جس قدر وقیع، ہمہ جہت ہیں، اسی قدر موثر بھی ہیں۔ برصغیر کی ملت اسلامیہ بالخصوص اور عالم اسلام بالعموم آپ حضرات کے فکری، علمی روحانی کمالات اور فیوض و برکات سے مستفید ہوئی اور ایک جہاں کو متاثر کیا۔

اہلسنت کے تقریباً تمام ہی مکاتب فکر نے حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت شاہ ولی اللہؒ سے فیض پایا، اور آپ حضرات کی فکر و دانش، علمی و تحقیقی نگارشات اور روحانی کمالات کو عام کرنے اور اسے عوام الناس تک موثر اسلوب میں پہنچانے کا اہتمام کیا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت شاہ ولی اللہؒ کی علمی و فکری خدمات اور آپ کے خانوادوں کی فکر و دانش کو عام کرنے میں بطور خاص جن رسائل و مجلّات نے نمایاں خدمات سرانجام دیں ان میں ماہنامہ الفرقان لکھنو، ماہنامہ الرحیم حیدر آباد سندھ، الولی، حیدر آباد سندھ، ماہنامہ نور اسلام شرق پور شریف اور ماہنامہ معارف اعظم گڑھ شامل ہیں۔

ماہنامہ معارف اعظم گڑھ میں علم تصوف کے ہر پہلو مثلاً تاریخ و تعلیمات تصوف، سلاسل تصوف، تصوف میں تجدیدی تحریکات، اسلام میں وحدۃ الوجود کا تصور اور

marfat.com
Marfat.com

نامور صوفیاء کرام کے احوال وآثار پر مقالات دستیاب ہیں۔تاہم حضرت مجدد الف ثانیؒ کے احوال وآثار، فکر وخدمات اور تحریک اصلاح وتجدید پر بیس کے قریب مقالات شائع ہوئے ہیں۔ پندرہ مقالات میں آپ کے احوال وآثار، تجدیدی واصلاحی خدمات اور آپ کے علمی کمالات کا ذکر ہے۔ان مقالات میں آپ کے فکر کے اثرات کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔جبکہ پانچ مقالات ایسے ہیں جن میں تحریک اصلاح وتجدید کے ضمن میں جو اعتراضات ہوئے ان کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

ماہنامہ معارف میں حضرت مجدد الف ثانیؒ پر سب سے ضخیم، مبسوط، علمی وتحقیقی مقالہ مسعود ملت حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (م ۲۰۰۷ء) کا ہے جو کہ نو قسطوں میں شائع ہوا۔اس علمی وتحقیقی مقالہ کے لکھنے کے محرکات کا ذکر کرتے ہوئے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد لکھتے ہیں۔

> ۱۹۶۰ء میں جناب پروفیسر محمد اسلم صاحب مدیر ماہنامہ سروش، نیو کاسل نے ایک مضمون کی فرمائش کی ۔ راقم اس زمانہ میں شاہ عبدالطیف گورنمنٹ کالج میر پور خاص (سندھ) میں صدر شعبہ اردو تھا۔موضوع کی تلاش تھی استاد محترم قبلہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان مدظلہ (صدر شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی) کے خدمت میں حاضر ہوا، موضوع کے لیے عرض کیا تو فرمایا کہ مولانا مناظر احسن گیلانی (صدر شعبہ دینیات، عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد) کے مضمون ''الف ثانی کے تجدیدی کارنامے'' مشمولہ تذکرہ مجدد الف ثانی مطبوعہ لکھنو، کا خلاصہ

marfat.com
Marfat.com

قلم بند کرلیں۔ لیکن جب تلخیص کا یہ کام کرنا چاہا تو انشراحِ صدر ہوا
اور طبعیت سہل پسندی سے مشکل پسندی کی طرف راغب ہونے لگی۔
چنانچہ تلخیص کے بجائے حضرت مجدد الف ثانیؒ پر ایک مبسوط مقالے
کی تیاری کے لیے مواد فراہمی کی لگن لگ گئی۔ کوشش جاری رکھی اور
حضرت والد ماجد مفتی اعظم شاہ مظہر اللہؒ سے دعا کی درخواست کی،
حضرت ممدوح نے جواباً فرمایا۔

حضرت مجدد صاحب رحمہ المولیٰ القوی کے حالات پر مقالہ تحریر کرنا مبارک ہو، اللہ تبارک وتعالیٰ کما حقہ اس میں کامیاب فرمائے اور ایسے امور میں تحاریرتم سے ہمیشہ کرائے۔

جب مقالہ مکمل ہوا تو اس کی پہلی قسط بعنوان شیخ احمد سرہندی (مجدد الف ثانی) ماہنامہ معارف اعظم گڑھ شمارہ جون ۱۹۶۱ء میں منظر عام پر آ گئی۔

پہلی تین قسطیں مذکورہ بالا عنوان کے تحت شائع ہوئیں، چوتھی تا نویں قسط،، شیخ مجدد کے اصلاحی کارنامے،، کے عنوانات سے شائع ہوئی۔ کل ۹ قسطیں نکلیں۔ پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمدؒ نے جدید علمی و تحقیقی انداز میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کی سیرت اور اصلاحی خدمات کو اجاگر کیا تھا۔ معارف کے قارئین نے اس علمی و تحقیقی مقابلہ کو بے حد پسند کیا۔ معارف کے مدیر شاہ معین الدین احمد ندوی نے ڈاکٹر صاحب کو ایک خط میں لکھا

''یہ مضمون بہت پسند کیا گیا ہے۔ اس کی تعریف میں خطوط بھی

marfat.com
Marfat.com

آئے اور رسالہ الفرقان (لکھنو) اس کو مسلسل نقل کر رہا ہے۔ اس مقبولیت پر مبارک باد قبول فرمائیے،،

ماہنامہ الفرقان کے مدیر مولانا منظور احمد نعمانیؒ نے اس کو آٹھ قسطوں میں دوبارہ شائع کیا اور مقالہ نگار کو ایک خط میں لکھا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ سے یہ کام خوب لیا اور آپ نے اس موضوع پر بہت سا ایسا مواد بھی فراہم کر دیا جو ہم جیسوں کی دسترس سے باہر تھا۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء۔ ہم جیسے پر آپ نے بڑا احسان کیا،،

معارف اعظم گڑھ میں پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے اس مقالے کی اشاعت سے ان کی علمی پہچان میں اضافہ ہوا۔ برصغیر کے اساطین علم نے آپ کو اس علمی کاوش پر آپ کو خراج عقیدت پیش کیا، اور یہی مقالہ بعض میں کچھ اصلاح و ترمیم کے ساتھ۔ ''سیرت مجدد الف ثانی،، کی صورت میں کتابی شکل میں منظر عام پر آ گیا۔ معارف میں شائع شدہ ۹ قسطوں والا مقالہ بھی الگ سے اب کتابی صورت میں شائع ہو چکا ہے۔ اس اہم مقالہ کے مندرجات اور اہم عنوانات کی تلخیص کچھ اس طرح ہے۔

| نمبر شمار | عنوان مقالہ | ج | عدد | سن | صفحات |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | شیخ احمد سرہندی (مجدد الف ثانیؒ) (۱)<br>اس مقالہ میں خاندان شیخ مجدد، ولادت، تعلیم و تعلم، سفر اکبر آباد، نکاح، اکتساب باطنی، سفر دہلی دوسرا سفر دہلی، تیسرا سفر دہلی، چوتھا سفر دہلی کا ذکر کیا گیا ہے۔ | ۸۷ | ۶ | جون ۱۹۶۱ | ۴۰۵_۴۲۴ |

marfat.com
Marfat.com

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| ۲ | شیخ احمد سرہندی (مجدد الف ثانیؒ) (۲)<br>اس قسط میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے عہد کا پس منظر بیان کیا گیا ہے، اس مقالہ کے اہم عنوانات میں، اکبر اور اس کا عہد، اس کے عہد کو تین ادوار پر تقسیم کر کے ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ جائزہ لیا ہے۔<br>پہلا دور۔ ۱۵۵۶ء۔ ۱۵۷۹ء<br>دوسرا دور۔ ۱۵۷۹ء۔ ۱۵۷۸ء | ۸۸ | ۱ | جولائی ۱۹۶۱ | ۵_۲ |
| ۳ | شیخ احمد سرہندی (مجدد الف ثانیؒ) (۳)<br>اس قسط میں اکبر کے تیسرے دور ۱۵۸۲ء۔ ۱۶۰۵ء پر روشنی ڈالی گئی ہے اور اس دور کے بارے میں شیخ مجدد کی آراء کو بیان کیا گیا ہے۔ | ۸۸ | ۲ | اگست ۱۹۶۱ | ۱۰۴_۱۱۹ |
| ۴ | شیخ مجددؒ کے اصلاحی کارنامے (۴)<br>اس مقالہ میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اصلاحی کارناموں کو مختلف عنوانات کے تحت بیان کرتے ہوئے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ مثلاً وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود، شریعت و طریقت۔ | ۸۸ | ۳ | ستمبر ۱۹۶۱ | ۱۳۵_۱۸۰ |
| ۵ | شیخ مجددؒ کے اصلاحی کارنامے (۵)<br>اس مقالہ میں حضرت مجدد الف ثانی کی اصلاحی خدمات میں رد بدعات کے تحت حضرت مجددؒ کے اقوال و ارشادات رقم کئے ہیں اور آپ کی تعلیمات کو مدلل انداز میں پیش کیا گیا ہے | ۸۸ | ۴ | اکتوبر ۱۹۶۱ | ۲۶۵_۲۷۰ |
| ۶ | شیخ مجددؒ کے اصلاحی کارنامے (۶)<br>اس مقالہ کے مندرجات میں حضرت مجدد الف ثانی کے حالات میں واقعہ اسیری کے احوال قلم بند کئے ہیں، اس دوران آپ کی تعلیمات، مکاشفات، زمانہ اسیری کی مراسلت پر اظہار خیال کیا گیا ہے۔ | ۸۸ | ۵ | نومبر ۱۹۶۱ | ۳۴۷_۳۶۲ |

marfat.com

Marfat.com

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| ۷ | شیخ مجددؒ کے اصلاحی کارنامے (۷)<br>اس مقالہ میں حضرت مجدد الف ثانی کی نظر بند اور رہائی کے حوالے سے واقعات کو قلم بند کیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی اور جہانگیر کے تعلقات پر گفتگو کی ہے۔ اور اس حوالے سے جدید سوانح نگاروں مثلاً مولانا محمد میاں، صاحب کتاب '' علماء دیوبند کا شاندار ماضی ''، کی بعض آراء پر نقد بھی کیا ہے۔ | ۸۸ | ۶ | دسمبر ۱۹۶۱ | ۴۲۶_۴۳۷ |
| ۸ | شیخ احمد سرہندی (مجدد الف ثانیؒ) (۸)<br>اس مقالہ میں '' سانحہ ارتحال '' کے احوال و آثار کو قلم بند کیا گیا ہے۔ اسی مقالہ میں مقام شیخ مجدد کے عنوانات کے تحت مشاہیر، علماء صوفیاء اور اہل علم کی آراء کو پیش کیا گیا ہے۔ | ۸۹ | ۱ | جنوری ۱۹۶۲ | ۲۹_۴۲ |
| ۹ | شیخ احمد سرہندی (مجدد الف ثانیؒ) (۹)<br>اس کے ذیل میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اولاد و امجاد اور تصانیف شیخ مجدد پر اظہار خیال کیا گیا ہے۔ | ۸۹ | ۲ | فروری ۱۹۶۲ | ۱۳۶_۱۴۶ |

ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے اپنے مقالہ کی آخری قسط میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اولاد و امجاد کا ذکر کیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ساتویں صاحبزادے خواجہ محمد یحییٰ کے ذکر کے ضمن میں یہ لکھا ہے کہ

'' خواجہ محمد یحییٰ کی تصنیف تاریخ مبارک شاہی بڑی اہمیت رکھتی ہے۔

اور اس کتاب کی اہمیت کے بارے میں پیٹر ہارڈی اور ڈوسن کے اقتباس کو نقل کیا۔

مولانا غلام رسول مہر نے پروفیسر مسعود احمد کے حضرت مجدد الف ثانی پر مقالہ کو پسند فرمایا اور اس کو ہر لحاظ سے قابل قدر قرار دیا تاہم اس مقالہ میں ایک تاریخی ماخذ

marfat.com
Marfat.com

''تاریخ مبارک شاہی'' کے متعلق پروفیسر مسعود احمد صاحب کی غلطی کی تصحیح کرتے ہوئے لکھا:

حضرت مجدد پر جو مقالہ پروفیسر مسعود احمد صاحب نے تحریر فرمایا وہ ہر لحاظ سے قابل قدر ہے مگر تعجب ہے ممدوح کو تاریخ مبارک شاہی کے متعلق غلط فہمی ہوئی (فروری ص ۴۳) یہ کتاب خواجہ محمد یحییٰ بن حضرت مجددؒ کی نہیں بلکہ یحییٰ بن احمد بن عبداللہ کی ہے یقیناً وہ سرہندی تھے، مگر دوسرے شخص تھے جو کم و بیش دو سو سال پیشتر گزرے، حضرت مجددؒ کے والد ماجد کا اسم گرامی عبداللہ نہیں عبدالاحد تھا۔ مصنف مبارک شاہی نے خود لکھا ہے کہ جب سید مبارک شاہ تخت نشین ہوا تو میں اس کے پاس جانا چاہتا تھا۔ کوئی موزوں تحفہ موجود نہ تھا۔ یہ تاریخ لکھ کر لے گیا۔ مبارک شاہ کا سنہ جلوس ۸۲۴ھ ہے اور ۸۳۷ھ میں وہ مارا گیا، خواجہ محمد یحییٰ کی تاریخ ولادت ۱۰۲۴ھ ہے یقین ہے کہ پروفیسر صاحب باپ بیٹے کے ناموں میں اشتراک کے باعث غلط فہمی کا شکار ہوئے، اس پر وطنیت کا اشتراک مستزاد ہوا اور وہ دوسرے متعلقہ امور پر غور نہ فرما سکے۔

marfat.com

Marfat.com

# تحریک مجدد کا دفاع اور معارف

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی ذات اور آپ کی تحریری و اصلاحی کاوشوں پر نقد ہوا تو اس کا اولین جواب اور تردید بھی معارف اعظم گڑھ میں ہی شائع ہوئی، ڈاکٹر سید اطہر عباس رضوی نے ایک کتاب۔

**Muslim Revivalists Movement Northern India in 1674 & 17 Centuries**

یعنی سولہویں اور سترہویں صدی میں شمالی ہند میں مسلمان مجددوں کی تحریکیں کے نام سے شائع کی یہ کتاب دراصل ڈی لٹ کی ڈگری کے لیے آگرہ یونیورسٹی میں پیش کی گئی جس سے مصنف سرفراز بھی کیئے گئے۔

اس کتاب کے نام سے دھوکا ہوتا ہے کہ مصنف نے سولہویں اور سترہویں صدی عیسوی میں شمالی ہند کے مسلمان مجددوں کی مذہبی تحریکوں کا تحقیقی جائزہ لیا ہوگا، لیکن بقول سید صباح الدین عبدالرحمٰن، اس کے مطالعہ کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ اس کا اصل مقصد حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف زہر افشانی ہے۔ جس سے عام مسلمانوں اور خصوصاً حضرتِ مجدد الف ثانی کے عقیدت مندوں اور ان کے مسلک کے پیرووں کی پوری دل آزاری اور ایذا رسانی ہوئی ہے۔ مصنف نے اپنے اس مقصد کی تکمیل کے لیے تاریخی تحقیقات کی آڑ لی ہے لیکن ان کی تحقیقات کی حیثیت وہی ہے جو کسی وکیل کے جھوٹے مقدمہ کی شہادتوں کی پُرفریب ترتیب کی ہوا کرتی ہے،،۔

marfat.com
Marfat.com

پھر شبیر احمد خان غوری نے ایک مقالہ میں اور سید صباح الدین عبدالرحمٰن نے چار ضخیم قسطوں میں اس تحقیقی مقالہ کا ناقدانہ جائزہ لیا اور حضرت مجدد الف ثانی پر ڈاکٹر اطہر عباس رضوی کے الزامات کا رد کیا ہے۔

مولانا شاہ ابوالحسن فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''حضرت مجدد الف ثانی اور ان کے ناقدین،، میں ڈاکٹر سید اطہر عباس رضوی شیعی کی کتاب پر جو کچھ نقد درج کیا ہے وہ معارف اعظم گڑھ میں سید صباح الدین عبدالرحمٰن اور شبیر احمد خان غوری کے مقالات کی تلخیص ہے، فاروقی صاحب لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سید صباح الدین عبدالرحمٰن صاحب اور شبیر احمد خان صاحب غوری کو کامل اجر دے کہ انہوں نے رضوی صاحب کے مکائد اور بُرے عزائم کا پردہ چاک کیا۔ (ص ۳۹۱)

اپریل ۱۹۸۶ء کے شمارے میں جناب محمد اسحاق صاحب اسماعیل نے، حضرت مجدد الف ثانیؒ اور فیضی اور ابوالفضل کے تعلقات و اختلافات پر ایک اجمالی نظر کے عنوان سے مقالہ لکھا۔ ایک اور مقالہ میں معروف صوفی مولانا غلام محمد صاحب نے ''وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود نزاع لفظی ہے،، کے عنوان سے ایک مقالہ قلم بند کیا۔ جس میں وحدۃ الوجود کی تاریخ، مختلف صوفیاء کرام کے ارشادات اور وحدۃ الشہود کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی کے اقوال و فرمودات کو بیان کرتے ہوئے ان دونوں میں تطبیق کی کوششوں کا جائزہ لیا، اور اس ضمن میں اپنے تجربات و مشاہدات سے اس مسئلہ

marfat.com

Marfat.com

کے حل کی راہ نکالی ہے۔

جناب شمیم طارق صاحب نے ،،امام ربانی مجدد الف ثانی اور ٹیپو شہید،، کے عنوان پر مقالہ لکھا جو معارف مارچ ۲۰۰۲ء میں اشاعت پذیر ہوا۔ مقالہ نگار نے ثابت کیا کہ، سلطان ٹیپو شہید پر حضرت امام ربانی کی تعلیمات و نگارشات کے گہرے اثرات مرتب ہوئے، مقالہ نگار نے Wellesley Papers کی مدد سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ سلطان شہید احیائے اسلام کے حامیوں میں تھے اور اکثر امام ربانی کے مکتوبات و نگارشات کے حوالے دیا کرتے تھے۔

جناب اورنگزیب اعظم نے اپنے مقالہ مطبوعہ (مکتوبات امام ربانی، اعلاعربی) معارف اگست ۲۰۰۸ء، میں مکتوبات امام ربانی کی عربی عبارتوں اور ان کی معنویت کو اجاگر کیا ہے۔ الغرض معارف اعظم گڑھ میں ایک وسیع ذخیرہ حضرت مجدد اور آپ کی تحریک کی خدمات پر موجود ہے جس میں امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے افکار و نظریات، اور اصلاحی خدمات کو اجاگر کیا گیا ہے۔

## ماہنامہ معارف (اعظم گڑھ) میں حضرت مجدد اور تحریک مجدد پر مقالات کا اشاریہ

| نمبر شمار | مقالہ نگار | عنوان مقالہ | جلد | عدد | سن | صفحات |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | پروفیسر محمد مسعود احمد ایم۔اے حیدرآباد | شیخ احمد سرہندی قسط (مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) | ۸۷ | ۶ | جون ۱۹۶۱ | ۴۰۵۔۴۲۴ |
| ۲ | پروفیسر محمد مسعود احمد ایم۔اے حیدرآباد | شیخ احمد سرہندی قسط (مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) | ۵۸ | ۱ | جولائی ۱۹۶۱ | ۵۔۱۲ |

marfat.com

Marfat.com

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۳ | پروفیسر محمد مسعود احمد ایم۔اے حیدرآباد | شیخ احمد سرہندی قسط (مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) | ۸۸ | ۲ | اگست ۱۹۶۱ | ۱۱۹_۱۰۴ |
| ۴ | پروفیسر محمد مسعود احمد ایم۔اے حیدرآباد | شیخ مجدد کے اصلاحی کارنامے | ۸۸ | ۳ | ستمبر ۱۹۶۱ | ۱۷۰_۱۶۵ |
| ۵ | پروفیسر محمد مسعود احمد ایم۔اے حیدرآباد | شیخ مجدد کے اصلاحی کارنامے | ۸۸ | ۴ | اکتوبر ۱۹۶۱ | ۲۸۰_۲۶۵ |
| ۶ | پروفیسر محمد مسعود احمد ایم۔اے حیدرآباد | شیخ مجدد کے اصلاحی کارنامے | ۸۸ | ۵ | نومبر ۱۹۶۱ | ۳۳۶_۳۲۷ |
| ۷ | پروفیسر محمد مسعود احمد ایم۔اے حیدرآباد | شیخ مجدد کے اصلاحی کارنامے | ۸۸ | ۶ | دسمبر ۱۹۶۱ | ۴۳۷_۴۲۶ |
| ۸ | پروفیسر محمد مسعود احمد ایم۔اے حیدرآباد | شیخ مجدد کے اصلاحی کارنامے | ۸۹ | ۱ | جنوری ۱۹۶۲ | ۴۲_۲۹ |
| ۹ | پروفیسر محمد مسعود احمد ایم۔اے حیدرآباد | شیخ مجدد کے اصلاحی کارنامے | ۸۹ | ۲ | فروری ۱۹۶۲ | ۱۴۶_۱۳۶ |
| ۱۰ | مولانا غلام رسول مہر | تصحیح واستدراک بر مقالہ شیخ مجدد کے اصلاحی کارنامے | ۸۹ | ۳ | مارچ ۱۹۶۲ | ۲۳۵_۲۲۳ |
| ۱۱ | سید صباح الدین عبدالرحمٰن | شذرات | ۹۷ | ۱ | جنوری ۱۹۶۶ | ۳_۲ |
| ۱۲ | سید صباح الدین عبدالرحمٰن | سولھویں اور سترھویں صدی میں شمالی ہند میں مسلمان مجددوں کی تحریکیں | ۹۷ | ۳ | مارچ ۱۹۶۶ | ۱۹۴_۱۷۰ |
| ۱۳ | شبیر احمد خان غوری | سولھویں اور سترھویں صدی میں شمالی ہند میں مسلمان مجددوں کی تحریکیں | ۹۷ | ۵ | مئی ۱۹۶۶ | ۳۵۰_۱۶۵ |
| ۱۴ | سید صباح الدین عبدالرحمٰن | سولھویں اور سترھویں صدی میں شمالی ہند میں مسلمان مجددوں کی تحریکیں | ۹۸ | ۳ | ستمبر ۱۹۶۶ | ۲۰۶_۱۸۴ |

marfat.com

Marfat.com

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۵ | سید صباح الدین عبدالرحمٰن | سولھویں اور سترھویں صدی میں شمالی ہند میں مسلمان مجددوں کی تحریکیں | ۹۸ | ۴ | اکتوبر ۱۹۶۶ | ۲۶۵_۲۴۵ |
| ۱۶ | سید صباح الدین عبدالرحمٰن | سولھویں اور سترھویں صدی میں شمالی ہند میں مسلمان مجددوں کی تحریکیں | ۹۸ | ۵ | نومبر ۱۹۶۶ | ۳۴۶_۳۲۵ |
| ۱۷ | جناب محمد اسحاق اسماعیل | حضرت مجدد الف ثانی اور فیضی و ابوالفضل کے تعلیمات واختلاف پر ایک اجمالی نظر | ۱۳۷ | ۴ | اپریل ۱۹۸۶ | ۳۰۰_۲۸۹ |
| ۱۸ | مولانا غلام محمد | کیا وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود نزاع لفظی ہے؟ | ۱۴۴ | ۲ | اگست ۱۹۸۹ | ۱۰۰_۸۵ |
| ۱۹ | شمیم طارق | امام ربانی مجدد الف ثانی اور ٹیپو شہید | ۱۶۹ | ۳ | مارچ ۲۰۰۲ | ۲۳۲_۲۱۱ |
| ۲۰ | اورنگ زیب اعظمی | مکتوبات امام ربانی، اعلاعربی میں | ۱۸۲ | ۲ | اگست ۲۰۰۸ | ۱۴۵_۱۳۴ |

## تبصرہ کتب

| | نام کتاب | مؤلف و مصنف | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۲۲ | وحدت الوجود والشہود پاک اکیڈیمی گولیمار کراچی۔ص ۱۶۰ | ثناء الحق | ۹۳ | ۱ | جولائی ۱۹۶۴ | ۱۴۰ |
| ۲۳ | اثبات النبوۃ اعلیٰ کتب خانہ کراچی۔ص ۱۱۲ | مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی | ۹۸ | ۵ | نومبر ۱۹۶۶ | ۱۱۲ |
| ۲۴ | مبدا و معاد ادارہ مجددیہ کراچی۔ ص ۲۲۴ | مترجم سید زوار حسین شاہ | ۱۰۳ | ۴ | اپریل ۱۹۶۹ | ۲۲۴ |

marfat.com
Marfat.com

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۲۵ | دین الٰہی اور اس کا پس منظر ندوۃ المصنفین جامع مسجد دہلی۔ ص ۲۴۰ | پروفیسر محمد اسلم | ۱۰۷ | ۴ | اپریل ۱۹۷۱ | ۲۴۰ |
| ۲۶ | مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی دفتر اول حصہ اول مکتبہ نشاۃ ثانیہ حیدر آباد۔ ص ۳۲۸ | مولانا قاضی عالم الدین | ۱۰۹ | ۴ | اپریل ۱۹۷۲ | ۳۲۸ |
| ۲۷ | Akbar and Religion ادارہ ادبیات دہلی۔ ص ۴۷۰ | پروفیسر خلیق احمد نظامی | ۱۴۹ | ۱ | جنوری ۱۹۹۲ | ۴۷۰ |
| ۲۸ | تصوف اور شریعت مجدد الف ثانی کے افکار کا مطالعہ MMI دہلی۔ ص ۲۰۸ | ڈاکٹر محمد عبد الحق انصاری مترجم مفتی محمد مشتاق احمد تجاوری | ۱۷۱ | ۵ | مئی ۲۰۰۳ | ۲۰۸ |

marfat.com
Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ

# حضرت مجدد الف ثانی

# کا دعوتی منہج و اسلوب

ڈاکٹر محمد اکرم ورک

marfat.com

Marfat.com

# حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا دعوتی منہج واسلوب

ڈاکٹر محمد اکرم ورک

شعبہ علومِ اسلامیہ

گورنمنٹ ڈگری کالج پیپلز کالونی

گوجرانوالہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد نبوت کا دروازہ تو ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا ہے، تاہم قرآن نے دعوت وتبلیغ اور بنی نوع انسان کی ہدایت کی ذمہ داری پوری امتِ محمدیہ پر ڈال دی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر یہ ذمہ داری امت کے علماء پر عائد کی اور ان کے دعوتی کردار کو علمائے بنی اسرائیل کے مماثل قرار دیا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ آپ نے یہ بھی فرمایا:

ان اللّٰہ عزوجل یبعث لھٰذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدّد لھا دینھا"[1]

"بے شک اللہ تعالیٰ ہر صدی کے اختتام پر اس امت میں ایک ایسا فرد پیدا فرمائے گا جو اس دین کی تجدید کرے گا۔"

---

[1] ''سنن ابی داؤد''، کتاب الملاحم، باب ما یذکر فی قرن المائۃ، ح:۴۲۹۱

marfat.com

Marfat.com

اسلام چونکہ ایک ایسا دین ہے جو قیامت تک کے لیے ہے اس لیے ایک مناسب وقفے کے بعد امت کے لیے ایسے افراد کا وجود ناگزیر ہو جاتا ہے، جو ایک طرف تو اسلامی احکام کی تشریح و تعبیر عصرِ حاضر کے احوال و ظروف میں کرنے کی خداداد صلاحیتوں سے مالا مال ہوں اور دوسری طرف دینِ اسلام میں در آنے والی بدعات پر تنقید کر کے اسلام کی صحیح تعلیمات کو اجاگر کرنے کا فریضہ بھی انجام دیں۔ تاریخ اسلام پر نظر رکھنے والے اہلِ علم جانتے ہیں کہ اللہ تعالی نے اپنی حکمت کے مطابق تجدید و احیائے دین کا یہ کام بسا اوقات ایک فرد سے لیا تو کبھی پوری جماعت سے۔ کسی دور میں تجدید و احیائے دین کی تحریک محض کسی خاص علاقے کی ضرورت تھی تو بسا اوقات یہ ضرورت پورے عالم اسلام کی تھی۔

## شیخ مجددؒ کی دعوتی کوششوں کا تاریخی پس منظر:

شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی ؒ (۹۷۱۔۱۰۳۴ھ / ۱۵۶۳۔۱۶۲۴ء) کے دور کا تنقیدی مطالعہ اس حقیقت کو مبرہن کرنے کے لیے کافی ہے کہ اس وقت تجدیدِ دین کی ایک عالمگیر تحریک کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی تھی، اور بجا طور پر شیخ مجددؒ کے تجدیدی کارناموں اور دعوتی کوششوں نے اس ضرورت کو بطریق احسن پورا کیا۔

شیخ مجددی کی تحریک اتنی ہمہ جہت اور بھرپور تھی کہ اپنے عالمگیر اثرات کی وجہ سے تاریخ اسلام میں اس کی کوئی مثال کم ہی ملتی ہے۔ شیخِ مجددؒ کے اصل نام کے بجائے ''مجددِ الفِ ثانیؒ'' کا زبان زدِ عام لقب دراصل آپؒ کی عالمگیر دعوتی کوششوں کا اعتراف اور اس حقیقت کا اقرار ہے کہ اسلام کی گزشتہ ایک ہزار سالہ تاریخ میں تجدیدِ

marfat.com

Marfat.com

دین کا جو کارنامہ شیخ مجددؒ نے انجام دیا ہے، وہ سب سے بڑھ کر ہے۔ شیخ احمد سرہندیؒ کی کامیاب اور مقبولِ عام کوششوں کے نتیجے میں پورے عالمِ اسلام اور خاص طور پر برِصغیر میں اسلام کو نئی زندگی نصیب ہوئی۔ شیخ مجددؒ نے تجدید و احیائے دین کا جو عظیم الشان کام انجام دیا اس کی صحیح قدر و قیمت اسی وقت واضح ہو سکتی ہے جب اس پس منظر اور ماحول کو سمجھا جائے جس میں یہ کارنامہ انجام دیا گیا ہے۔

## ہندوستان کی داخلی صورتِ حال:

اسلام کی پہلی ہزاری کے اختتام پر عالمِ اسلام اور خاص طور پر برِصغیر کی جو صورتِ حال تھی اس کے تاریخی مطالعہ کے بعد جو منظر ابھر کر ہمارے سامنے آتا ہے، وہ بڑا زلزلہ انگیز تھا۔ اسلام داخلی اور خارجی فتنوں کی زد میں تھا اور اپنے اصل تشخص سے بڑی تیزی کے ساتھ محروم ہو رہا تھا۔ داخلی فتنوں میں نام نہاد صوفیہ کی تعلیمات اسلامیانِ ہند کے لیے گمراہی کا سبب بن رہی تھیں۔ کچھ نام نہاد اہلِ تصوف ہندو فلسفہ کو اسلام کے پیراہن میں پیش کر رہے تھے۔ عوام الناس اور کم علم لوگ شریعت و طریقت کو دو متوازی دھارے سمجھ کر شدید گمراہی میں مبتلا ہو رہے تھے۔ شیخ مجددؒ سے پہلے کی پوری ایک صدی وحدۃ الوجودی صوفیہ کے عروج کی صدی کہی جا سکتی ہے۔ جب "بدعتِ حسنہ" کے نام پر ہر طرف بدعاتِ ضلالہ کا سیلاب بہہ رہا تھا۔

اس دور میں ہندوستان میں جو تحریکیں سخت انتشار انگیز اور اسلامیت کے لیے خطرناک اور باعثِ تخریب تھیں۔ ان میں سے ایک ذکری عقیدہ اور فرقہ ہے، جس کی بنیاد نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفِ اوّل پر اختتام اور الفِ ثانی کے لیے ایک نئی

marfa.com
Marfat.com

نبوت اور ہدایت کے آغاز پر ہے۔ یہ تحریک بلوچستان میں پھلی پھولی اس فرقہ کا بانی ملا محمد ۹۷۷ھ کو بمقام اٹک پیدا ہوا۔ دوسری تحریک جس نے اسلامیان ہند کو اس وقت شدید اضطراب میں مبتلا کیا وہ ہندوستان میں ''فرقہ روشنائیہ'' کا ظہور تھا اس فرقہ کا بانی بایزید المعروف ''پیر روشن'' تھا۔ یہ وحدہ الوجود کا قائل تھا اور نبوت کا دعوی دار تھا۔ اس دور کی ایک اور بڑی زلزلہ انگیز تحریک ''مہدویت'' تھی۔ جس کے بانی سید محمد جونپوری تھے انہوں نے مہدی ہونے کا دعوی کیا، وہ اگرچہ ۹۱۰ھ میں فوت ہو گئے لیکن اس تحریک کے اثرات پوری ایک صدی تک باقی رہے۔ اس تحریک کے اثرات ہندوستان اور افغانستان تک جا پہنچے۔

دسویں صدی کے وسط میں احمد نگر کے والیٔ سلطنت برہان نظام شاہ نے شیخ طاہر بن رضی اسماعیلی قزوینی کے اثر سے، جو ایران سے شاہ اسماعیل صفوی کے خوف سے بھاگ کر آئے تھے، شیعہ مذہب قبول کر لیا اور خلفائے ثلاثہ پر علی الاعلان تبرّا کرنے کا حکم دیا۔ دوسری طرف میر شمس الدین عراقی نے کشمیر میں بڑی سرگرمی سے شیعہ مذہب پھیلایا۔ خود ۹۵۰ھ میں مغل بادشاہ ہمایوں کی فوجی امداد کے لیے عازم ایران ہوا۔ ایران میں شاہ طہماسپ نے ہمایوں کو تشیع قبول کرنے کی دعوت دی، ہمایوں اگرچہ شیعہ نہ ہوا تاہم اس کے دل میں شیعہ کے لیے نرم گوشہ پیدا ہوا۔ ہندوستان کے داخلی حالات کا یہ ایک مختصر سا منظر ہے جو ہم نے اپنے قارئین کی خدمت میں پیش کیا ہے۔

## روایتی مذاہب پر تنقید کا عالمی رجحان:

دوسری طرف عالمی سطح پر بھی مذہب کے حوالے سے نئے رجحانات مذہبی حلقوں میں

marfat.com

Marfat.com

اضطراب پیدا کر رہے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی دور اور اس دور کا انسانی معاشرہ بہتے ہوئے دریا کی طرح ہوتا ہے جس کی ہر موج دوسری موج سے متصل اور مربوط ہوتی ہے۔ اس لیے کوئی ملک خواہ وہ دنیا سے کتنا ہی کٹا ہوا کیوں نہ ہو گرد و پیش میں آنے والے اہم واقعات، علمی اور فکری تحریکوں سے یکسر غیر متاثر نہیں رہ سکتا۔ اس دور میں دنیا کے فکری محاذ پر دو بڑی اہم تحریکوں کا ظہور ہوا، ان میں سے ایک اہل نقطہ یا ''نقطوی تحریک'' ہے۔ اس مذہب کا ظہور ایران میں ہوا، محمود پسیخوانی گیلانی نے استر آباد میں ۸۰۰ھ میں اس نئے مذہب کا اعلان کیا۔ یہ ۸۳۲ھ میں فوت ہوا، دسویں اور گیارھویں صدی ہجری میں اس فرقے نے بڑا زور پکڑا۔ ان لوگوں کا نقطہ نظر یہ تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف عربوں کے رسول ہیں اور ان کی نبوت صرف ایک ہزار سال کے لیے تھی اور اب دوسری ہزاری میں سیادت اور قیادت اہلِ عجم کے لیے مقدر ہو چکی ہے۔ نقطویوں کے نزدیک نبوتِ محمدی اپنی مدت پوری کر چکی تھی اور دین اسلام منسوخ ہو چکا تھا، لہٰذا دنیا کو ایک نئے دین کی ضرورت تھی۔

ایران میں شاہ عباس نے ۱۰۰۲ھ میں نقطویوں کا وسیع پیمانے پر قتل عام کروایا، یہ لوگ بھاگ کر ہندوستان آ گئے ان میں مولانا حیاتی کاشی بھی تھے، جو ۹۹۳ھ میں احمد نگر میں موجود تھے۔ اسی طرح شریف آملی جو نقطوی فرقہ کا بڑا عالم تھا، بھی ہندوستان چلا آیا، اکبر اس کا بڑا معتقد تھا۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ میر شریف آملی نے محمود پیسخوانی کی تحریروں سے ثبوت پیش کر کے اکبر کو ''دین الٰہی'' کے اختراع کی ترغیب دی۔ اس نے محمود پیسخوانی کی پیش گوئی بیان کی کہ ۹۹۰ھ میں ایک شخص ظاہر ہو گا جو دین باطل مٹا کر دین حق قائم کرے گا۔ اکبر نے ہزاری منصب دے کر اسے اپنے مقربین کے زمرہ میں

marfat.com

Marfat.com

شامل کرلیا۔ بنگالہ میں اسے دین الٰہی کا داعی مقرر کیا۔ وہ اکبر کے چار مخلص ترین یاروں میں شامل تھا۔ ابوالفضل بھی نقطوی تحریک سے متاثر تھا۔ ابوالفضل کو گمراہ کرنے میں بنیادی کردار شریف آملی ہی کا تھا۔ اکبر کی خواہش پر ملا عبدالقادر بدایونی نے مہابھارت کا فارسی میں ترجمہ کیا، جس کے دیباچے میں ابوالفضل نے اکبر کے لیے جو القابات استعمال کیے ہیں، وہ صرف انبیا ہی کے لائق ہیں۔ [۱] اکبر درحقیقت نبوت ہی کا دعوی دار تھا، تاہم شدید عوامی ردِعمل کے خوف سے اس نے اس کا عام اعلان نہیں کیا۔ تاریخ کے تجزیاتی مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نقطوی تحریک ہی ''دین الٰہی'' کی بنیاد ہے اور ان میں باہم بہت سی اقدار مشترک ہیں۔ [۲]

قرائن سے واضح ہوتا ہے کہ ایک اور تحریک جس سے غالباً اکبر متاثر ہوا وہ مارٹن لوتھر

---

۱۔ اسی دیباچے میں ابوالفضل نے اکبر کے لیے اس طرح کے القاب وضع کیے ہیں، مثلاً: ''سلطان عادل و برہان کامل''، ''دلیل قاطع خدادانی و حجت ورحمت روحانی''، قافلہ سالار حقیقی و مجازی'' پیشوائے خداشناساں ومقتدائے بدی اساساں''؛ ''قبلہ خدا آگاہان''؛ ''پردہ بر انداز اسرار غیبی و چہرہ کشائے صورت لاریبی''، ''قاسم ارزاق بندگان الٰہی''، ''ہادی علی الاطلاق ومہدی استحقاق''۔ (دیباچہ ''مہابھارت'' بحوالہ: ''تحریک نقطوی اور ''دین الٰہی'' پر اس کے اثرات'' ماہنامہ ''معارف'' اعظم گڑھ انڈیا، جلد: ۱۷۰، شمارہ: ۱، جولائی ۲۰۰۲ء)

۲۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

''تحریک نقطوی اور'' دین الٰہی'' پر اس کے اثرات'' ماہنامہ ''معارف'' اعظم گڑھ انڈیا، جلد: ۱۷۰، شمارہ: ۱، جولائی ۲۰۰۲ء

marfat.com

Marfat.com

(۱۴۸۳ـ۱۵۴۶ء) کی تحریک ہے۔ مارٹن لوتھر پروٹسٹنٹ فرقہ کا بانی تھا جسے جدید عیسائیت میں ''مجتہدِ مطلق'' سمجھا جاتا ہے۔ مارٹن لوتھر نے عیسائی مذہب کے بنیادی تصورات کی چولیں ہلا کر رکھ دیں اور عقلی بنیادوں پر دین کی نئی تعبیر پیش کی، اگر ان تاریخی حوالوں کو پیش نظر رکھا جائے جن کے مطابق اکبر کے دربار میں عیسائی علما کا ایک مستقل گروہ اقامت پذیر تھا اور تورات و انجیل کے فارسی تراجم بھی خاص طور پر بادشاہ کے لیے حاصل کیے گئے تو اس بات میں کوئی شک نہیں رہ جاتا کہ اکبر عیسائی مذہب میں برپا ہونے والی پروٹسٹنٹ تحریک سے پوری طرح آگاہ تھا اور وہ اسلام میں بھی اسی نوعیت کی تبدیلیوں کا خواہاں تھا۔ اسی پس منظر میں ملا مبارک نے بادشاہ کے لیے ۹۸۷ھ میں ''مجتہد مطلق'' کا منصب تخلیق کیا، تاکہ بادشاہ اپنی مرضی سے مذہب کی ''تشکیل نو'' کر سکے۔ ہندوستان اور عالمی سطح پر مذہب کے حوالے سے جنم لینے والے شکوک وشبہات کے تناظر میں حضرت مجددؒ کی تحریکِ دعوت کو درپیش چیلنجز کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

## شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی دعوتی کوششیں، دائرہ کار اور اثرات:

ہندوستان میں شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کئی محاذ فوری توجہ کے متقاضی تھے۔ ایک تو یہ کہ نام نہاد صوفیہ کی پھیلائی ہوئی گمراہیوں کا قلع قمع کر کے اسلام کو اس کی اصل اور حقیقی شکل وصورت میں پیش کیا جائے۔ شیخ مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مکتوبات میں ''بدعت حسنہ'' کے تصور کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا اور اس طرزِ فکر کو دین

marfa.com

Marfat.com

کی بنیادیں منہدم کرنے کے مساوی قرار دیا۔ ۱

بدعات کے رد میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی کوششوں نے اسلامیانِ ہند اور مقابل صوفیہ پر جو اثرات مرتب کیے اس کے لیے یہاں ہم صرف ایک مثال بیان کرنے پر اکتفا کریں گے۔ چشتی نظامی سلسلے کے مشہور شیخ شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی (م ۱۱۴۲ھ) نے اپنے خلیفہ خاص حضرت شیخ نظام الدین اورنگ آبادی کو جو خطوط لکھے ہیں ان میں بعض خطوط میں ہدایت کی ہے کہ چونکہ اس وقت بادشاہ کے ساتھ اورنگ آباد میں مجددی خاندان کے صاحبزادے بھی ہیں اس لیے سماع وقوالی کی مجلس منعقد کرنے میں احتیاط برتی جائے مبادا کہ ان حضرات کو گرانی اور تکدر ہو۔ ۲ جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی دعوتی کوششوں کے نتیجے میں صوفیہ کے طرزِ عمل میں نمایاں تبدیلی پیدا ہوئی۔

وحدۃ الوجود کا عقیدہ مسلمان صوفیہ میں ہمیشہ موجود رہا ہے، یہ عقیدہ اصلاً راہِ سلوک کی منازل میں سے ایک منزل ہے، راہِ سلوک کے مبتدی کے لیے اس کی حقیقت کو سمجھنا آسان نہیں، جب بعض غیر محتاط صوفیہ نے عوامی سطح پر اس عقیدے کی تبلیغ شروع کی تو اس سے طرح طرح کی غلط فہمیوں کا پیدا ہونا فطری بات تھی اس لیے حضرت مجددؒ کے سامنے دوسرا محاذ یہ تھا کہ وحدۃ الوجودی صوفیہ کے نقطۂ نظر کو اس انداز میں علمی تنقید کا نشانہ بنایا جائے کہ اہل تصوف کی حرمت بھی قائم رہے اور شریعت کا دامن بھی تار تار نہ ہونے

---

۱۔ ''مکتوباتِ امامِ ربانی''، دفتر سوم، مکتوب: ۱۸۶، بنام خواجہ عبدالرحمٰن کابلی

۲۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی ''تاریخ مشائخ چشت''، صفحہ ۴۱۸۔۴۱۹

marfat.com

Marfat.com

پائے، اور حق یہ ہے کہ شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اس نازک منصب کو جس طرح نبھایا ہے، وہ بے مثال ہے۔ شیخ مجددؒ نے جس اسلوب میں شریعت و طریقت کے باہم لازم و ملزوم ہونے کے اصل اسلامی تصور کو پھر سے دریافت کیا ہے اس پر امت مسلمہ ہمیشہ ان کی احسان مند رہے گی۔ آپؒ نے شریعت کو طریقت کی لونڈی سمجھنے والے نام نہاد صوفیہ پر شدید تنقید کی اور دلائل سے ثابت کیا کہ طریقت، شریعت کے تابع اور اس کی خادم ہے۔ حضرت مجددؒ کی دعوتی کوششوں سے اہل تصوف کے طرزِ عمل میں بھی نمایاں تبدیلی پیدا ہوئی۔

تیسرا محاذ رافضی فتنہ کا تھا جس کے تیزی سے پھیلتے ہوئے اثرات کو روکنا ضروری تھا۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تبلیغی دوروں میں رافضی فتنے کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا اور اس کے اثرات کو روکنے کی کامیاب کوشش کی۔ آپ نے اہل سنت کے عقائد کی حقانیت کو اپنے مکتوبات میں جابجا دلائل قطعیہ سے واضح کیا۔ جس کی مکمل تفصیل مکتوباتِ امام ربانیؒ میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

چوتھا محاذ نبوتِ محمدی کی ابدیت پر چھائے ہوئے شکوک و شبہات کے گہرے بادل تھے جن کی تاریکیوں میں مسلسل اضافہ ہی ہو رہا تھا، یہ فتنہ بھی آپؒ کی فوری توجہ کا متقاضی تھا۔ اگرچہ اسلامیانِ ہند کے لیے اسلام کو دوبارہ بازیاب کرنا، نام نہاد صوفیا کے برعکس روشن دلائل سے طریقت پر شریعت کی برتری ثابت کرنا اور وحدۃ الوجود کے عقیدہ کا فیصلہ کن علمی تعاقب آپؒ کے عظیم تجدیدی کارنامے ہیں لیکن ان تمام کارناموں میں سے آپؒ کا سب سے بڑا کارنامہ، جس کے جلو میں باقی سب کارنامے چلتے ہوئے نظر آتے ہیں، نبوتِ محمدی کی ابدیت کو ثابت کرنا اور عامۃ الناس کو اس عقیدے پر مستحکم کرنا

marfat.com
Marfat.com

ہے۔ شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ ''اثبات النبوۃ'' کو اسی پس منظر میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔ آپؒ نے اس رسالے میں نبوتِ محمدی کی ابدیت پر وارد کیے جانے والے اعتراضات کا خالص علمی انداز میں جائزہ لیا ہے۔ اکبر کے اسلام دشمنی پر مبنی رویے کی بنا پر ہندوستان ضلالت اور گمراہی کا مرکز بن چکا تھا اور حکومتی سر پرستی میں جس طرح اسلامی اقدار کا تمسخر اڑایا جا رہا تھا اس نے اسلامیانِ ہند کو شدید کرب میں مبتلا کر رکھا تھا۔

اس وقت اگر حالات کی رفتار یہی رہتی اور اس کا راستہ روکنے والی کوئی طاقتور شخصیت یا کوئی انقلاب انگیز واقعہ پیش نہ آتا تو عالمِ اسلام اور بالخصوص ہندوستان کا انجام اندلس سے مختلف نہ ہوتا۔ اس دور کا تاریخی جائزہ لینے کے بعد یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ داعیانِ اسلام اور حق پرست علماء کے لیے یہ دور بڑا ہی فتنہ پرور اور صبر آزما تھا۔ سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول حضرت شیخ مجددؒ کے سامنے اصلاحِ احوال کے ممکنہ طریقے تین ہی تھے:

☆ ایک، شیخ مجدد ملک وقوم کو اس کے حال پر چھوڑ کر گوشہ نشین ہو جاتے۔ طالبینِ حق کی تربیت کرتے اور ذکر وفکر کے اندر مشغول رہ کر خلقِ خدا کو روحانی فوائد پہنچاتے۔ اور اس عہد کے ہزاروں علما ومشائخ اس طرزِ عمل پر کار فرما تھے، ملک میں ہزاروں خانقاہیں یہ خدمت خاموشی اور یکسوئی سے انجام دے رہی تھیں۔ لیکن یہ چیز حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی افتادِ طبع اور اس بلند منصب کے خلاف تھی جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو سرفراز فرمایا تھا۔ آپؒ روایتی پیری مریدی کے قائل نہ تھے اور سچی بات تو یہ ہے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو عوام الناس میں جو عزت ووقار اور احترام حاصل تھا اگر آپؒ روایتی پیری مریدی پر اتر آتے تو بلا مبالغہ آپؒ کے ارد گرد مریدین کا جمِ غفیر جمع ہو

marfat.com
Marfat.com

جاتا۔

☆حضرت شیخ مجددؒ کے پاس دوسرا آپشن (Option) یہ تھا کہ بادشاہِ وقت کی اسلام دشمنی، جس کے سینکڑوں دلائل موجود تھے، کے خلاف مسلح محاذ آرائی کرتے اور اپنے ہزاروں بااثر مریدوں کی قیادت فرماتے ہوئے سلطنت کے اندر انقلاب برپا کر دیتے۔ یہ ایک سیاسی ذہنیت رکھنے والے کوتاہ نظر داعی یا قائد کا طرزِ عمل تو ہوسکتا ہے جو دعوت اور نصیحت پر محاذ آرائی کو ترجیح دیتا ہے اور اپنی بدتدبیری سے حکومت اور اہلِ اقتدار کو اپنا حریف اور مدمقابل بنالیتا ہے اور نتیجہ کے طور پر غلبۂ دین کے امکانات کو محدود اور تنگ کر لیتا ہے، لیکن حضرت مجدد صاحبؒ جیسے دور اندیش اور داعیانہ مزاج رکھنے والے شخص کے لیے اس راہ کو اختیار کرنا ممکن نہ تھا جس میں وقتی طور پر کامیابی کے امکان کے باوصف خلقِ خدا کے لیے جانی نقصان اور ملک میں شدید انتشار کا اندیشہ تھا۔

☆حضرت مجددؒ کے پاس تیسرا آپشن (Option) یہ تھا کہ آپؒ ارکانِ سلطنت اور اُمراء سے تعلقات استوار کرتے اور ان کی دینی حمیت کو ابھارتے اور انھیں بادشاہ کو نیک مشورہ دینے پر آمادہ کرتے اور اس ذریعے سے بادشاہ کی رگِ اسلامیت کو بیدار کرنے کی کوشش کرتے اور خود ہر طرح کے جاہ و منصب سے کامل استغناء کا ثبوت دیتے کہ آپؒ کا کوئی شدید ترین مخالف بھی آپؒ پر جاہ طلبی اور حصول اقتدار کی تہمت نہ لگا سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داعیانہ زندگی کو حرزِ جاں بنانے والا ایک سچا داعی وقتی کامرانیوں کے بجائے مستقبل پر نظر رکھتا ہے اور مدعو کی ہدایت سے مایوس نہیں ہوتا، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدۂ حدیبیہ کے موقع پر ایسی شرائطِ صلح کو بھی قبول کر لیا جن سے بظاہر مسلمانوں کی کمزوری کا تاثر نمایاں ہوتا تھا، لیکن داعیِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

Marfat.com

نے وقتی پسپائی کو مستقبل کے دعوتی امکانات کی بنا پر قبول فرمایا اور بالآخر آپ کی داعیانہ بصیرت کا ساری دنیا نے کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ صرف دو سال کے قلیل عرصہ میں ۸ ھ تک ہزاروں لوگ مسلمان ہو گئے۔ حضرت مجددؒ نے بھی محاذ آرائی کے بجائے سنتِ نبوی کی پیروی میں دعوت کے امکانات کو پیش نظر رکھا اور یہی تیسرا رستہ اختیار فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کرسیٔ اقتدار کی بجائے صاحبانِ اقتدار کو اپنی دعوت کا ہدف بنایا۔ درباری اُمراء میں کئی ایک آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے اور کئی ایک آپؒ سے محبت وعقیدت رکھتے تھے اور دین کی گہری حمیت ان کے اندر موجود تھی۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے انہی درباری اُمراء سے مراسلت کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صفحۂ قرطاس پر اپنا سینہ چاک کر کے رکھ دیا۔ جس دلسوزی، للّٰہیت اور درد واخلاص کے ساتھ یہ خطوط احاطہ تحریر میں لائے گئے ہیں، چار صدیوں کا طویل عرصہ گزر جانے کے بعد بھی ان کی قوتِ تاثیر میں کوئی کمی نہیں آئی۔ بجا طور پر دعوت کے سنگلاخ میدان میں قدم رکھنے والے اولوالعزم داعیانِ اسلام کے لیے یہ خطوط نصاب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ خطوط شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے زخمی دل کے صحیح ترجمان اور ان کے لختِ ہائے جگر ہیں، جنہوں نے ہندوستان کی عظیم مغلیہ سلطنت میں عظیم الشان انقلاب برپا کر دیا۔[1]

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعوتی کوششوں کا نقطہ عروج جہانگیر کا دور ہے جب ۱۰۲۷ھ میں آپ کے داعی پوری دنیا میں پھیل چکے تھے۔ آپؒ نے اپنے بہت سے خلفا کو تبلیغ و

---

۱۔ سید ابوالحسن علی ندویؒ، تاریخ دعوت وعزیمت، مجلس نشریاتِ اسلام، کراچی، جلد چہارم

marfat.com

Marfat.com

ہدایت کے لیے مختلف مقامات کی طرف روانہ فرمایا۔ ان میں سے ستر (۷۰) مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں ترکستان کی طرف روانہ کیے گئے۔ چالیس (۴۰) حضرات مولانا فرخ حسین رحمۃ اللہ علیہ کی امارت میں عرب، یمن، شام اور روم کی طرف بھیجے گئے، دس (۱۰) تربیت یافتہ حضرات مولانا محمد صادق کابلیؒ کے ماتحت کاشغر کی طرف اور تیس (۳۰) خلفاء مولانا شیخ احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ کی سرداری میں توران، بدخشان اور خراسان کی طرف گئے۔ اور ان تمام حضرات کو اپنے اپنے مقامات پر زبردست کامیابیاں حاصل ہوئیں [۱] حضرت مجدد کے خلیفہ اجلّ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ او رسید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے مخلص اور باعظمت خلفاء اور جانشینوں کی کوششیں بارآور ہوئیں اور رفتہ رفتہ ہندوستان بارھویں صدی ہجری میں پوری دنیائے اسلام کا روحانی اور علمی مرکز بن گیا۔ مجددی خانقاہیں اور ان کے قائم کردہ مدارس سے ایک عالم نے فیض اُٹھایا جس کا سلسلہ تا حال جاری ہے۔

## شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے اسلوبِ دعوت کے نمایاں پہلو

☆ ایک مسلم ریاست میں دعوتِ دین کا محفوظ اور بہترین طریقہ کیا ہے؟ ایک داعی کا ہدف اقتدار ہے یا صاحبِ اقتدار؟ شیخ مجددؒ کی دعوتی زندگی کا یہ پہلو آج کے وارثانِ محراب و منبر، پیرانِ طریقت اور داعیانِ اسلام کے خصوصی توجہ کا متقاضی ہے، جو اقتدار اور جاہ و منصب کے لیے ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپتے ہیں۔ شیخ مجددؒ نے انقلاب کی بجائے اصلاح کا اسلوب اختیار فرمایا۔ ایک ایسے دور میں جب آپؒ ہر اعتبار سے

---

۱۔ خواجہ محمد احسان مجددی سرہندی، "روضۃ القیومیۃ"، ص: ۱۴۴۔۱۶۷، (مکتبہ نبویہ، لاہور، ۲۰۰۲ء) مجلدات: ۴

marfa.com

Marfat.com

درجۂ کمال پر تھے، اور جہانگیر نے آپ کو قید کر لیا۔ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ چاہتے تو جہانگیر کا تختہ الٹ سکتے تھے، لیکن آپ نے اپنے صاحبزادگان اور مریدین کو صبر کی تلقین کی۔ اگرچہ اقتدار کے مصاحبین داعی کو اقتدار کے لیے خطرہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن یہ سازش داعی کی بے لوثی سے بے نقاب ہو جاتی ہے اور اگر صاحبِ اقتدار میں فطری سلامتی کی معمولی رمق بھی ہو تو وہ بہت جلد ایک سچے داعی کے سامنے اپنی گردن کو جھکا دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتی حکمتِ عملی میں یہ بات بڑی واضح تھی کہ آپ نے شاہانِ عالم کے نام دعوتی خطوط میں ان کو قبول اسلام کی صورت میں اقتدار کی سلامتی کی ضمانت مرحمت فرمائی۔ حضرت مجددؒ کی دعوتی زندگی میں بھی یہ پہلو نکھر کر سامنے آتا ہے۔ آپؒ نے کرسیٔ اقتدار کو اپنا ہدف بنانے کی بجائے صاحبِ اقتدار کی اصلاح کو اپنا مطمعِ نظر بنایا۔ آخرکار جہانگیر کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پورے وقار کے ساتھ رہا کرنے کا حکم دیا اور بادشاہ جس شخص کو وہ اپنے سامنے جھکانا چاہتا تھا خود اس کے عقیدت مندوں میں شامل ہو گیا۔

بغیر تشدّد کے اپنی بات منوانا دورِ حاضر کا ایک معروف فلسفہ ہے، اور امریکہ میں بارک حسین اوباما کی کامیابی کے پیچھے کالی نسل کے امریکیوں کی پچاس سالہ عدم تشدد پر مبنی تحریک ہی کارفرما ہے۔ عام طور پر مہاتما گاندھی کو ''تحریکِ عدمِ تشدد'' کا بانی کہا جاتا ہے، لیکن شاید یہ کہنا مبالغہ نہ ہو کہ جس طرح حضرت مجدد کو ''دوقومی نظریہ'' کا بانی کہا جاتا اسی طرح آپؒ بجا طور پر ''تحریکِ عدمِ تشدد'' کے بھی بانی ہیں۔ آپؒ نے ریاست سے ٹکر لیے بغیر جس طرح اپنے مشن کی تکمیل فرمائی۔ یہ کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ گاندھی جیسا قوم پرست لیڈر جس کی برصغیر کی تاریخ پر گہری نظر ہو اور جو اکبر کا قدردان بھی ہو،

marfat.com
Marfat.com

وہ حضرت مجددؒ کی تحریکِ دعوت اور اس کے اثرات سے آگاہ نہ ہو؟ معلوم یہ ہوتا ہے کہ گاندھی نے عدمِ تشدد کا سبق حضرت مجددؒ کی دعوتی تحریک ہی سے اخذ کیا ہے۔

☆ داعی اپنی دعوتی کوششوں کا ہدف ہر طبقے کو بناتا ہے، تاہم عام لوگ سوسائٹی کے سرکردہ افراد کو ہمیشہ رول ماڈل (Role Model) کے طور پر دیکھتے ہیں، اس لیے داعی کو سوسائٹی کے مؤثر افراد پر خصوصی محنت کرنی چاہیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام کی جو خصوصی دعا فرمائی تو اس کا اصل منشا بھی یہی تھا۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے اسلوبِ دعوت میں یہ چیز بڑی نمایاں ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لکھے گئے دعوتی خطوط کی بڑی تعداد وہ ہے جن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُمراء اور معاشرے کے سرکردہ افراد کو اپنا مخاطَب بنایا ہے۔ اور ان کے سماجی اثر و رسوخ کی آڑ میں اصلاحِ احوال کی کامیاب کوششیں کی ہیں۔ حضرت مجددؒ نے جن اُمرائے دربار اور ارا کینِ سلطنت کے نام دعوتی خطوط لکھے ان میں خان اعظم، مرزا عزیز الدین، خان جہان خاں لودھی، خان خاناں مرزا عبدالرحیم، مرزا داراب، قلیج خاں، اور سید فرید بخاری وغیرہ تھے۔ حضرت مجددؒ کے خطوط کی بڑی تعداد سید فرید بخاریؒ کے نام ہے، جو اکبری دور اور بعد ازاں جہانگیر کے دور میں دربار میں خاص اثر و رسوخ کے مالک تھے۔

☆ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اسلوبِ دعوت کا ایک اور پہلو جو دعوتی تحریکوں اور ان کے کارکنان کے لیے قابلِ غور ہے وہ یہ ہے کہ صرف وہی داعی اپنے مشن میں کامیاب ہوتا ہے جو اپنے دور کے وسائلِ دعوت کو اپنے مشن کی کامیابی کے لیے احسن انداز میں استعمال کرتا ہے۔ حضرت مجددؒ نے ایک طرف اگر اپنے ذاتی کردار سے

marfat.com

Marfat.com

خلقِ خدا کو اپنی دعوت کی طرف متوجہ کیا ہے تو دوسری طرف آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دعوتی خطوط کو اپنی تبلیغ کے لیے ایک مؤثر ترین ذریعے کے طور پر اختیار فرمایا، گویا آپؒ نے اپنے دور کی ''میڈیا وار'' میں دعوتی خطوط کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا۔

حضرت مجددؒ کی دعوتی تحریک کے مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ صرف وہی داعی اپنے مشن میں کامیاب ہوتا ہے جو اپنے دور کے مزاج، زبان اور محاورے سے اچھی طرح واقف ہو اور لوگوں کو اس اسلوب میں مخاطب کرے جو ان کے لیے اجنبی نہ ہو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اس اسلوب کا خوب لحاظ کیا ہے، آپؒ کے دعوتی مکتوب فارسی اور عربی زبان کے خوبصورت نثر پارے ہیں، جو اس دور کی زندہ زبانیں تھیں، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو جس محاورے میں مخاطب کیا ہے، اس دور کی سکہ رائج الوقت یہی تھا۔ دورِ حاضر میں داعیانِ اسلام کے لیے یہ اسلوب خاص طور پر قابلِ توجہ ہے جو نہ صرف اپنے مخاطبین کی زبان اور محاورے سے ناواقف ہیں بلکہ اس فکری پس منظر سے بھی نابلد ہیں جس میں آج کی نئی نسل کی ذہنی تشکیل ہو رہی ہے، اور یہی چیز ان کی دعوت کے غیر موثر ہونے کی سب سے بڑی وجہ ہے۔ دورِ حاضر میں وارثانِ محراب ومنبر پر اصحابِ کہف کی مثال صادق آتی ہے، جن کی زبان اور سکہ دونوں لوگوں کے لیے اجنبی تھے۔

☆ ایک داعی کو عام آدمی کی نسبت زیادہ بردبار اور متحمل مزاج ہونا چاہیے۔ جس طرح فصلوں کے موسم ہوتے ہیں اسی طرح دلوں کے بھی موسم ہوتے ہیں جو بات ایک وقت میں کسی انسان یا سوسائٹی کے لیے اجنبی اور غیر مانوس ہوتی ہے کسی دوسرے وقت

marfat.com

Marfat.com

میں وہی چیز ان کی نظر میں تریاق سے بڑھ کر ہوتی ہے اس لیے داعی کے لیے مناسب موقع کا انتظار کرنا بڑا ضروری ہے۔ اس پہلو سے شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی دعوتی زندگی ہماری خصوصی توجہ کی مستحق ہے، آپؒ نے دعوت کے بیج کی تخم ریزی کے لیے بڑے تحمل کے ساتھ مناسب اور موزوں وقت کا انتظار کیا، اگرچہ شیخ مجددؒ اپنی تجدیدی اور دعوتی کوششوں کا آغاز ۹۹۸ھ میں اس وقت کر چکے تھے جب آپؒ عہدِ اکبری میں آگرہ تشریف لائے، اس دور میں ملّا مبارک اور اس کے بیٹوں (ابوالفضل اور فیضی) کا طوطی بولتا تھا، تاہم وہ حضرت مجددؒ کے مقام ومرتبے سے پوری طرح آگاہ تھے[۱] بادشاہ اکبر کا انتقال ۱۰۱۴ھ میں ہوا، اس وقت حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی عمر ۴۳ سال تھی اور درباری اُمراء سید صدر جہاں، خان خاناں اور مرتضٰی خان وغیرہ کے ذریعے بادشاہ تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نصیحت آمیز پیغامات پہنچ چکے تھے، تاہم آپؒ نے کسی جلد بازی کا مظاہرہ نہیں فرمایا اور دعوت وتبلیغ میں بڑی حکمت کے ساتھ تدریج کے اصول کو مدِنظر رکھتے ہوئے قدم بقدم آگے بڑھتے رہے، بالآخر حضرت مجددؒ کے زیر اثر اُمراء کا ایک ایسا مضبوط حلقہ قائم ہوگیا، جنہوں نے یہ عہد کیا کہ مستقبل میں اسی شہزادے کی حمایت کریں گے جو ملک میں اسلامی شریعت کی بحالی کا وعدہ کرے گا، چنانچہ جہانگیر نے یہ عہد کیا اور ان کی کوششوں سے وہ اکبر کا جانشین ہوا۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے زیر اثر اُمراء کی وجہ سے ہی شہزادہ خسرو بادشاہ نہ بن سکا۔ بعد کے دور میں دارا شکوہ اور اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی بظاہر سیاسی کشمکش کو اسی تناظر میں دیکھا جانا چاہیے

---

۱۔ علامہ محمد ہاشم کشمی، ''زبدۃ المقامات''، ص:۱۳۲، (مکتبہ انوار مدینہ، نور آباد، سیالکوٹ، ۱۴۰۷ھ

marfa.com

Marfat.com

یہ دراصل حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی فکر سے اکبر کی فکر کا فیصلہ کن ٹکراؤ تھا جس میں شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی فکر کو کامیابی حاصل ہوئی۔ اکبری دور میں شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی دعوتی حکمتِ عملی کو مکی عہدِ نبوت کے مشابہ قرار دیا جا سکتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبر و تحمل کے ساتھ دارِ ارقم اور بعد ازاں شعب ابی طالب میں داعیانِ اسلام کی تربیت میں ہمہ تن مصروف تھے اور ان کو مختلف قبائل عرب کی طرف داعی اور مبلغ بنا کر بھیج رہے تھے، جن کی دعوتی کوششوں کے نتیجہ میں عرب کا کوئی گھرانہ اسلام کی برکات سے محروم نہ رہا۔ شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی اس حکمتِ عملی کے حقیقی اثرات اور ثمرات بھی بعد کے دور میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

☆ حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی دعوتی زندگی سے ایک اور اسلوب جو ہمارے سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ کس طرح ایک داعی بدترین حالات میں بھی دستیاب مواقع سے فائدہ اٹھاتا ہے اور دلوں کی زمین کو دعوت کے بیج کی تخم ریزی کے لیے ہموار کر لیتا ہے۔ بعض غلط فہمیوں کی بنا پر جب جہانگیر نے حضرت مجددؒ کو قید خانے میں ڈال دیا تو ایامِ اسیری میں حضرت مجددؒ نے حضرت یوسفؑ کی سنت کو اس طرح زندہ کیا کہ سینکڑوں قیدی آپؒ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے اور ان میں سے بہتوں نے آپؒ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ ڈاکٹر ٹی۔ ڈبلیو۔ آرنلڈ اپنی کتاب (The preaching of Islam) میں لکھتے ہیں:

''شہنشاہ جہانگیر (۱۶۰۵۔۱۶۲۸ء) کے عہد میں ایک سنی عالم شیخ احمد مجدد نامی تھے، جو شیعہ عقائد کی تردید میں خاص طور پر مشہور تھے، شیعوں کو اس وقت دربار میں جو رسوخ حاصل تھا، ان لوگوں نے کسی بہانہ سے انہیں قید کرا دیا، دو برس وہ قید میں رہے، اور اس

marfat.com

Marfat.com

مدت میں انہوں نے اپنے رفقائے زنداں میں سے سینکڑوں بت پرستوں کو حلقہ بگوش بنالیا۔" [۱]

انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس (Encyclopedia of Religion and Ethics) میں ہے:

"ہندوستان میں سترھویں صدی عیسوی میں ایک عالم جن کا نام شیخ احمد مجددؒ ہے، جو ناحق قید کر دیے گئے تھے، ان کے متعلق روایت ہے کہ انہوں نے قید خانہ کے ساتھیوں میں سے کئی بت پرستوں کو مسلمان بنالیا۔" [۲]

قید سے رہائی کے بعد بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی دانائی سے دعوت وتبلیغ کے مواقع پیدا فرمائے۔ جہانگیر نے تزک میں لکھا ہے کہ میں نے حضرت کو خلعت اور ہزار روپیہ خرچ عنایت کیا، اور ان کو جانے اور ساتھ رہنے کا اختیار دیا لیکن انہوں نے ہمرکابی کو ترجیح دی۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے دعوت واصلاح کے لیے اس موقع کو غنیمت جانا آپؒ اپنے صاحبزادگان کے نام مکتوب میں لکھتے ہیں: اس عرصہ کی ایک ساعت کو دوسری جگہوں کی بہت سی ساعتوں سے بہتر تصور کرتا ہوں۔ [۳] آپ شاہی لشکری کے ساتھ تقریباً ساڑھے تین سال تک رہے۔ آپؒ نے اپنی بے لوث دعوت سے شاہی دربار اور پوری لشکرگاہ کو خانقاہ میں تبدیل کر دیا۔ جہانگیر پر تو اس کا اثر یہ ہوا کہ نور جہاں، جو نہ صرف سلطنت کی

---

۱۔ T.W.Arnlod, The preaching of Islam, P-412

۲۔ Encyclopedia of religion and Ethics, Vol-8, P748

۳۔ "مکتوبات امام ربانی"، مکتوب ۴۳، دفتر سوم

marfat.com
Marfat.com

ملکہ تھی بلکہ جہانگیر کے دل کی بھی ملکہ تھی، اپنی تمام تر کفر سامانیوں کے باوجود اسے شیعیت کی طرف مائل نہ کر سکی۔ جہانگیر کے اندر نئے دینی رجحان پیدا ہوئے، اس نے منہدم مساجد کی دوبارہ تعمیر، اور مفتوحہ علاقوں میں دینی مدارس کے قیام میں دلچسپی شروع کی۔ ۱۰۳۱ء میں قلعہ کانگڑا کی فتح کے موقع پر اس نے جس طرح اپنی اسلامیت کا اظہار کیا اور وہاں شعائر اسلام کا اجرا کرایا۔ اس سے بھی جہانگیر کے اندر آنے والی مذہبی تبدیلی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے (۱) مکتوبات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خود جہانگیر نے یہ چاہا کہ دربار میں ہر وقت چار ایسے علما حاضر رہیں جو مسائل شرعیہ کی وضاحت کریں، اور ان سے رہنمائی حاصل کی جاتی رہے (۲) شاہی خاندان اور درباری اُمراء کے ساتھ حضرت مجدد الف ثانیؒ اور ان کے خاندان کے تعلقات اس قدر خوش گوار ہوئے کہ اس کے اثرات عالمگیرؒ کی وفات تک واضح طور پر محسوس کیے جا سکتے ہیں۔ اورنگزیب عالمگیرؒ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے خواجہ محمد معصوم سے بیعت وارادت کا تعلق رکھتا تھا، (۳) بادشاہ نے متعدد بار حضرت مجددؒ کے صاحبزادے خواجہ محمد معصومؒ سے درخواست کی کہ وہ سفر وحضر میں ان کے ساتھ رہا کریں، لیکن انہوں نے منظور نہ کیا، اور اس کے بجائے اپنے فرزند گرامی خواجہ سیف الدینؒ کو دہلی بھیج دیا۔ مکتوبات معصومیہ میں مکتوب نمبر ۲۲۱ اور مکتوب نمبر ۲۴۷ بادشاہ کے نام ہیں جبکہ مکتوبات سیفیہ میں اٹھارہ مکتوب بادشاہ کے

---

(۱) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: توزک جہانگیری، ص، ۳۴۰

(۲) ''مکتوباتِ امام ربانی''، مکتوب: ۵۳ بنام شیخ فرید بخاری، دفتر اول، مکتوب: ۱۹۴ بنام صدر جہاں دفتر اول

(۳) مکتوب سیفیہ، مکتوب: ۸۳ بنام صوفی سعد اللہ افغانی

marfat.com

Marfat.com

نام ہیں، جن سے بادشاہ کے مجددی خاندان سے قریبی تعلقات کا پتہ چلتا ہے۔

☆ اگر داعی مدعو کی زبان، ان کی ثقافت اور کلچر سے واقف ہو تو اس کے لیے دعوت کا کام آسان ہو جاتا ہے اور اگر داعی انہی میں سے ایک فرد ہو تو مدعو کے لیے اجنبیت بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی دعوتی کوششوں میں بھی یہ حکمت عملی بھی بڑی نمایاں ہے کہ آپؒ نے مختلف علاقوں کی طرف جو مبلغ اور دعاۃ روانہ فرمائے ان میں سے اکثر لوگ یا تو انہیں علاقوں سے تعلق رکھتے تھے یا پھر وہ ان علاقوں کی زبان اور لوگوں کے پس منظر سے پوری طرح واقف تھے جس کی وجہ سے ان کی کوششیں بارآور ثابت ہوئیں۔ بہت سے علما و مشائخ جو اپنے اپنے علاقوں میں احترام کے حامل تھے آپؒ نے انہیں بیعت و خلافت کے بعد ان کے اپنے علاقوں کی طرف روانہ فرمایا، ان میں شاہِ بدخشاں کے معتمد علیہ شیخ طاہر بدخشیؒ، طالقان کے جید شیخ عبدالحق شادمانی، مولانا صالح کولابیؒ، شیخ احمد برسی، مولانا یار محمد، اور مولانا یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان میں سے اکثر حضرات کو خلافت و اجازت عطا فرما کر اپنے اپنے علاقوں اور مقامات کو واپس بھیج دیا، اسی طرح آپ نے پورے ہندوستان کے کونے کونے میں اپنے داعی روانہ فرمائے۔[۱]

المختصر حضرت مجدد الف ثانیؒ کی دعوتی تحریک تاریخ اسلام کی ایک عظیم الشان تحریک تھی جس نے نہ صرف ہندوستان بلکہ پورے عالم اسلام کو متاثر کیا۔ حضرت مجددؒ کی دعوتی کوششوں کے نتیجے میں اکبر کے انتقال کے ساتھ ہی ''دین الٰہی'' بھی

---

۱۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ''روضۃ القیومیہ''، جلد اول، ص، ۱۲۸۔۱۲۹

marfa.com

Marfat.com

موت کی وادی میں داخل ہو گیا، بدعات کا سیلاب رک گیا، اور لوگوں کا رسالتِ محمدی کی ابدیت پر ایمان مستحکم ہوا۔ حضرت مجددؒ نے اسلام کی سربلندی کے لیے ہر طرح کے مصائب و آلام کو برداشت کیا اور نبوی اسلوبِ دعوت کو اپنے عمل سے زندہ کیا۔

marfat.com

Marfat.com

# حضرت امام ربّانی

# مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ

# کے

# تعلیمی نظریات

ڈاکٹر محفوظ احمد

marfa.com

Marfat.com

marfat.com
Marfat.com

# حضرت امامِ ربانی مجددِ الفِ ثانی علیہ الرحمۃ کے تعلیمی نظریات

ڈاکٹر محفوظ احمد

صدر شعبہ اسلامیات

جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

قرآن مجید میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے یہ چار مقاصد بیان کیے گئے ہیں۔

۱۔ تلاوتِ قرآنِ حکیم　　۲۔ تعلیم الکتاب

۳۔ تعلیمِ حکمت　　۴۔ تزکیہ نفس

سورۃ البقرہ کی آیت: ۱۲۹ میں حضرت ابراھیم علیہ السلام کی دعا اسی سورت کی آیت: ۱۵۱ میں خبر اور سورۃ الجمعہ کی دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے تعارف کی صورت میں ان مقاصد بعثت کا ذکر فرمایا ہے۔

دعائے ابراہیمی میں تلاوت، تعلیم کتاب وحکمت اور تزکیہ نفس جب کہ باقی دونوں مقامات پر تلاوت، تزکیہ نفس، تعلیمِ کتاب اور تعلیمِ حکمت کی ترتیب ہے۔ ان مقاصد اربعہ کا ماحصل تزکیہ نفس ہے جب کہ باقی تینوں مقاصد اس بنیادی مقصد کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ جس شخص میں ان مقاصد ثلاثہ کا جتنا کمال ہوگا اس کا نفس اتنا ہی زیادہ پاکیزہ ہوگا۔

اس بنیادی مقصد بعثت جسے بعد میں علم التصوف کے نام سے موسوم کیا گیا ہے، اس کی اہمیت، طریق کار اور اس کے دیگر متعلقات سے متعلق تیسری صدی ہجری

marfa.com

Marfat.com

سے تصنیف و تالیف کا آغاز ہوا اس کے بعد امت مسلمہ کے مشاہیر علماء اور صوفیہ نے سیکڑوں کتب تصنیف کیں یہ کتب تصنیفی و تالیفی، شعری و نثری اور ملفوظاتی و مکتوباتی انداز میں تحریر کی گئیں ان کتب میں درج ذیل کتب معروف ہیں۔

۱۔ شیخ الحارث بن اسد المحاسبی (م ۲۴۳ھ) الرعایۃ لحقوق اللہ

۲۔ شیخ ابو نصر عبد اللہ بن علی السراج الطوسی (م ۳۷۸ھ) کتاب اللمع فی التصوف

۳۔ شیخ ابو القاسم عبد الکریم بن ہوزان القشیری (م ۴۶۵ھ) الرسالۃ القشیریۃ

۴۔ شیخ علی بن عثمان الھجویری (م ۴۶۵ھ) کشف المحجوب

۵۔ خواجہ امیر حسن علاء سنجری دہلوی (م ۷۳۶ھ) (مرتب) فوائد الفؤاد

ملفوظات حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی (م ۷۲۵ھ)

۶۔ نام مرتب نامعلوم، مکتوبات حضرت باقی باللہ دہلوی (م ۱۰۱۲ھ)

۷۔ شیخ شرف الدین مصلح الدین سعدی شیرازی (م ۱۲۹۲ھ) کریما

اگرچہ ان تمام کتب میں تصوف سے متعلق مباحث کو جامع انداز میں تحریر کیا گیا ہے لیکن علم التصوف کے اسرار و رموز جس جامعیت اور گہرائی کے ساتھ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز (م ۱۰۳۴ھ) کے مکتوبات شریف میں بیان کیے گئے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کا دفترِ اول جو درالمعرفت کے نام سے موسوم ہے، کو مولنا یار محمد الجدید البدخشی الطالقانی (م ۱۰۲۵ھ)، دفترِ دوم نور الخلائق کو حضرت مولنا عبدالحی حصاری (م ۱۰۲۸ھ) اور دفترِ سوم معرفۃ الخلائق یا بحر المعارف کو حضرت مولنا خواجہ محمد ہاشم برہانپوری (م ۱۰۳۱ھ) نے مدون کیا۔ ان مکاتیب

marfat.com

Marfat.com

کی کل تعداد ۵۳۶ ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ محمد عربی علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کے مکمل نائب تھے۔ مقاصد نبوت کی تجدید آپ کی بعثت کا اہم مقصد تھا اس لیے آپ کی سیرت مبارکہ آنسرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عکس تھی جس طرح سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی زندگی کے ہر پہلو سے بنی نوع انسان کی راہنمائی فرمائی اس طرح آپ نے بھی مسلمانوں کے عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور سیاست وغیرہ کی قرآن و سنت کی روشنی میں اصلاح فرمائی۔

علم کی اہمیت ہر دین میں ہمہ وقت مسلمہ رہی لیکن آپ کے عہد میں چند لوگوں نے قرآن وسنت کی تعلیمات کے برعکس علم کا تصور پیش کیا۔ لہٰذا آپ نے اپنے مکتوبات میں علم کا صحیح اسلامی تصور پیش کیا۔ زیر نظر مقالہ میں آپؒ کے تعلیمی نظریات آپ کے مکتوبات کی روشنی میں پیش کیے جاتے ہیں۔

## علم کا مفہوم:

امام راغب اصفہانی (م ۵۰۲ھ) نے علم کے معنی اس طرح بیان کیا:

"العلم ادراک الشیٔ بحقیقتہ" (۱)

کسی چیز کی حقیقت کا ادراک علم کہلاتا ہے۔ کہا جاتا ہے "علم الشیٔ ای عرفہ" اس نے فلاں چیز کا علم حاصل کرلیا یعنی اس نے پہچان حاصل کی۔ فارسی میں علم کا معنی

۱۔ امام راغب اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، نور محمد، کراچی (ت۔ن) ص ۳۴۳

marfa.com

Marfat.com

دانستن'' ۱؎ ہے یعنی کسی چیز کا جاننا اور اس کی پہچان حاصل کرنا۔ علم کی ضد ''جہل'' ہے ادراک، شعور اور معرفت لفظ علم کے مترادفات ہیں۔ عام طور پر ہر قسم کا ادراک علم کہلاتا ہے لیکن اصطلاح میں علم اس صفت کا نام ہے جس کے ذریعہ کسی شے کا ادراک ہوتا ہے جو شخص علم کے کسی درجے کو حاصل کرے اسے عالم کہا جاتا ہے۔ امام ابو القاسم (م ۴۶۵ھ) کے نزدیک عالم وہ شخص ہے جو حواس اور عقل کے ذریعہ بعض حقائق کا ادارک کرتا ہے ۲؎ لغوی اعتبار سے علم کا اطلاق بے شمار شعبوں پر ہوتا ہے لیکن بنیادی طور پر علم سے مراد علوم دینیہ ہیں جو فکر و عمل کی بنیاد قرار پاتے ہیں۔ دیگر علوم یا تو بلاواسطہ علوم دینیہ کے معاون ہیں یا بالواسطہ معاون ہیں۔ معاون علوم کو علوم آلیہ اور دیگر کو فنون کیا جاتا ہے۔ ۳؎

## علم کی ضرورت واہمیت:

علم کی ضرورت واہمیت اجاگر کرنے میں ادیانِ عالم میں اسلام کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کے مقابلے میں خلافت الٰہیہ کا حقدار علمی فوقیت کی بنا پر قرار دیا ہے ۴؎ حضرت سلیمان علیہ السلام کا وہ ساتھی جس نے مآرب سے القدس تک ۲۵۰۰ کلومیٹر تقریباً یکطرفہ مسافت سے ملکہ سبا کے تخت کو پلک جھپکنے سے قبل اس کا تخت لے آنے کی حامی بھری اس کا سبب بھی علم قرار پایا گیا۔ فرمایا گیا

---

۱۔ غیاث الدین، غیاث اللغات، نول کشور، لکھنو، (ت۔ن) ص: ۳۶۹

۲۔ ظہور احمد اظہر، ڈاکٹر، ''علم'' دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور، جلد ۱۳، ص: ۴۴۵

۳۔ محمد صدیق ہزاروی، کشف المحجوب اور جامع مباحث علم، مجلّہ معارف اولیاً، (ج ۶ شمارہ ۱ تا فروری ۲۰۰۸) مرکز معارف اولیاء، محکمہ مذہبی امور و اوقاف حکومت پنجاب، لاہور ص ۹ ۴۔ سورۃ البقرہ ۳۱۔۳۳

marfat.com

Marfat.com

"قال الذی عندہ علم من الکتب انا اتیک بہ قبل ان ترتد الیک طرفک" [۱]

جس کے پاس کتاب کا علم تھا اس نے کہا کہ آپ پلک جھپکائیں اس سے بھی پہلے میں اُسے (تخت کو) آپ کے پاس پہنچا سکتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں طالوت کو خلعت بادشاہت اس لیے دی کہ اُسے علمی اور جسمانی صلاحیتوں میں امتیاز حاصل تھا[۲]

علم کے حوالے سے ایک اصولی موقف یہ پیش کیا گیا کہ علم والے اور بغیر علم والے برابر نہیں [۳]

قرآن مجید کے ان ارشادات کے علاوہ محمد عربی علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام کے احادیث مبارکہ میں بھی علم کی اہمیت نمایاں طور پر بیان کی گئی۔ آپ نے فرمایا

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ [۴]

علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے

تَعَلَّمُوْا الْعِلْمَ وَعَلِّمُوْهُ النَّاسَ [۵]

تم خود علم حاصل کرو اور دوسرے لوگوں کو بھی سکھاؤ

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں علم کی ضرورت و اہمیت کے

---

۱۔سورۃ النمل ۴۰　۲۔سورۃ البقرہ ۲۴۷　۳۔سورۃ الزمر ۹

۴۔ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ (المقدمہ، باب فضل العلماء) نور محمد، کراچی،۱۳۸۱ء، ص:۲۰

۵۔امام دار قطنی، سنن دار قطنی (کتاب الفرائض حدیث نمبر ۳۶) عبداللہ ہاشم، مدینہ منورہ ۱۹۶۶ء، ۸۲/۴

marfa.com

Marfat.com

پیش نظر دو قسم کے اقدامات فرمائے۔

اوّل۔ اپنے مقتدیوں کو حصول علم کی نصیحت فرمائی چنانچہ میر عبداللہ بن میر نعمان کو مخاطب کر کے آپ نے فرمایا:

"موسم جوانی راغنیمت دانستہ تحصیل علوم شرعیہ وعمل بمقتضائے آن علومِ اشتغال دارند"[۱]

ترجمہ:

موسم جوانی کو غنیمت جان کر شرعی علوم حاصل کرنے اور ان علوم کے مطابق عمل کرنے میں مشغول رہیں۔

آپ نے علم کی فضیلت میں یہ بھی فرمایا:

انسان کے لیے نجاتِ ابدی تین باتوں میں ہے، ان میں اول علم پھر عمل اور آخر میں اخلاص ہے۔[۲]

دوم: آپ نے وہ متعلقین جو تدریس علم میں مشغول تھے انہیں علوم کی تدریس میں تاکید فرمایا چنانچہ آپ نے علامہ احمد برکی سے فرمایا:

علوم کی تدریس میں کسی طرح کوتاہی نہ کریں اگر آپ کا سارا وقت درس میں لگ جائے تو اچھا ہے ذکر وفکر کی ہوس نہ کریں رات کی ساعتیں ذکر وفکر کے لیے فراخ ہیں[۳]

---

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۱۷۹

۲۔ ایضاً۔ مکتوب: ۵۹ ۳۔ ایضاً، دفتر دوم، مکتوب: ۱۴

marfat.com

Marfat.com

آپ کے نزدیک علم کی ضرورت محض علم کا حاصل کرنا نہیں بلکہ اس علم کے مطابق عمل کرنا ہے۔ یہ بات حضرت خاتم المرسلین وعلیہ الصلوۃ والتسلیمات نے یوں ارشاد فرمائی:

ان اشد الناس عذابا یوم القیمة عالم لم ینفعه الله بعلمه ۱؎

بے شک لوگوں میں سے قیامت کے دن زیادہ عذاب کا مستحق وہ عالم ہے جسے اپنے علم سے کچھ نفع حاصل نہ ہو

ایک مکتوب میں آپ نے یہ فرمایا کہ:

میرا یقین ہے کہ ان نصائح اور مسائل میں سے اکثر تمہارے کان تک پہنچ چکے ہیں لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ مقصود عمل ہے صرف علم مقصود نہیں۔ بیمار اگر مرض کا علاج جانتا ہو تو جب تک دوا استعمال نہیں کرے گا صحت نہیں ہوگی دوا کا علم کچھ فائدہ نہیں دے گا۔ ۲؎

شیخ نظام تھانیسری کو تحریر کردہ مکتوب میں آپ نے فرمایا:

"علم بیان دو مجاہدہ است یکے مجاہدہ در طلب آن قبل از حصول و مجاہدہ دوم در استعمال آن بعد از حصول" ۳؎

علم دو مجاہدوں کا بیان ہے ایک وہ مجاہدہ جو علم حاصل ہونے سے پہلے اس کی طلب میں ہوتا ہے دوسرا وہ مجاہدہ جو علم حاصل ہونے کے بعد اس کے عمل کرنے میں ہوتا ہے۔

---

۱۔ امام ابوبکر احمد بن حسین البیہقی، شعب الایمان (باب فی نشر العلم حدیث نمبر ۱۷۷۸)، مکتبہ دار الباز، مکہ مکرمہ، ۱۹۹۰ء، ۲/۲۸۵

۲۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۳۳ ۳۔ ایضاً، مکتوب: ۲۹

marfa.com
Marfat.com

## نظریاتی اصلاح:

چوتھی صدی ہجری میں مسلمانوں میں متصوفین ( جعلی پیر ) بھی پیدا ہو گئے جنہوں نے مادی فوائد کے پیش نظر صوفیہ کرام کی مخالفت کی اور تصوف کے لیے علم کی ضرورت سے انکار کیا جس کی درحقیقت ان میں کمی تھی۔ اس طرح انہوں نے تصوف میں علم کی اہمیت کو لایعنی قرار دیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے متصوفین کے اس نظریہ کا رد فرمایا نیز آپ نے یہ بھی فرمایا کہ انسان کو تمام کمالات اللہ تعالیٰ کی ذات سے حاصل ہوتے ہیں۔ انسانی کمال بشمول علم اللہ تعالیٰ کے کمالات وصفات کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے، چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

ہر چہ در انسان از کمالات است ہمہ مستفاد از مرتبہ وجوب است تعالت وتقدست اگر علم است مستفاد از علم آن مرتبہ است و اگر قدرت است نیز ماخوذ از قدرت آن مرتبہ علی ھذا القیاس۔ اما کمال ہر مرتبہ باندازہ آن مرتبہ است علم انسان در جب علم واجب تعالیٰ وتقدس حکم مردہ دارد کہ لاشی محض است نسبت بہ زندہ کہ بحیاتِ ابدی زندگی یافتہ باشد

ترجمہ:

تمام انسانی کمالات اللہ تعالیٰ کی ذات سے مستفاد ہیں اگر علم ہے تو وہ بھی اس مرتبہ کے علم سے مستفاد ہے اور اگر قدرت ہے تو بھی اس مرتبہ کی قدرت سے ماخوذ۔ علی ہذا القیاس لیکن ہر مرتبہ کا کمال اس مرتبہ کے اندازہ کے موافق ہے انسان کے علم کو

marfat.com

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں وہی نسبت ہے جو مردہ کو اس زندہ کے ساتھ نسبت ہے جس نے حیات ابدی سے زندگی پائی ہو۔ ۱؎

اس عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ اس دنیا میں کسی شخص کو جو کمال بھی حاصل ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور انسانی کمال کو اللہ تعالیٰ کی اس صفت سے کوئی نسبت نہیں۔

اللہ تعالیٰ سے انسان کس طرح کمالات حاصل کرسکتا ہے اس کے بارے میں آپ نے فرمایا:

کہ اس دنیا میں تمام کمالات انسانی کے حصول کا ذریعہ قرآن حکیم ہے ۲؎ جو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے

## اقسام علم:

حضرت امام ربّانی قدس سرہٗ العزیز نے مکتوبات شریف میں نہ صرف علوم کی مختلف اقسام کا ذکر فرمایا بلکہ ان علوم کے ترجیحی درجات کی نشاندھی بھی فرمائی۔

آپ نے جن اقسام علم کا ذکر فرمایا ان میں سے اہم علوم یہ ہیں

۱۔علم الاحکام ۲۔علم الاسرار ۳؎

---

۱۔امام ربّانی، مکتوبات، دفتر اول، مکتوب: ۴۳، ۳۱۰

۲۔ایضاً، مکتوب: ۱۶۲ ۳۔ایضاً، مکتوب: ۲۶۸

marfa.com

Marfat.com

شیخ بدیع الدین کی طرف لکھے گئے ایک مکتوب میں آپ نے فرمایا:

علم الاحکام سے مراد قرآن مجید کی محکم آیات کا علم ہے اس کو علم الشرائع بھی کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید کی محکم آیات علم الشرائع کا منشأ اور مبدأ ہیں۔ یہ علم قرآن مجید کا قشر یعنی پوست ہے۔[۱]

اس علم کی وضاحت میں آپ نے فرمایا:

کہ وہ علوم و معارف جو نبوت اور اس نبوت کی ولایت کے مقام کے مناسب ہیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے شرائع ہیں چونکہ مراتبِ نبوت میں تفاوت ہے اس لیے انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام کے شرائع میں بھی اس تفاوت کے موافق اختلاف پیدا ہوا ہے۔[۲]

## علم الاسرار:

قرآنی آیات کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح کیا گیا

**هو الذی انزل علیک الکتب منه ایٰت محکمٰت هن ام الکتٰب و اخر متشٰبهٰت**[۳]

اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے آپ پر کتاب نازل کی اس کتاب کی کچھ آیات محکم ہیں جو ام الکتٰب ہیں اور کچھ متشابہات ہیں۔

---

۱۔ امام ربانی، مکتوبات، دفتر اول، مکتوب: ۲۶۸، ۲۷۶

۲۔ ایضاً دفتر اول، مکتوب: ۲۶۰ ۳۔ سورۃ آل عمران ۳:۷

marfat.com

Marfat.com

حضرت امامِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> کہ ان متشابھات آیات کا علم ہی علم الاسرار ہے یہ آیات اس علم کا مبدا ہیں۔ علم الاحکام اگر چہ قرآن حکیم کے اُمھات ہیں لیکن ان آیات کے نتائج وثمرات علم الاسرار میں ہیں۔ یہ علم درحقیقت مغزِ قرآن ہے [۱]

ان علوم کے تعارف کے بعد علم الشرائع جسے علم الفقہ بھی کہا جاتا ہے کی بابت آپ نے فرمایا:

> علم الفقہ وہ علم ہے جس سے مقصود عمل ہے۔ انسان کی نجات جن تین چیزوں میں ہے ان میں سے ایک علم الفقہ ہے۔ [۲]

علامہ احمد برکی کو ارسال کیے گئے مکتوب میں آپ نے فرمایا:

> آپ پر لازم ہے کہ علوم دینیہ کی تعلیم دیں اور جہاں تک ہو سکے احکام فقہیہ کو پھیلائیں کیونکہ یہی دونوں اصل مقصود ہیں اور انہی پر ترقی اور نجات کا مدار ہے [۳]

## مذموم اور بے ہودہ علوم:

عصر حاضر میں عموماً علم کی تقسیم دینی اور دنیاوی بنیادوں پر کی جاتی ہے۔ قرآن و حدیث اور ان سے متعلقہ علوم کو دینی اور دیگر علوم کو دنیاوی علوم کہا جاتا ہے۔

---

۱۔ حضرت امام ربانی، مکتوبات، دفتر اول، مکتوب: ۲۷۶

۲۔ ایضاً مکتوب: ۵۹　　۳۔ ایضاً مکتوب: ۲۷۶

marfat.com

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور پہلو سے بعض علوم کو مذموم علوم قرار دیا۔ آپ کے نزدیک ہر وہ علم مذموم ہے جس میں کوئی شخص گرفتار ہو کر اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق منقطع کر لے چنانچہ آپ نے فرمایا:

علم اشیاء بواسطہ گرفتاری باشیاء کہ مستلزم اعراض است از جناب
قدس او تعالیٰ وصف ذم پیدا کردہ بود و چوں گرفتاری باشیاء زائل
گشت علم اشیاء مذموم نشد، علم اشیاء چگونہ مذموم بود[1]

یعنی اگر اشیاء کے علم میں اشیاء کی گرفتاری کے باعث حق تعالیٰ
سے روگردانی ہو تو ان اشیاء کا علم مذموم ہوگا۔ اگر اشیاء کے علم
میں اشیاء کی گرفتاری ختم ہو جائے تو اشیاء کا علم مذموم نہیں ہوگا۔

آپ کے اس فرمان کے مطابق کائنات میں موجود اشیاء کا علم یا کسی بھی قسم کا علم اگر اللہ تعالیٰ سے تعلق منقطع کرنے کا باعث نہیں تو وہ علم مذموم نہیں۔

ایسے ہی آپ نے ان علوم کو بے ہودہ علوم قرار دیا جو لایعنی اور لاحاصل ہیں یعنی جن کا حصول نہ دنیاوی لحاظ سے فائدہ مند ہو اور نہ دینی لحاظ سے۔ آپ نے اس کی مثال علم ہندسہ یعنی جیومیٹری کی بعض اشکال کے علم سے دی۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:

از علوم متسق و منتظم ایشان علم ہندسہ است کہ لایعنی محض است و
مالا طائل صرف۔ مساوات زوایائے ثلث مر دو قائمہ را بچکار مے
آید و شکل عروسی و مامونی کہ جانکاہ ایشان ست''[2]

---

۱۔ مکتوبات، امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۳۰۶ ۲۔ ایضاً مکتوب: ۲۶۶

marfat.com

Marfat.com

آٹھویں عقیدہ کی وضاحت میں آپ نے فرمایا:

مرتبہ علوم میں سے ایک علم ہندسہ ہے جو محض لایعنی، بے ہوداور بے فائدہ ہے بھلا مثلث کے تینوں زاویوں کا دونوں زاویہ قائمہ کے ساتھ برابر ہونا کس کام آئے گا اور شکل عروسی اور مامونی جوان کے نزدیک بڑی مشکل ہے کس غرض کے لیے ہے۔

یہ مکتوب آپ نے اپنے پیرزادوں حضرت خواجہ عبداللہ اور حضرت خواجہ عبیداللہ علیہما الرحمۃ کی خدمت میں ارسال فرمایا۔ اس مکتوب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد کارآمد مسائل کا ذکر فرمایا اور اہل فلاسفہ کی مذمت فرمائی جنہوں نے غلط عقائد کی ترویج کی۔

آٹھواں عقیدہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے متعلق یہ تھا کہ فلاسفہ نے اس واجب الوجود کو معطل اور بے کار سمجھا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے علوم جن میں اللہ تعالیٰ کی ذات کو معطل اور بے کار قرار دیا جائے تو وہ بے ہودہ اور قابل مذمت نہیں تو اور کیا ہے۔ علم ہندسہ کی ان اشکال کے علم کو بھی آپ نے بے مقصد ہونے پر بے فائدہ قرار دیا۔ لیکن اس علم سے کسی قسم کا کوئی غلط عقیدہ ثابت نہیں کیا۔ بہرحال اگر یہ علم انسانیت کے لیے فائدہ مند ہے تو یہ مذموم اور بے ہودہ علم قرار نہیں پائے گا۔ اس علم کو درس نظامی میں بھی شامل کیا گیا۔ اس علم کی ایک کتاب ''اقلیدس'' باقاعدہ درس نظامی کے نصاب کا حصہ رہی جس کی وجہ علامہ ابن خلدون (م ۸۰۸ھ) نے یہ بیان کی کہ یہ علم فکر انسان کی نشوونما اور علم المیراث کے مسائل حل کرنے میں معاون ہوتا ہے

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ علوم بھی بیکار رہیں جن کی تعلیمات سے انسان قرآن وحدیث کی تعلیمات سے دور ہوجاتا ہے یا بنیادی عقائد

marfa.com

Marfat.com

اسلامیہ سے انکار کر دیتا ہے چنانچہ آپ نے فرمایا:

فلاسفہ بے خرد کمال را در ایجاب دانستہ نفی اختیار از واجب تعالیٰ نمودہ اثبات ایجاب نمودہ اند این بیخردان واجب را تعالیٰ وتقدس معطل و بیکار دانستہ اند[1]

بے عقل فلاسفہ نے کمال کو ایجاب میں جان کر حق تعالیٰ سے اختیار کی نفی کر کے ایجاب کو ثابت کیا اور ان بے وقوفوں نے اس واجب الوجود کو معطل اور بے کار سمجھا ہے

اور اس کے علاوہ آپ نے یہ بھی فرمایا:

علم طب، نجوم اور علم تہذیب الاخلاق جو ان تمام علوم میں بہتر ہیں گذشتہ انبیاء کرام علی نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی کتب سے چرا کر اپنے باطل اور بے ہودہ علوم کو رائج کیا[2]

اس طرح آپ نے متعدد مکاتیب میں فلاسفہ کے ان باطل نظریات وعقائد کا ذکر کرنے کے بعد ایک مکتوب میں نتیجہ کے طور پر یہ فرمایا:

بالجملہ تصدیق اینہا و تصدیق علوم اینہا مستلزم تکذیب انبیاء و تکذیب علوم انبیاء است علیہم الصلوٰت والتحیات[3]

بہر حال ان (فلاسفہ) کی اور ان کے علوم کی تصدیق سے انبیاء کرام اور ان کے علوم کی تکذیب لازم آتی ہے کیونکہ یہ دونوں علم ایک دوسرے کے نقیض ہیں۔ ایک کی تصدیق

---

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۲۶۶ ۲۔ ایضاً ۳۔ ایضاً، دفتر سوم، مکتوب نمبر ۲۳

marfat.com

Marfat.com

میں دوسرے کی تکذیب ہے۔ اب جو چاہے انبیاء کرام کی ملت میں داخل ہو کر اللہ تعالیٰ کے گروہ میں شامل ہو جائے اور نجات پائے اور جو چاہے فلسفی بن کر شیطان کے گروہ میں داخل ہو اور ہمیشہ کے لیے ناامید ہو جائے۔

بہر حال آپ کسی بھی علم کی مخالفت محض اس کے دنیاوی علم ہونے کی وجہ سے نہیں کرتے بلکہ اگر کسی بھی علم کا کوئی پہلو شریعت اسلامیہ کے مخالف ہے تو اس وجہ سے اسے مذموم علم قرار دیتے ہیں اور اگر اس علم کا کوئی پہلو شریعت سے متعلق ہے تو اسے مستحسن علم فرماتے ہیں۔

علم نجوم جس کا بظاہر دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اس علم کے بارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

**من اقتبس علما من النجوم اقتبس شعبة من السحر زاد و مازاد** [1]

جس نے علم النجوم سے کچھ سیکھا وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے جادو کا کچھ علم سیکھا۔ اب جتنا زیادہ علم نجوم حاصل کرے اس نے اتنا ہی زیادہ جادو حاصل کیا۔

گویا اس حدیث میں علم نجوم کے تعلیم و تعلم کو جادو کا ایک حصہ قرار دیا گیا جو کہ شرعاً جائز نہیں۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ علم نجوم نماز کے اوقات پہچاننے

---

۱۔ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ (ابواب الادب، باب تعلم النجوم، حدیث: ۳۷۲۶) ص: ۲۶۴

marfa.com

Marfat.com

کے لیے درکار ہے۔ اس طرح علم منطق اور حساب وغیرہ کے حاصل کرنے کی بھی مجملاً ضرورت ہے۔ غرض بہت سے حیلوں کے بعد ان علوم کی تحصیل اور ان میں مشغولیت کا جواز ثابت ہو جاتا ہے بشرطیکہ احکام شرعیہ کی معرفت اور علم کلام کی دلیلوں کی تقویت کے سوا ان کے حاصل کرنے کا کوئی اور مقصد نہ ہو۔[۱]

## ضرورتِ علم:

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کسی بھی علم کی اہمیت اس علم کے اوصاف وخصائص کے علاوہ متعلم کی شخصیت وضرورت کے حوالے سے بھی ہے یعنی ایک شخص جسے علم العقائد کی ضرورت ہے۔ اُسے علم الاخلاق کی کتب نہیں پڑھانی چاہیے۔

علامہ ابن سنامی کو آپ نے ارشاد فرمایا:

> نومسلموں کو وہ عقائد کلامیہ جو فارسی کتب میں مذکور ہیں اور احکامِ فقہیہ کی بھی تعلیم دیں تاکہ اس کے موافق اپنی زندگی بسر کریں اس نومسلم کے لیے کتاب گلستان و بوستان کا پڑھنا بیکاری میں داخل ہے۔[۲]

## علم شریعت کی فوقیت:

حضرت امامِ ربانی مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات شریف میں نہ

---

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۵۳ ۲۔ ایضاً، مکتوب: ۲۷۸

marfat.com

Marfat.com

صرف مختلف علوم کی اقسام کا ذکر فرمایا بلکہ ان علوم میں آپ نے جس علم کو سب سے زیادہ فوقیت دی وہ شریعت کا علم ہے۔آپ شریعت کے علم کو ایک معیار قرار دیتے ہیں اگر کسی بھی علم کا شریعت کے علم سے تضاد ہو جائے تو علم شریعت کو ترجیح حاصل ہوگی اور دیگر علوم کو رد کر دیا جائے گا۔

علم لدنی جو واقعتاً بہت فضیلت والا علم ہے اس علم کی بابت آپ نے فرمایا کہ علم لدنی سے مراد وہ علم ہے جو انسان کو سکر کی کیفیت میں کشف کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے جبکہ علم شریعت وہ علم ہے جو ادلۂ شرعیہ سے حاصل ہوتا ہے۔آپ مزید فرماتے ہیں۔

علامت درستی علوم لدنیہ مطابقت است باصریح علومِ شریعہ اگر سرمو تجاوز است از سکر است [1]

علومِ لدنیہ کے درست اور صحیح ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ شریعت کے صریح مطابق ہوں اگر بال بھر تجاوز ہو تو وہ سکر ہے

## علمی نظریات میں تطبیق:

بعض غیر دینی علوم نے اپنے اندر اتنی وسعت پیدا کی کہ ان علوم کے ماہرین نے بعض خالصتاً دینی مباحث جیسے عقائد، اصول فقہ اور تصوف میں براہ راست مداخلت کی۔علم منطق اس حوالے سے خاص اہمیت کا حامل ہے اس علم میں علم کی تمام اقسام کے علاوہ یہ دو اقسام بھی اہم ہیں:

---

۱۔مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب:۳۰

marfa.com

Marfat.com

۱۔علم حضوری ۲۔علم حصولی

## علم حضوری:

مناطقہ کے نزدیک علم حضوری اس چیز کا علم ہے جس کی ذات معلوم ہو لیکن وہ ذات نہ تو صورت کی محتاج ہو اور نہ ہی اس میں صورت کا کوئی واسطہ ہو جیسے مغیبات یعنی ذات باری تعالیٰ، فرشتوں، جنت اور دوزخ وغیرہ کا علم [۱]

اس علم کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:

ا۔اس علم میں نفس شے کا صرف انکشاف ہے ادراک نہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ سے متعلق یہی علم ہے [۲]

ب۔علم حضوری انفس سے متعلق ہے اس علم سے عارف اپنا تعلق واجب تعالیٰ کے ساتھ پیدا کر لیتا ہے [۳]

ج۔یہ وہ علم ہے جو عالم کو اپنی ذات کے ماسوا سے حاصل ہوتا ہے اس کے حاصل ہونے کا طریق عالم کے ذھن میں معلوم کی صورت کا حاصل ہونا ہے اور اس علم میں صورت کے حصول کی طرف محتاج نہیں ہوتا وہ اپنی ذات کا علم ہے اور یہی علم حضوری ہے [۴]

---

۱۔مولانا افتخار علی، شرح مرقات، کتب خانہ امدادیہ، دیوبند (ت۔ن) ص ۶

۲۔حضرت امام ربانی، مکتوبات، دفتر سوم، مکتوب نمبر ۴۸

۳۔ایضاً، دفتر سوم مکتوب: ۴۹، ۵۲ ۴۔ایضاً، دفتر اول، مکتوب: ۲۸۵

marfat.com
Marfat.com

د۔ اگر صورت کو شے کے ساتھ تغایر کی نسبت پیدا ہو جائے تو صورت کا علم نفس شے کے علم کو مستلزم نہ ہوگا وہ علم حضوری ہی ہے جہاں نفس شے مدرکہ میں حاضر ہے پس علم حضوری افضل ہے بلکہ علم ہی یہی ہے۔ اس علم میں عالم و معلوم میں اتحاد ہے اس علم میں معلوم نفس شے ہے نہ کہ اس کی صورت [1]

ھ۔ اس علم کی بابت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادے خواجہ محمد سعید سے فرمایا:

''معاملہ اقربیتِ اوتعالیٰ بعلم حضوری مربوط ست کہ تعلق باصل معلوم دارد نہ بظلے از ظلال معلوم و بصورتے از صور آن کہ نصیب علم حصولیست''

اللہ تعالیٰ کی اقربیت کا معاملہ علم حضوری سے وابستہ ہے جو معلوم کے اصل سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ معلوم کے ظلال میں سے کسی ظل اور اُس کی صورتوں میں سے کسی صورت کے ساتھ کہ یہ علم حضوری کا نصیب ہے [2]

## علم حصولی:

منطقیوں کے نزدیک اس سے مراد اس چیز کا علم ہے جس کی صورت معلوم ہو جیسے انسان، حیوان، سورج، چاند اور دیگر مرئی اشیاء۔ علم حصولی کی یہ پانچ صورتیں ہیں:

---

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب: ۴۸ ۲۔ ایضاً، مکتوب: ۴۸

marfa.com

Marfat.com

اول: "حصول صورة الشئ فی العقل" کسی چیز کی صورت کا عقل میں آنا

دوم: "الصُّورة الحاصلة من الشئ عند العقل" کسی چیز کی معلوم شکل کا عقل میں آنا

سوم: "الحاضر عندا لمُدرِک" وہ حاضر اور وجود جو مدرک (علم حاصل کرنے والے) کے پاس ہے

چہارم: "قبول النفس لِتلکَ الصورة" نفس ناطقہ اس صورت کو قبول بھی کرے

پنجم: "الاضافة الی صلة بین العالم والمعلوم" وہ نسبت جو عالم اور معلوم کے درمیان حاصل ہو۔

ان صورتوں میں تیسری صورت علم حصولی اور علم حضوری سے متعلق ہے۔ یعنی اگر حاضر کی ذات معلوم ہے اور صورت کا اس میں کوئی واسطہ نہیں تو علم حضوری ہے اور اگر صرف صورت معلوم ہے اور ذات کا علم نہیں تو یہ علم حصولی ہے۔

منطقیوں کے نزدیک یہ دونوں علم باہم متضاد ہیں اگر کسی چیز کا علم حصولی ہے تو اس کا علم حضوری نہیں اور اگر کسی کا علم حضوری ہے تو وہ علم حصولی نہیں۔ [1]

---

۱۔ مولنا افتخار علی، شرح مرقات، ص:۴

marfat.com

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے علم حصولی کی بابت ارشاد فرمایا:

۱۔علم حصولی آفاق کی نسبت ہے ۱؎

۲۔وہ علم جس کا تعلق اشیاء کے ساتھ ہے علم حصولی کی قسم میں سے ہے۔ ۲؎

۳۔اس علم میں شے کا انکشاف بھی ہے اور ادراک بھی نیز یہ علم درحقیقت علم حضوری کا ظل ہے۔

۴۔یہ علم درحقیقت نفس شے کا علم نہیں ہوتا بلکہ اس کی صورتوں میں سے کسی صورت کا علم ہوتا ہے اور اس میں نفس شے کی نسبت زیادہ جہل ثابت ہوتا ہے۴؎

۵۔وہ صفات جن کا وجود ذات باری تعالیٰ کے وجود پر زائد ہے ان کا علم علم حصولی کے مناسب ہے۵؎

آپ نے علم کی ان دونوں اقسام کو باہم مربوط کرتے ہوئے فرمایا:

۱۔علم حصولی درحقیقت علم حضوری کا ظل ہے ۶؎

۲۔جب حق تعالیٰ کی اقربیت کا معاملہ عارف تام المعرفت پر ظاہر ہوتا ہے اور اس بلند مقام پر متجلی ہوتا ہے تو یہ نفس اس کے حق میں

---

۱۔مکتوبات حضرت امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب:۴۹ ۲۔ایضاً، دفتر اول، مکتوب:۳۰۶

۳۔ایضاً، دفتر سوم، مکتوب:۵۴ ۴۔ایضاً، دفتر سوم، مکتوب:۴۸

۵۔ایضاً، دفتر اول، مکتوب:۲۶۰ ۶۔ایضاً، دفتر سوم، مکتوب:۵۲

marfat.com
Marfat.com

آفاق کا حکم پیدا کرتا ہے اور اس کا علم حضوری علم حصولی ہو جاتا ہے۔ وہ علمِ حضوری جو عارف کے اپنے نفس کے ساتھ تعلق رکھتا تھا واجب تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کر لیتا ہے اور عارف کے اپنے نفس کا علم جو علم حضوری تھا علم حصولی ہو جاتا ہے۔[۱]

۳۔ مراتب (روحانیہ) جو اعتبارات ذاتیہ کا منتہٰی ہے ان کے درمیان تمیز کرنا علم حصولی کے مناسب ہے اس کے بعد اگر یہ واقع ہو تو علم حضوری کے مناسب ہو گا۔[۲]

۴۔ علم حصولی کا پہلا نسیان فناء سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرا نسیان جو علم حضوری کی نسبت ہے فنائے نفس کو مستلزم ہے جو اتم و اکمل ہے[۳]

۵۔ نفس کا فنا نفسِ امارہ کے فنا پر موقوف ہے پہلے فنا میں علم حصولی کا زوال ہے دوسرے میں علم حضوری کا[۴]

ان ارشادات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف ان دونوں علوم کو باہم مربوط کیا بلکہ ان علوم کو مقامات تصوف سے منسلک بھی کیا۔

## درجاتِ علم:

حضرت امام ربانی رضی اللہ عنہ نے علم سے متعلق مذکورہ تصورات کے علاوہ علم کے درجات کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ آپ کے نزدیک علم کے یہ درجات ہیں

---

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب: ۴۹ ۲۔ ایضاً، دفتر اول، مکتوب: ۲۶۰
۳۔ ایضاً، دفتر سوم، مکتوب: ۵۲ ۴۔ ایضاً، دفتر سوم، مکتوب: ۶۰

marfat.com
Marfat.com

## علمِ ظاہر:

کسی بھی عبادت کے ظاہری مفہوم اور ظاہری الفاظ کے علم کو علم ظاہر کہا جاتا ہے لیکن آپ نے علم ظاہر کی بابت یہ فرمایا:

یہ علم کتاب وسنت کے محکمات کا علم ہے [۱]

محکمات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ شرائع اور احکام کا علم ''علم ظاہر'' ہے۔ ایک مکتوب میں آپ فرماتے ہیں:

''علماء ظواہر از علم موجود مخلوق علم بوجود خالق پیدا میکنند و وجود اثر رادلیل بر وجود موثر ساختہ ایمانے ویقینے بوجود مؤثر حاصل مینمایند'' [۲]

مخلوق کے علم سے علماء ظاہر وجود خالق کا علم پیدا کرتے ہیں اور اثر کے وجود کو مؤثر کے وجود پر دلیل بنا کر مؤثر کے وجود کا ایمان ویقین حاصل کرتے ہیں گویا علماء ظاہر کا یہ عمل علم ظاہر ہے۔

## رسوخ فی العلم:

رسوخ فی العلم کے الفاظ قرآن مجید کے اس آیت سے ماخوذ ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں:

---

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب: ۱۸ ۲۔ ایضاً، دفتر سوم، مکتوب: ۵۰

marfa.com

Marfat.com

فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ماتشابه منه ابتغاء الفتنة و ابتغاء تاویله ومایعلم تاویله الااللہ و الراسخون فی العلم یقولون امنا به کل من عند ربنا [۱]

پس جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ اس (قرآن) کے اس حصہ کے پیچھے ہو جاتے ہیں جو مشتبہ المراد ہیں شورش ڈھونڈنے کی غرض سے اور اس کا (غلط) مطلب ڈھونڈنے کی غرض سے حالانکہ ان کا (صحیح) مطلب اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور جو لوگ علم (دین) میں پختہ کار (اور فہیم) ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور (اس پر یقین رکھتے ہیں) کہ تمام (محکم اور متشابہ) آیات ہمارے رب کی طرف سے ہیں۔

عموماً کسی بھی علم میں پختگی کو اس علم کا رسوخ فی العلم کہا جاتا ہے لیکن حضرت امام ربانی رسوخ فی العلم کے متعلق فرماتے ہیں:

۱۔ متشابھات کا علم یا متشابہات کی تاویلات کا علم رسوخ فی العلم کہلاتا ہے [۲]

۲۔ کمالات ولایت کا درجات کو قطع کر کے مقام دعوت" جو انبیاء کا خاصہ ہے" کے مقام پر پہنچ کر تجلیات و مشاہدات کے حاصل ہونے کے بعد اثر سے موثر پر استدلال کرنا رسوخ فی العلم کہلاتا ہے [۳]

---

۱۔ سورہ آل عمران ۳:۷ ۲۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۱۳، ۱۸، ۵۴

۳۔ ایضاً، دفتر اول، مکتوب: ۲۷۷، دفتر دوم، مکتوب: ۴، ۳۹

marfat.com

Marfat.com

گویا آپ کے نزدیک محض علم سے اثر کے وجود کو مؤثر کے وجود پر دلیل بنا کر مؤثر کے وجود کا ایمان و یقین حاصل کرنا علم ظاہر ہے جب کہ کمالات ولایت کے حصول اور تجلیات ومشاہدات کے بعد اثر سے مؤثر پر استدلال کرنا رسوخ فی العلم ہے۔

علم ظاہر میں غلطی کا امکان ہے لیکن رسوخ فی العلم میں چونکہ ولایت کے بعد مشاہدہ بھی ہوتا ہے لہٰذا اس علم میں غلطی کا امکان ختم اور اطمینان قلب حاصل ہو جاتا ہے۔

علم کے ان دو درجات کے علاوہ آپ نے یقین کے حوالے سے علم کی تین اقسام علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کا بیان مختلف مکتوبات میں فرمایا ہے۔ [1]

## علماء کی اقسام:

ان درجات علم کی مناسبت سے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے علماء کی یہ اقسام بیان فرمائیں۔

**علمائے ظاہر:** وہ علماء جو شریعت کی ظاہری صورت کو جانتے ہیں۔ آیات محکمات جو قشر قرآن ہے کا علم رکھتے ہیں۔ عقائد درست کرنے کے بعد شرائع واحکام کا علم اور اس کے موافق عمل ان کا نصیب ہے اس طرح اثر سے مؤثر اور مخلوق سے خالق پر استدلال کرنا ان علماء کا کام ہے۔ [2]

---

[1] مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۱۷۷/دفتر دوم، مکتوب: ۳۰، ۱۳۹

[2] ایضاً، دفتر اول، مکتوب: ۲۹/دفتر دوم، مکتوب: ۱۳، ۱۸/دفتر سوم، مکتوب: ۵۰

marfa.com

Marfat.com

گویا آپ کے نزدیک محض علم سے اثر کے وجود کو مؤثر کے وجود پر دلیل بنا کر مؤثر کے وجود کا ایمان و یقین حاصل کرنا علم ظاہر ہے جب کہ کمالات ولایت کے حصول اور تجلیات و مشاہدات کے بعد اثر سے مؤثر پر استدلال کرنا رسوخ فی العلم ہے۔

علم ظاہر میں غلطی کا امکان ہے لیکن رسوخ فی العلم میں چونکہ ولایت کے بعد مشاہدہ بھی ہوتا ہے لہٰذا اس علم میں غلطی کا امکان ختم اور اطمینان قلب حاصل ہو جاتا ہے۔

علم کے ان دو درجات کے علاوہ آپ نے یقین کے حوالے سے علم کی تین اقسام علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کا بیان مختلف مکتوبات میں فرمایا ہے۔ [1]

## علماء کی اقسام:

ان درجات علم کی مناسبت سے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے علماء کی یہ اقسام بیان فرمائیں۔

**علمائے ظاہر:** وہ علماء جو شریعت کی ظاہری صورت کو جانتے ہیں۔ آیات محکمات جو قشر قرآن ہے کا علم رکھتے ہیں۔ عقائد درست کرنے کے بعد شرائع و احکام کا علم اور اس کے موافق عمل ان کا نصیب ہے اس طرح اثر سے مؤثر اور مخلوق سے خالق پر استدلال کرنا ان علماء کا کام ہے۔ [2]

---

[1] مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۱۲۷/۷ دفتر دوم، مکتوب: ۳، ۱۳۹

[2] ایضاً، دفتر اول، مکتوب: ۲۹/ دفتر دوم، مکتوب: ۱۳، ۱۸/ دفتر سوم، مکتوب: ۵۰

marfa.com

Marfat.com

**علمائے راسخین**: وہ علماء جومحکمات کے علاوہ متشابہات جو کہ مغز قرآن ہیں کا علم رکھتے ہیں دنیا سے بے رغبت اور جاہ، ریاست، مال اور بلندی کی محبت سے آزاد ہیں۔[۱]

**عالم صوفی**: ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو (محکمات ومتشابہات کے) علم کے ساتھ تصوف پر بھی عمل پیرا ہیں۔ ان لوگوں کے بارے آپ نے فرمایا ''جو کوئی عالم صوفی ہے وہ کبریت احمر یعنی اکسیر ہے یہی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نائب و وارث ہے۔ کیونکہ وہ دونوں علوم کا عالم ہے'' [۲]

**علمائے سوء**: ان علماء کے بارے آپ نے فرمایا کہ وہ علماء جن کا علم ان کے اپنے نفس کے حق میں صفر ہو علماء سوء کہلاتے ہیں۔ یہ علماء شیطان کے نائب ہیں [۳]

علماء کی اقسام ذکر کرنے کے بعد آپ نے متعدد مکاتیب میں علماء کے فضائل بھی بیان فرمائے ایک مکتوب میں آپ نے فرمایا:

قیامت کے روز علماء کی روشنائی اور شہید کے خون کا وزن کیا جائے گا تو روشنائی کا وزن خون سے بڑھ جائے گا [۴]

---

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب: ۳۳ او دفتر دوم، مکتوب: ۱۳، ۱۸

۲۔ ایضاً، دفتر دوم، مکتوب: ۵۷ ۳۔ ایضاً، دفتر اول، مکتوب: ۳۳ ۴۔ ایضاً

marfat.com

Marfat.com

علماء حق کے فضائل کے علاوہ آپ نے علماء سوء کی مذمت بھی بیان فرمائی اس ضمن میں آپ نے فرمایا:

ایسے علماء دین کے چور ہیں اور شیطان کے نائب ہیں۔ [1]

الغرض حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کے تعلیمی نظریات کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ کے نزدیک جمیع اقسام علم میں سے علم شریعت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے کوئی بھی علم جو قرآن وحدیث کی تعلیمات کے مخالف ہے وہ علم مذموم ہے اگر کسی علم کا کسی بھی طرح سے اسلام کے ساتھ تعلق ہے تو اس کو حاصل کرنا جائز ہے

کسی بھی شخص کو اس کی دینی حالات کے مطابق جن علمی کتب کی ضرورت ہوا سے انہیں کتب کو پڑھنا چاہیئے اس کے علاوہ دیگر کتب خواہ کتنی ہی بہتر کیوں نہ ہوں اس کے لیے درست نہیں

آپ کی تعلیمات کے مطابق علمِ شریعت ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے کسی بھی قسم کا علم اگر چہ وہ علم لدنی ہی کیوں نہ ہو اس کے صحیح ہونے کا معیار علم شریعت ہے۔

آپ کے نزدیک علم کے حصول کے دو بڑے درجے ہیں۔ علم ظاہر یعنی شرائع و احکام کا علم جب کہ رسوخ فی العلم وہ درجہ ہے جس میں کوئی شخص قرب الٰہی کا وہ مقام حاصل کرتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ براہ راست اس کے دل میں علوم ومعارف اتارتا ہے۔

علم جو اللہ تعالیٰ کی اہم صفت ہے جو لوگ اس صفت الٰہی سے جس قدر متصف ہوتے ہیں ان کا درجہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنا ہی بلند ہوتا ہے بشرطیکہ ان میں حُب دنیا اور حُب جاہ کی بجائے اخلاص اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہو۔

---

[1] مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۵۳، ۱۹۴

marfa.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

# شیخ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ

# کا

# عربی اسلوب نگارش

ڈاکٹر افتخار احمد خان

marfa.com

Marfat.com

# حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا عربی اسلوب نگارش

## (عربی مکاتیب کی روشنی میں)

ڈاکٹر افتخار احمد خان

شعبۂ عربی جی سی یونیورسٹی فیصل آباد

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين وعلى اله وأصحابه أجمعين أمابعد!

فقال الله سبحانه وتعالیٰ:

الاإنّ أولياء الله لا خوف عليهم ولاهم يحزنون۔ [1]

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا شماران اُساطین امت اور مصلحین میں ہوتا ہے جنھوں نے اِحیائے اسلام اور اِعلائے کلمۃ اللہ کے لئے گرانقدر خدمات انجام دیں اور وقت کے سنگین فتنوں کا سد باب کیا، امت کو جرأت افکار کی حقیقت سے آگاہی بخشی اور خاموش انقلاب بپا کیا۔ آپ رحمہ اللہ ۹۷۱ھ سرھند میں پیدا ہوئے آپ کی پرورش ھند میں مروجہ طریقوں کے مطابق ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اور کچھ علوم وفنون اپنے والد محترم سے سیکھے اور علامہ کمال کشمیری جیسے نامور اساتذہ سے زانوئے تلمذ کیا۔ آپ کی شہرہ آفاق تصنیفات میں سے رسالہ تہلیلیہ، رسالہ اثبات النبوۃ، مبدأ ومعاد، مکاشفات غیبیہ اور معارف لدنیہ قابل ذکر ہیں۔ ان نگارشات میں سے رسالہ اثبات

---

ا۔ سورۃ یونس:۶۲

marfa.com

Marfat.com

النبوۃ، رسالہ تہلیلیہ اور بعض دیگر مکتوبات جو عربی میں ہیں یہی ہمارے مقالہ کا موضوع ہیں جسکو میں نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

۱۔ عربی مکتوبات کا تعارف واہمیت ۲۔ مکتوبات امام ربانی کا تجزیاتی و منہجی مطالعہ

۳۔ عربی اسلوب نگارش کے فنی محاسن

مکتوب نگاری کا فن قدیم ہے۔ جس کے آغاز کا تاریخی طور پر تو صحیح علم نہیں ہو سکا البتہ اسکے شواھد قبل از اسلام زمانہ جاھلیت سے ملتے ہیں اور قدیم ترین کُتاب میں سے عدی بن زید، لقیط بن یعمر الایادی اور حرب بن امیہ جدِّ معاویہ بن ابی سفیان کے اسماء قابل ذکر ہیں ۲۔ جب ھم عصر صدر اسلام کی طرف نظر دوڑاتے ہیں تو پتہ چلتا ہے۔ کہ لکھنے پڑھنے والوں کی تعداد بہت کم تھی لیکن فراست نبوی کی بدولت اسمیں خاصا اضافہ ہوتا چلا گیا اور سیدنا علی بن ابی طالب، عثمان بن عفان، زید بن ثابت رضی اللہ عنہم جیسے مشہور و معروف کاتبین نہ صرف منظر عام پر آئے بلکہ گراں قدر خدمات بھی انجام دیں یہ سلسلہ بڑی شدومد سے آگے بڑھتا رہا حتی کہ اموی وعباسی دور میں مستقل فن کی شکل اختیار کر گیا اور سرکاری سطح پر ارباب حکومت سے پذیرائی ملی اور دیوان الجند، دیوان الخراج، دیوان البرید، دیوان الخاتم، دیوان الرسائل جیسے معاھد وجود میں آئے اور مکتوب نگاری کے ارتقاء وتطور میں اہم کردار ادا کیا جس کی بدولت معاویہ بن ابی سفیان ، زیاد بن ابیہ، حجاج بن یوسف، عبدالحمید الکاتب، ابن المقفع، جاحظ، ابو العلاء المعری اور

(۲) تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔ الاغانی لاصفہانی ۲۰، ۱۸، ۴۲، وجمھرۃ انساب العرب ص ۳۔۲، ۱ المفصل فی تاریخ الأدب العربی لاحمد الاسکندری ص ۱۶۱، الفن ومذاھبہ فی النثر العربی لشوقی ضیف ص ۱۸، وجمھرۃ رسائل العرب لاحمد زکی صفوت۔

marfat.com

Marfat.com

حسن بصری، جیسے اصحاب فن پیدا ہوئے اور گرانقدر خدمات انجام دیں اسی سلسلہ کی ایک کڑی برصغیر پاک وھند کے نامور ادیب صوفی و مجدد حضرت شیخ احمد سرھندی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ہیں جنھوں نے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کرتے ہوئے مکاتیب کو اپنے پیغام کی نشرواشاعت کا ذریعہ بنایا اور باطل فکر کو مٹایا اسی طرف علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اشارہ فرماتے ہوئے کہتے ہیں:

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان — اللہ نے بر وقت کیا جس کو خبردار

برصغیر پاک وھند میں شیخ احمد سرھندی رحمۃ اللہ علیہ کا نام دینی بیداری اور مسلم تشخص کی حفاظت کے لئے کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ آپکے مکاتیب نے علمی وفکری اور دعوتی وتحریکی میادین میں اپنی اہمیت کو منوایا یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپکے نام اور کام کو دوام بخشا کہ انکی شخصیت کے ہر پہلو پر دنیا بھر میں لکھا جارہا ھے [۱] پاکستان میں فکر مجدد پر کام کرنے والوں میں صوفی غلام سرور نقشبندی [۲] ڈاکٹر محمد مسعود احمد [۳] اور ڈاکٹر محمد ھمایوں عباس شمس [۴] اور پروفیسر محمد اقبال مجددی [۵] کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

---

۱۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں "مکتوبات امام ربانی کے مآخذ از ڈاکٹر محمد ھمایوں عباس شمس، 2008، تحقیقات لاہور اور راقم کا مقالہ بعنوان "دراسۃ وتحقیق مکتوبات الامام ربانی" مطبوعہ مجلہ معارف اولیاء لاہور۔

۲۔ آپکی کاوشوں کے نتیجے میں ارمغانِ امام ربانی (مجموعہ مقالات) فکرِ ربانی (مجموعہ مقالات) عقائد اھل سنت وجماعت، اور نذرِ مجدد (مجموعہ مقالات) قابل ذکر ہیں۔

۳۔ آپکی بے مثال کاوش موسوعہ جہان امام ربانی 11 مجلدات میں اور باقیات جہان امام ربانی تین مجلدات کی شکل میں ہے

۴۔ آپکی نگارشات میں مجدد الف ثانی کی تفسیری وفقہی خدمات مقالہ برائے پی ایچ ڈی مکتوبات امام ربانی کے مآخذ، اور معارف حدیث قابل ذکر ہیں۔

(۷) آپکی جھود سے مقامات معصومی، مقامات مظہری ودیگر کتب شائع ہوئیں۔

marfa.com

Marfat.com

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے مکاتیب تین دفاتر پر مشتمل ہیں ان میں ۵۳۶ مکتوبات اور مکتوب الیھم کی تعداد ۱۹۲ ہے۔ اس گرانقدر علمی سرمایہ میں ۲۲ مکتوبات عربی میں ہیں شیخ کے عربی اسلوب نگارش پر بات کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ عربی مکاتیب کے موضوعات کا تعارف، اہمیت وافادیت اور اثر انگیزی پر بات کی جائے

دفتر اوّل: یہ ۳۱۳ مکتوبات پر مشتمل ہے اور درالمعرفت کے نام سے موسوم ہے اس میں ۱۲ مکتوبات عربی میں ہیں باقی سارے فارسی میں ہیں۔

مکتوب نمبر ۲۱: یہ مکتوب شیخ محمد بن موسیٰ ملی لاھوری کی طرف ہے جس میں درجات ولایت خصوصاً ولایت محمدی اور نسبت نقشبندیہ کی بلندی اور انکے دائمی حضور کا ذکر ہے۔

مکتوب ۲۲: یہ مکتوب شیخ عبدالمجید کی طرف ہے جس میں روح اور نفس کا باہمی تعلق، انکے عروج ونزول، روحی وجسدی فنا وبقا کا ذکر ہے اور اسی طرح مقامِ دعوت، فانی اور مخلوق کی طرف لوٹائے گئے اولیاء کے درمیان فرق اور اللہ تعالیٰ کے نور کو ظلمت اور لامکانی کو مکانی کے ساتھ جمع کرنے کا ذکر ہے۔

مکتوب ۲۳۔ یہ مکتوب عبدالرحیم جو خان خاناں کے نام سے مشہور ہیں کی طرف لکھا گیا اس میں شیخ ناقص سے اخذ طریقہ سے منع کرنے، اسکے مضرات، اور کفریہ القابات رکھنے سے روکنے کا ذکر ہے

مکتوب ۲۴۔ یہ محمد قلیج خان کی طرف ہے اس میں درج ذیل امور زیر بحث ہیں:

(i) صوفی کائن بائن ہوتا ہے

(ii) دل ایک سے زیادہ اشیاء سے تعلق نہیں رکھ سکتا۔

(iii) محبت ذاتی کا ظہور۔

marfat.com

Marfat.com

(iv) مقربین و ابرار کی عبادت کے درمیان فرق

(v) بندہ اور رب تعالیٰ کے درمیان حجاب صرف نفس ہے

(vi) محبت ذاتی موجود ہونے کی صورت میں محبوب کا انعام اور اس کی طرف سے تکلیف دونوں برابر ہو جاتے ہیں۔

(vii) ابرار و نیکوکار اللہ تعالیٰ کی عبادت، خوفِ عذاب اور طمعِ ثواب کے لئے کرتے ہیں

مکتوب ۲۵: یہ مکتوب خواجہ جہان کی طرف ہے جس میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنھم کی متابعت کی ترغیب کا ذکر ہے یہ کہ تمام کمالات روح و سرّ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے وابستہ ہیں۔

مکتوب ۲۶۔ یہ خط مولانا الحاج محمد لاھوری کی طرف ہے جس میں واضح کیا گیا ہے کہ شوق ابرار کو ہوتا ہے نہ کہ مقربین کو۔

مکتوب ۱۳۵۔ یہ رسالہ مخلص دوست محمد صدیق کی طرف مراتب ولایت اور بعض خصوصیات کے بارے میں ہے یہ کہ ولایت خاصہ محمدیہ عروج و نزول کے دونوں پہلوؤں کے اعتبار سے تمام مراتب ولایت سے ممتاز ہے۔

مکتوب ۱۵۸۔ یہ مکتوب شیخ حمید بنگالی کی طرف صادر فرمایا گیا جس میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ استعدادوں میں فرق کے مطابق مراتب کمال میں بھی فرق ہوتا ہے اور یہ کہ کمال میں تفاوت کبھی کمیت کے لحاظ اور کبھی کیفیت کے اعتبار سے اور کبھی بیک وقت دونوں اعتبار سے ہوتا ہے۔

مکتوب ۲۰۵ یہ مختصر سا رسالہ محمد اشرف کابلی کی طرف لکھا جس میں اصل مقصود صاحب شریعت علیہ وسلم کی متابعت کا ذکر ہے۔

marfa.com

Marfat.com

مکتوب ۲۸۹: مولانا بدرالدین کی طرف لکھے گئے اس خط میں قضا و قدر کے اسرار و رموز بیان کئے گئے ہیں اور یہ موصوف کے طویل ترین عربی خطوط میں سے ہے۔

مکتوب ۲۹۷: اس مکتوب کے مرسل الیہ مولانا بدرالدین سرھندی ہیں جس میں ذات الٰہی کے احاطہ کرنے کا ذکر اور اسکی مثالوں سے وضاحت کی گئی ہے، اور اسی طرح وجوبی و امکانی مراتب کی حفاظت و رعایت کا ذکر ہے

مکتوب ۳۰۸: اس کے مکتوب الیہ مولانا فیض اللہ پانی پتی ہیں جس میں معروف حدیث نبوی علیٰ صاحبہ الصلوۃ والسلام "کلمتانِ خفیفتان علی اللسان و ثقیلتان فی المیزان ......" کی وضاحت کی گئی ہے

دفتر دوم: یہ دفتر ۹۹ مکتوبات پر مشتمل ہے اور نور الخلائق کے نام سے مشہور ہے اس میں ایک عربی مکتوب ہے جو مولانا محمد صدیق کی طرف ہے جس میں اللہ تعالیٰ بعض کاملین کے ساتھ بالمشافہۃ کلام فرماتا ہے کا ذکر ہے۔

دفتر سوم: یہ دفتر قرآن کی سُور کے مطابق ۱۱۴ مکتوبات پر مشتمل ہے اور معرفۃ الحقائق کے نام سے موسوم ہے بعد میں دس مکاتیب کا اضافہ ہوا اس طرح کل تعداد ۱۲۴ ہو گئی اس میں ۹ مکتوبات عربی میں ہیں جن کے مضامین کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مکتوب ۱۹: اس خط کے مرسل الیہ میر محمد نعمان ہیں جس میں قرآنی آیت ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ کی وضاحت کی گئی ہے

مکتوب ۴۵: یہ رسالہ مولانا سلطان سرھندی کی طرف ہے جس میں مومن کے دل کے بلند مقام و مرتبہ اور ایذاء رسانی سے منع کرنے کا ذکر ہے۔

مکتوب ۴۶: یہ خط مخدوم زادہ خواجہ محمد سعید کی طرف صادر فرمایا جس میں عروج و نزول کا ذکر

marfat.com

Marfat.com

ہے یہ خط معنیٰ منقول ہے۔

مکتوب ۵۳: حضرت مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف لکھا گیا یہ خط ذات اور صفات کے وجودی اور شھودی طور پر زوال کے ذکر کے متعلق ہے۔

مکتوب ۴۷۔ اس رسالہ کے مکتوب الیہ مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم ہیں جس میں صاحب فصوص ابن عربی کے کلام کی شرح تجلی ذات اور اسکی تحقیق اور اس بارے میں آپ رحمہ اللہ کی خاص رائے کا ذکر ہے۔

مکتوب ۱۱۷۔ اس کتاب کے مکتوب الیہ شیخ غلام محمد ہیں جس میں قرآنی آیت ان فی ذلك لذكرى کے مفہوم کی وضاحت اور دیگر اعتراضات کا ذکر ہے

مکتوب ۱۱۸: یہ مکتوب مولانا عبدالقادر انبالوی کی طرف ہے جس میں شیخ سھروردی کی کتاب العوارف میں مذکور مرفوع حدیث مصطفیٰ ''قرآن کی جو بھی آیت ہے اس کا ایک ظاھر اور ایک باطن.....کی وضاحت کا ذکر ہے

مکتوب ۱۱۹: یہ خط مولانا مودود محمد کی طرف ہے جس میں شیخ شھاب الدین سھروردی کی کتاب العوارف کے نویں باب جس میں ''صوفیہ کی طرف منسوب اقوال'' کی وضاحت کا ذکر ہے۔ ان میں مذکورہ موضوعات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ شیخ مجدد الف ثانی نے تصوف سے متعلق اھم ترین موضوعات پر گفتگو فرمائی ہے لہذا ایسے موضوعات جو حقیقت میں ناقص اور تصوف کے حوالہ سے قابل اعتراض تھے ان پر تنقید بھی فرمائی ہے یوں لگتا ہے کہ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے پیش نظر تصوف سے متعلق رائج اور مشہور مصطلحات کی وضاحت بھی تھی کہ آپ نے غلط رسوم ورواج پر رائج الوقت نظریات کی تصحیح کے عظیم الشان منصب پر فائز ہوتے ہوئے انتہائی محتاط و تحقیقی رویہ اپنایا ہے۔ جہاں تک آپکے منہج

marfa.com

Marfat.com

کا تعلق ہے تو وہ بہت سے فنی اوصاف و خصائص سے متصف ہے چند ایک محاسن حسب ذیل ہیں :

☆ اکثر مکاتیب گرامی دعائیہ کلمات سے شروع ہوتے ہیں جس سے حضرت شیخ کا انداز گفتگو بھی ظاہر ہوتا ہے اور یہ بھی کہ آپ کے قلب مبارک میں عامۃ الناس کے لئے جس قدر چاہتیں اور خواہشیں پوشیدہ تھیں ایسا لگتا ہے کہ دل مبارک ان خوبصورت جذبات و احساسات کی آماجگاہ تھا جن سے ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کا سینۂ انور معمور تھا آپ کے مستعملہ اور مستخدمہ دعائیہ کلمات میں سے :

الحمد للہ و السلام علی عبادہ الذین اصطفی [1]

سلّمکم اللہ سبحانہ وعافاکم بحرمۃ سید المرسلین علیہ وعلی آلہ الصلوات و التسلیمات [2]

سلم اللہ تعالی قلبکم وشرح صدرکم وزکی نفسکم.... [3]

ثبتنا اللہ سبحانہ وایاکم علی جادۃ الشریعۃ المصطفویۃ علی صاحبھا الصلوۃ و السلام و التحیۃ [4]

---

۱۔مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب: ۵۱، ۷۴، ۱۱۷ ۲۔ایضاً، دفتر اول، مکتوب: ۲۳

۳۔ایضاً، دفتر اول، مکتوب: ۲۵ ۴۔ایضاً، دفتر اول، مکتوب: ۲۶

marfat.com

Marfat.com

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد و آله اجمعين ۱؎

نحمده ونستعينه ونصلى على سيدنا ومولانا وشفيع ذنوبنا محمد واله واصحابه ۲؎ قابل ذکر ہیں اسی طرح مکتوبات کے اختتام پر بھی دعائیہ کلمات بکثرت آئے ہیں جیسے:

والسلام عليكم وعلى جميع من اتبع الهدى ۳؎

والسلام ختام الكلام ۴؎

والسلام اولا واخرا ۵؎

الحمد لله اولا واخرا والصلوة والسلام على نبيه دائما وسرمدا ۶؎

والسلام على من اتبع الهدى والتزم متابعة المصطفى عليه وعلى اله الصلوات والتسليمات دائما ۷؎

---

۱۔مکتوب:۴۵ ۲۔مکتوب:۴۶ ۳۔مکتوب:۲۱،۲۳،۲۹۷،۵۱

۴۔مکتوب:۲۲ ۵۔مکتوب:۲۳ ۶۔مکتوب:۲۶ ۷۔مکتوب:۲۰۵

marfa.com

Marfat.com

☆ دعائیہ کلمات کے بعد کبھی کبھی اما بعد کے کلمات بھی استعمال کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر آپکا مکتوب: ۴۵ جو سلطان السرھندی کی طرف مؤمن کے دل کے بلند مقام ومرتبہ کے بارے میں ہے اور مکتوب: ۲۸۹ جو مولانا بدرالدین کی طرف اسرار قضاوقدر کے متعلق ہے۔

☆ قرآنی آیات واحادیث نبویہ سے استشہاد واستدلال آپکے منہج کی اہم ترین خوبیوں میں سے ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مجددؒ کے ہاں استدلال کی اساس کس قدر قوی ومضبوط ہے اور یہ تاثر بھی زائل ہوا کہ صوفیہ کے ہاں علمی پیش رفت مطلوب نہیں ہوتی بلکہ انکے ہاں صرف عقیدت مندی کی کاروائی کارفرما ہوتی ہے

دفتر اوّل مکتوب: ۲۳، ۲۶، ۱۵۸، ۲۸۹، ۳۰۸، دفتر دوم مکتوب: ۵۱، اور دفتر سوم مکتوب: ۹، ۱۹، ۴۶، ۵۳، ۱۱۷، ۱۱۸ اس ضمن میں خوبصورت کڑیاں ہیں۔

☆ چوتھی صفت یہ ہے کہ آپ نے جابجا اپنے کلام کو عربی وفارسی شعراء کے کلام سے مزین فرمایا ہے جو آپکی وسعت نظری، کثرت مطالعہ اور عمیق سوچ کا آئینہ دار ہیں اس امر کی توثیق کے لئے مکتوب: ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۶، ۱۳۵ دفتر سوم مکتوب: ۵۳، ۴۷ ملاحظہ فرمایئے۔

☆ منہج مجدد الف ثانیؒ کے خصائص میں سے استدلال عقلی ونقلی ایک اہم وصف ہے اور یہ انداز مکاتیب میں واضح اور کھلا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ جس کی عمدہ مثال میر محمد نعمان کو آیت مبارکہ ﴿ما اٰتاکم الرسول فخذوہ﴾ کی وضاحت میں لکھا ہوا مکتوب ہے۔

☆ مخالفین کا رد اور معترضین کے اعتراضات کا جواب نہایت ہی بلیغ، علمی، ادبی وتحقیقی

marfat.com
Marfat.com

انداز میں دیتے ہیں یہ ان مکاتیب کا امتیاز ہے جس کی واضح و بین مثال شیخ غلام محمد کی طرف آیت مبارکہ ﴿ان فی ذلک لذکری ﴾ کی وضاحت اور دیگر اعتراضات کے جواب میں لکھا ہوا مکتوب اور مولانا بدرالدین کی طرف اسرار قضاء وقدر کے متعلق لکھا ہوا مکتوب ہے۔

☆ شیخ مجدد مصلح اور داعی تھے آپکا داعیانہ لب ولہجہ ان خطوط سے ظاہر ہوتا ہے آپ ایسے الفاظ وکلمات کا انتخاب کرتے ہیں جو جزلہ ومالوفہ اور عام فہم ہوتے ہیں اور ان میں اپنائیت اور پیار کا رنگ نظر آتا ہے، اور اسی طرح ہر شخصیت کے شایان شان القابات استعمال کرتے اور نبی رحمت ﷺ کے نام نامی کے ساتھ درود وسلام لکھنے کا نہ صرف اہتمام فرماتے بلکہ ایسے کلمات کا انتخاب فرماتے جس سے آپ کی محبوب رب العالمین احمد مجتبی ﷺ کے ساتھ بے پناہ عقیدت، محبت اور عشق کا اظہار ہوتا ہو۔

ڈاکٹر زکی مبارک نے اپنی انتہائی وقیع کتاب "النثر الفنی فی القرن الرابع" میں جن نثری فنی محاسن کا ذکر کیا ہے کاش وہ دسویں اور گیارھویں صدی جو کہ دور انحطاط شمار ہوتا ہے اس دور کے اساطین نثر کا شمار بڑے نثر نگاروں میں کرتے اور پھر ان کے نثر میں فنی محاسن کا ذکر کرتے تو ان میں حضرت شیخ احمد سرھندی کا ذکر ضرور کرتے۔ حضرت شیخ مجدد کے مکتوبات فارسی زبان کے تو شاہکار ہیں ہی لیکن وہ مکتوبات جنہیں آپ نے عربی میں تحریر فرمایا وہ یقیناً عربی زبان کے نمائندہ نمونے بھی ہیں اور انہیں عربی ادب کے شہ پارے بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔

marfa.com

Marfat.com

## اسلوب نگارش ایسا کہ دل کو چھو لے:

فصیح عربی میں لکھے گئے یہ خطوط عجب سحر انگیزی کا تاثر دیتے ہیں بلکہ کئی ایک مقامات پر قرآنی انداز غالب نظر آتا ہے۔ بطور مثال مکتوب: 22 جو حضرت شیخ محمد مفتی لاہوری کے نام تحریر فرمایا اس کی ابتداء اس انداز سے ہوتی ہے:

"سبحان من جمع بين النور والظلمة وقرن اللا مكانِيّ المتبرّئ عن الجهةمع المكانی الحاصل فی الجهة فحببّ الظلمة إلى النور فعشق بهاوامتزج معها بكمال المحبةليز داد بهٰذاالتعلق جلاء ه، ويكمل بمجاورة الظلمةصفاء ه كالمِرآة اذااُريد صقالتها........رفع رأسه وتذكر ماضل عنه فرجع القهقرى قائلا"۔ ا

دوسری وجہ امتیاز یہ نظر آتی ہے کہ آپ اکثر اوقات اپنے کلام مبارک کو آیات قرآنیہ سے مدلل و مزین فرماتے ہیں مثلاً اس حصہ کلام کو بغور دیکھئے جس میں شیخ ناقص سے اخذ طریقہ سے منع کرنے، اور اس کے مضرات اور کفریہ القابات رکھنے سے روکنے کا ذکر ہے اور پھر استدلال کے لئے سورۃ ابراھیم کی آیت کریمہ مثل كلمة خبيثة كشجرة خبيثة...... وفرعها فی السماء کو بغور دیکھئے یوں لگتا ہے کہ کلام مبارک کو جیسے نغوں سے جڑا ہے

---

ا۔مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب:۲۲ ۲۔ایضاً، دفتر اوّل، مکتوب:۲۳

marfat.com

Marfat.com

اسی طرح کے امتیازات اور مزید مثالیں دفتر اوّل مکتوب: ۱۵۸، ۲۸۹، اور دفتر سوم مکتوب: ۱۹، ۵۳، ۵۳ اور ۱۱۸، میں موجود ہیں۔

☆ تیسری خوبی استدلال عقلی و نقلی ہے بے شمار مقامات ایسے ہیں جہاں حضرت الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے استدلال عقلی کو اکٹھا کیا ہے اور اس کے لئے عقلی و نقلی دلائل کو یکجا کر دیا ہے جس سے اتمام حجت بھی ہوتا ہے اور اسلوب میں حسن بھی پیدا ہوتا ہے مثال کے طور پر دفتر اوّل مکتوب: ۳۸ میں معروف حدیث مبارک "کلمتان خفیفتان علی اللسان کے معانی کی وضاحت کرتے ہوئے خوبصورت اور حسین انداز میں استدلال عقلی اس انداز سے کرتے ہیں

...."وجه خفتهما على اللسان ظاهر لقلة الحروف وأما وجه ثقلهما في الميزان وكونهما حبيبتين إلى الرحمان فلأن الجزء الأوّل من الكلمة الأُولى يفيد تنزيهه تعالى وتقديسه سبحانه عمالايليق بجناب قدسه عزّوجل وإبعاد جناب كبريائه عن صفات النقص وسمات الحدوث والزوال ...."

پھر مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وحاصل الكلمة الثانية اثبات جميع التنزيهات والتقديسات له تعالى مع اثبات العظمة والكبرياء له .....وأيضاالتسبيح مفتاح التوبة بل زبدة التوبة ....وسيلة إلى محو الذنوب وعفو السيئات فلا

marfa.com

Marfat.com

جرم یکون ثقیلا فی المیزان رمرجّحاً لکفة الحسنات
وحبیباًإلی الرحمن لأنّه سبحانه یحبّ العفو [1]

## خطابی اسلوب:

آپ کے اسلوبِ مبارک کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ کے مکاتیب و نگارشات میں خطابی اسلوب پایا جاتا ہے ذہنوں کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر بیدار کرتا ہے اور استعداد کار کو مہمیز لگاتا ہے بس اسی اسلوب خطابی میں بار ہا استدلال بالفلسفۃ یا استدلال بالمنطق کا انداز واضح اور کھلا ہوا محسوس ہوتا ہے اور اسی طرح کے طریقہ استدلال کو الاستدلال بالفلسفہ یا الاستدلال بالمنطق کا نام دے سکتے ہیں۔ آپ اکثر تعلیم کی خاطر اپنے منسوبین کو خطاب کر کے فرماتے ہیں اور تلقین کا یہ انداز بے پناہ اثر انگیز معلوم ہوتا ہے مکتوب: ۲۳ میں فرماتے ہیں:

اعلم أیها الأخ القابل لظهور الکمالات أظهر الله سبحانه وتعالی فِعلکم من القوّة أن الدنیا مزرعة الآخرة فویل لمن لم یزرع فیها وعطل أرض الاستعدادات وأضاع بذر الأعمال .....بین الطرق وبین الاستعدادات المختلفة سلکه طریق السلوک ابتداءً فاضلَ عن الطریق لماضلّ" [2]

---

۱۔☆ دفتر اوّل، مکتوب: ۳۸

۲۔☆ دفتر اوّل، مکتوب: ۲۳

marfat.com
Marfat.com

اسی طرح مکتوب نمبر ۱۳۵، ۱۵۸، ۳۰۸، اور دفتر دوم سے مکتوب نمبر ۵۱ خطابی اسلوب وانداز کی عمدہ و بہترین مثالیں ہیں۔

## حکیمی اسلوب:

اسی طرح ایسے اسلوب کی مثالیں بھی بہت عام ملتی ہیں جسے علم البدیع کی زبان میں الاسلوب الحکیمی کہا گیا ہے دیکھیے مکتوب: ۱۹ کی یہ عبارت:

الحمد للّٰہ ربّ العلمین فی السراء و الضراء و في العافية و البلاء فعل الحكيم جلّ سلطانه لا يخلو عن حكمة و مصلحة لعل اللّٰه سبحانه يريد به الصلاح ﴿عسىٰ ان تكرهو ا شيئا و هو خيرلكم و عسىٰ أن تحبوا شيئا و هو شرلكم و اللّٰه يعلم و انتم لا تعلمون﴾ (سورۃ البقرۃ آیت۲۱۶) فاصبروا علىٰ بلائه و ارضوا بقضائه سبحانه و تعالىٰ و اثبتوا علىٰ طاعاته تعالىٰ و اجتنبوا عن معاصيه سبحانَه' اِنّا للّٰه و انّا اليه راجعون(سورة البقرة: ۱۵۶)قال اللّٰه تبارک و تعالىٰ ﴿ماأصابكم من مصيبة فبما كسبت أيديكم و يعفو عن كثير ﴾ (الشورىٰ : ۳۰)فتوبوا الىٰ اللّٰه سبحانه و استغفروا ربّكم عما كسبت أيدينا و اسئلوا العفو و العافية من اللّٰه سبحانه فانّه' تعالىٰ عفوّ

marfa.com

Marfat.com

يحب العفو و اجتنبوا عن البلاء ما استطعتم فانّ الفرار مما لا يطاق من سنن المرسلين عليهم الصلوات و التسليمات و نحن في عين البلاء مع العافية فلله سبحانه الحمد و المنة۔ [1]

## الفاظ وتراکیب کا حسین امتزاج:

پانچویں صفت بطور خاص قابل ذکر ہے اس صفت کو ہم الفاظ وتراکیب کا حسین امتزاج بھی کہہ سکتے ہیں یعنی حضرت شیخ الفاظ کے استعمال میں انتہائی محتاط دکھائی دیتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ تراکیب ایسی لاتے ہیں کہ خالص عرب اگر پڑھیں تو عش عش کر اٹھیں اور ان تراکیب کے استعمال میں آورد کا پہلو کہیں بھی نظر نہیں آتا بس ہر طرف آمد ہی آمد ہے یوں لگتا ہے الفاظ آپ کے حضور ہاتھ باندھے حاضر رہتے ہیں اور آپ سلیقے کے ساتھ جب چاہیں اور جیسے پسند فرمائیں ان الفاظ کو چنتے اور انتہائی سلیقے کے ساتھ جڑتے جاتے ہیں۔ انھی الفاظ کے حسین جڑاؤ سے خوبصورت تراکیب تشکیل پاتی ہیں اور اگر الفاظ لاجواب اور تراکیب بے نظیر ہوں تو ان خوبصورت اور حسین و دلفریب الفاظ کا کیا کہنا بس نورٌ علی نور ہی سمجھیے جناب حضرت شیخ کے ہاں ایسے ہی خوبصورت اور حسین و دلفریب تراکیب باہم دگر ملی اور جڑی ہوئی محسوس ہوتی ہیں ایسے ہی خوبصورت الفاظ اور حسین و دلفریب تراکیب کو یکجا دیکھنے کے لیے دفتر اوّل

---

۱۔ مکتوبات امامِ ربانی، دفتر سوم، مکتوب: ۱۹

marfat.com
Marfat.com

مکتوب: ۲۴ کی یہ عبارت قابلِ ملاحظہ ہے:

"و القلب لا يتعلق محبته بأكثر من واحد فما لم يزل تعلقه الحبي بذلك الواحد لم يتعلق بما سواه محبته وما يرى من كثرة مراداته و تعدد تعلق محبته بالأشياء المتكثرة كالمال و الولد و الرياسة و المدح و الرفعة عند الناس فثمه أيضا محبوبه لا يكون الا واحدا و هو نفسه..."

اسی طرح کے خوبصورت وحسین وجمیل کلمات وتراکیب کا استعمال کرتے ہوئے اسی مکتوب میں کچھ اس طرح سے بھی رقمطراز ہیں:

" هذه رتبة المقربين فإنّ الإبرار إنمايعبدون الله خوفا وطمعا وهما راجعان إلى انفسهم لعدم فوزهم بسعادة المحبة الذاتية فلاجرم يكون حسنات الأبرار سيئات المقربين فحسنات الأبرار حسنات من وجه وسيئات من وجه وحسنات المقربين حسنات محضة "[1]

---

۱۔ مکتوباتِ امامِ ربانی، دفتر اوّل، مکتوب: ۲۴

marfa.com

Marfat.com

## ایجاز واطناب:

شیخ رحمہ اللہ کے مکتوبات ایجاز واطناب کا حسین ودلفریب مرقع ہیں آپ مقتضی الحال کوملحوظ رکھتے ہیں آپ کے طویل ترین مکاتیب میں مکتوب: ۲۸۹ جو مولانا بدر الدین کی طرف اسرار قضاوقدر کے بارے میں اور مکتوب: ۵۳،۴۷ جو مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم کی طرف ہیں، اسی طرح مختصر ترین خطوط میں سے مکتوب: ۲۰۵، جوخواجہ محمد اشرف کابلی کی طرف، اور مکتوب: ۵۱ جو شیخ محمد صدیق کی طرف ہے ایجاز واطناب کی خوبصورت وحسین مثالیں ہیں.

## عمدہ وماہرانہ تصویر کشی:

جس طرح ایک ماہر اور چابکدست فنان اپنے ہاتھ کی صفائی سے ماہرانہ تصویر کشی کے عمل کوزیادہ مضبوط وخوبصورت بناتا ہے خوبصورتی اورمہارت سے تیار کردہ تصویریں صرف لکیروں کا مجموعہ نہیں بلکہ زندہ جاوید اور متحرک نظر آتی ہیں ان تصویروں میں حرکت زندگی کی علامت تو ہوتی ہی ہے لیکن حسین ودلفریب رنگ ان کی زندگی میں مزید چار چاند لگادیتے ہیں مکتوب: ۲۶ کی درج ذیل عبارت انتہائی اہم اور موزوں ہے کیونکہ اسمیں صور وخیال انگیزی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے اور تصویریں متحرک نظر آتی ہیں اور تصویروں میں زندگی تو موجزن محسوس ہوتی ہے لیکن ساتھ ہی ان میں رنگوں کی برسات بھی ہے۔ ایسی تصویر جواتنی متحرک ہوکر چلتی پھرتی محسوس ہواور پھر ان میں مختلف رنگوں کی آمیزش اسے مزید جاندار بنادے ملاحظہ کیجیے۔ مکتوب: ۲۶ کی عبارت:

"ثبتنا الله سبحانه وإياكم على جادة الشريعة

marfat.com

Marfat.com

المصطفوية على صاحبها الصلوة والسلام والتحية ورد في الحديث القدسي " الاطال شوق الأبرار إلى لقائي وانا إليهم لأشد شوقا أثبت الله سبحانه الشوق للابرار لأنّ المقر بين الواصلين لا شوق لهم لأن الشوق يقتضى الفقد والفقد فى حقهم مفقود ....." [1]

حرکت زندگی کو مختلف رنگوں کی آمیزش سے مزید جاندار بناتے ہوئے اسی مکتوب میں رقمطراز ہیں:

" ولرفع الشوق مقام آخر أكمل من الأوّل وأتمّ منه وهو مقام الياس والعجز عن الإدراك فان الشوق يتصور فى المتوقع فحيث لاتوقع لاشوق واذا رجع هذا الكامل البالغ نهاية الكمال إلى العالم رجوع القهقرى لايعود إليه الشوق أيضا مع وجود الفقد بالرجوع لأن زوال شوقه ما كان لوجود الفقد بل لحصول الياس وهو موجود بعد الرجوع أيضاً بخلاف الكامل الأوّل فإنه يعود إليه الشوق برجوعه إلى العالم لحصول الفقد الذى زال من قبل فحين وجد الفقد بالرجوع حصل الشوق الذى زال بزواله " [2]

---

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۲۶ ۲۔ ایضاً

marfa.com

Marfat.com

الغرض جناب شیخ احمد سرھندی کے مکتوبات، فارسی ہوں یا عربی، فن کے کمال کو پہنچے دکھائی دیتے ہیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ نہایت مشاق لکھاری اپنی مہارت وکاریگری سے الفاظ کے موتی بکھیرتا اور پروتا چلا جاتا ہے۔ بکھیرتا تب ہے جب ان بکھرے موتیوں کی ضرورت ہو اور پروتا تب ہے جب ان بکھرے موتیوں کو حسن وخوبی سے ہار کی طرح پرونے کی ضرورت ہو۔

**وصلی اللہ تعالی علی حبیبہ محمد وعلی آلہ واصحابہ أجمعین .**

marfat.com

Marfat.com

# رسالہ تہلیلیہ کا اسلوب نگارش

ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی

marfa.com
Marfat.com

# رسالہ تہلیلیہ کا اسلوب نگارش

ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی الازہری
دی یونیورسٹی آف فیصل آباد، فیصل آباد

کلمہ طیبہ '' لاالٰـہ الا اللہ محمد رسول اللہ '' کی شرح وتوضیح پر مشتمل رسالہ تہلیلیہ امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے عربی رسائل میں ایک ہے اور کلمہ طیبہ یا فقط اسم جلالت کا ورد اہل طریقت کا محبوب ومرغوب معمول ہے۔ حضرتِ مصنف ایسے صاحب قال وحال تھے کہ نہ صرف آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کے ذکر میں گزرا بلکہ آپ کی براہ راست تربیت اور آپ کے خلفاء اور نقشبندی مشائخ کے زیر اثر لاکھوں افراد کا اللہ رب العزت کے ساتھ زندگی کا تعلق مضبوط ہوا، مجھے الأزھر یونیورسٹی قاہرہ میں زیرِ تعلیم جمہوریہ داغستان کے بعض طلبہ نے بتایا کہ افغانستان میں روسیوں کی شرمناک شکست سے قبل دیگر ریاستوں کی طرح داغستان میں بھی مسلمانوں کو اسلامی شعائر کی ادائیگی میں سخت مشکلات کا سامنا تھا، کوئی مسلمان بھی عبادت سرانجام دیتا ہوا روسی انٹیلی جنس کے کسی ایجنٹ کی نظر میں آ گیا ہے اس کا نام ونشان نہیں ملتا تھا لیکن نقشبندی مشائخ نے اپنی جانیں داؤ پر لگا کر انہیں ذکر کی جس چاشنی سے آشنا کیا تھا وہ ان کے سکون اور اطمینان اور دین سے وابستگی کا ایک محفوظ ذریعہ تھی یہ ایک ایسی عبادت تھی جو کسی طرح بھی اسلام دشمن کیمونسٹوں کی

marfa.com

Marfat.com

نظر میں آسکتی تھی اور یوں مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد جبر و استبداد کے بدترین دور میں بھی اسلام سے اپنی وابستگی کو برقرار رکھنے میں کامیاب ہوتی۔

جہاں قال کے ساتھ حال کی اثر آفرینی بھی موجود ہو وہاں کہی یا لکھی گئی بات دلوں میں ثبت ہو جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ امامِ ربانی حضرت مجدد الفِ ثانی رحمہ اللہ کی تصنیفات اور آپ کے مکتوبات صدیوں کا سفر طے کرنے کے باوجود آج بھی دلوں کی دنیا میں قبولیت اور تاثیر رکھتے ہیں، رسالہ تہلیلیہ کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد، ثناء اور سرور عالم ﷺ کی بارگاہ میں درود و سلام کے ساتھ کیا گیا ہے جبکہ اس کا اختتام درج ذیل قرآنی آیت سے کیا گیا ہے:

ربنا اتنا من لدنک رحمة وهيّئ لنا من أمرنا رشدا

اے ہمارے رب ہمیں اپنے پاس سے رحمت دے اور ہمارے کام میں راہ یابی کے سامان کر۔ [1]

اس مختصر مگر جامع اور انتہائی عالمانہ مباحث پر مشتمل رسالے کا اس آیت کریمہ کے ساتھ اختتام اس عجز و انکسار اور تواضع پر دلالت کرتا ہے جو فقط اہل علم و تقوی کا خاصہ ہے۔

اس رسالۂ مبارکہ میں کلمۂ طیبہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کے حوالے سے تخصیص کے دوران کتب حدیث کی روشنی میں کلمہ شریف کے فضائل بیان کئے گئے ہیں، لفظ الہ اور اسم جلالت کی لغوی اور اصطلاحی تعریف بیان کی گئی۔ پھر علم

---

۱۔ الکھف: ۱۰

marfat.com

Marfat.com

الکلام کی روشنی اور خالص علمی اسلوب میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، عوام اور خواص کی توحید وجود باری تعالیٰ اور اس کے موجود ہونے پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے، نیز نبی کریم ﷺ کی شان نبوت و رسالت کا بار بار مطالعہ کرنے سے اندازہ ہوا کہ علامہ اقبال نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو ''ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان'' صرف عقیدت و محبت کی بنا پر نہیں کہا تھا بلکہ آپ کے علمی اور روحانی مرتبہ و مقام کا ادراک کرنے اور تجدید واصلاح کے میدان میں آپ کے مساعی جلیلہ کے پیش نظر کیا تھا۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے جس اسلوب سے رسالے کا آغاز فرمایا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے رسالہ کسی معترض کے اعتراضات کا رد کرنے کے لئے تصنیف فرمایا ہے، یوں لگتا ہے کہ آپ نے ''اگر آپ یہ کہتے ہیں'' کے ساتھ اعتراض ذکر فرمایا اور ''ہم کہتے ہیں'' کے ساتھ اس کا جواب دیا ہے، آپ نے یہ اسلوب ایک مرتبہ تو بالکل شروع میں اپنایا جبکہ یہی اسلوب دوسری اور تیسری مرتبہ اسم جلالت کی تحقیق کے دوران اختیار فرمایا، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی تمام تر توجہ اصلاح پر مرکوز تھی، معترض کی ذات کو نشانہ بنانا یا اعتراض کی دھجیاں بکھیرنا آپ کا مقصد ہی نہ تھا، آپ کے اس انداز تخاطب میں حکمت بھی ہے اور موعظۂ حسنہ بھی اور قرآن حکیم پر اس طرح عمل کرنا منصب تجدید واصلاح پر فائز شخصیت کی شان ہے، آپ نے خرابی کی تشخیص کی اور پھر اس کے لئے مناسب ترین علاج تجویز فرمایا، اصلاح کے حوالے سے آپ نے یہی اسلوب ایک عام آدمی سے لیکر حاکم وقت کے ساتھ اپنایا جس کی برکتوں کا ایک زمانہ گواہ ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ رسالہ مبارکہ عربی میں تحریر فرمایا،

marfa.com

Marfat.com

اس کے علاوہ بھی آپ کے چند دیگر عربی رسائل اور عربی میں تحریر شدہ مکتوبات شریف بھی دستیاب ہیں، رسالہ تہلیلیہ کے علاوہ آپ کے دیگر عربی رسائل کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔اثبات النبوۃ ۲۔مبدأومعاد

۳۔رسالہ معارف لدنیہ ۴۔مکاشفات عینیہ

۵۔شرح بعض رباعیات حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ

۶۔ردِّ روافض

ان عربی رسائل اور عربی مکتوبات سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ قدرت نے کس فیاضی سے آپ کو اسلامی اور عربی علوم کا فہم عطا فرمایا تھا، آپ کی رگوں میں دوڑتا ہوا خون بھی عربی تھا لیکن عربی زبان کے ساتھ آپ کی وابستگی عصر حاضر کے عربوں کی طرح خونی رشتے سے نہ تھی بلکہ خالصتاً دینی بنیادوں پر تھی اور آپ نے عربی زبان کے ساتھ محبت کا یہ تعلق اُس دور میں نبھایا جب اس شیریں زبان کو حکومتی ایماء پر ختم کرنے کی کوشش کی جارہی تھی، عربی زبان پر آپ کو جو عبور حاصل تھا وہ آپ کی اس زبان سے والہانہ محبت اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم کا نتیجہ تھا، رسالہ تہلیلیہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی زبان برصغیر کے ادباء کے برعکس سجع اور قافیہ کے گورکھ دھندے سے پاک ہے، آپ کی تحریر میں نہ مشکل پسندی ہے اور نہ ہی پر تکلف محسنات بدیعیہ ہیں، بلکہ آپ اپنی بات کو سہل اور دلنشین انداز میں قلوب واذہان تک پہنچادیتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی نے غیر عربی ماحول میں قیام کے باوجود عربی زبان

marfat.com

Marfat.com

میں رسالہ تحریر فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عربی میں ایسی مہارت عطا فرمائی تھی جو برصغیر میں کم لوگوں کو نصیب ہوئی ہوگی۔ اکثر علماء عربی عبارات سمجھ تو لیتے ہیں اور عربی میں لکھی گئی کتب نہایت عمدگی سے پڑھ بھی لیتے ہیں لیکن عربی میں مافی الضمیر کا اظہار کرنا ہر عربی جاننے والے کے بس میں نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہوتا ہے وہ جسے چاہتا ہے اسے عطا فرما دیتا۔

اس مختصر رسالے میں حوالہ جات کی کثرت سے حضرت مجدد الف ثانی کے مطالعہ کی وسعت اور آپ کے علمی جلالت کا اندازہ ہوتا ہے، ایک ہی رسالہ میں کسی وقت آپ لغت کے ماہر دکھائی دیتے ہیں تو کسی وقت علمِ کلام کے بحرِ بے کراں معلوم ہوتے ہیں اور کسی وقت علم تفسیر و حدیث میں آپ کی مہارت دکھائی دیتی ہے۔

اس مختصر رسالہ کے مطالعہ سے یہ بھی بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ کلمہ طیبہ کی تشریح و توضیح کرتے ہوئے ثانوی مصادر کی بہ نسبت بنیادی مصادر پر زیادہ انحصار کیا گیا ہے، ایک طائرانہ نظر سے جن مصادر کے نام سامنے آئے ہیں وہ کچھ یوں ہیں: تفسیر بیضاوی، صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، مسند امام احمد بن حنبل، شرح السنۃ اور شرح المواقف، اگر اس رسالہ کی تخریج کی جائے تو یقیناً مزید معتبر اور مستند مصادر کے نام سامنے آئیں گے۔

ضرورت ہے کہ حضرت کے عربی رسائل اور مکتوبات کو تخریج کے ساتھ بیروت کے معیار پر شائع کیا جائے اور فارسی مکتوبات کا عربی ترجمہ اگرچہ شائع ہو چکا ہے لیکن برصغیر کے کسی ایسے عالم سے نیا ترجمہ کروایا جائے جو عربی اور فارسی پر دسترس رکھتا ہو، نیز سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مزاج سے آشنائی بھی رکھتا ہو، حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اور آپ

marfa.com

Marfat.com

کے دور کی تاریخ سے بھی مطلع ہو تاکہ عرب علماء اور مشائخ اور ممدوح امام ربّانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات تک زیادہ بہتر طریقے سے آسانی حاصل کر سکیں، کیونکہ عرب ممالک میں سلسلہ قادریہ، رفاعیہ، شاذلیہ، سنوسیہ اور تیجانیہ کی طرح سلسلہ عالیہ نقشبندیہ بھی مشہور و معروف ہے اور عرب علماء و مشائخ آپ کے بارے میں زیادہ جاننا چاہتے ہیں۔ **وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم**

marfat.com
Marfat.com

# مکتوبات امامِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ
# کے
# فکری و عملی پہلو

پروفیسر محمد عظیم فاروقی

marfa.com

Marfat.com

# مکتوباتِ امامِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے فکری و عملی پہلو

پروفیسر محمد عظیم فاروقی

شیخ احمد سرہندیؒ المعروف مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ۹۷۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۰۳۴ھ میں وہ اس دنیا سے پردہ فرما گئے۔ آپ کے تجدیدی کارناموں اور مساعی جمیلہ کے نتائج و اثرات سینکڑوں سالوں پر محیط ہیں۔ جن کے لئے حکیم الامت حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان — اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

امامِ ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ کاوشوں میں کلیدی و بنیادی کردار آپ کے مکتوبات ہیں، جو اسلام کی نشاۃِ ثانیہ اور احیائے دین و ملت کے امین ثابت ہوئے اور فکر و عمل میں عظیم انقلاب کا پیش خیمہ بنے۔

حضرت مجددؒ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ان برگزیدہ ہستیوں میں سے ہیں جو صدیوں بعد پیدا ہوا کرتی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ وہ واحد شخص ہیں جنہوں نے عالمِ مشرق کو بیدار کرنے اور انسانیت کو ایک مرکز پر لانے کے لئے اکبر جیسے مطلق العنان حکمران کے سامنے نعرۂ توحید بلند کیا۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف ہستیوں کی طرف خطوط تحریر فرمائے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے یہ خطوط نسخہ کیمیا ہیں۔ یہ خطوط حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے باطنی مقام اور انقلابی پیغام کے مکمل طور پر آئینہ دار ہیں، جن کی عظمت و فضیلت کا اندازہ علامہ سید عبدالحکیم بن المصطفیٰ الآرداسی (ترکی) کے قول سے

marfa.com

Marfat.com

بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''قرآن پاک اور احادیثِ نبویہ کے بعد اسلامی کتب میں سب سے افضل کتاب مکتوباتِ امامِ ربانی ہے جس کی صفحۂ ہستی پر کوئی مثل نہیں'' [۱]

ان خطوط کو ''مکتوبات امامِ ربانی'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ''مکتوبات امامِ ربانی'' فارسی زبان میں تین جلدوں پر مشتمل ہیں۔ موجودہ دور میں اس قسم کے متعدد اردو تراجم دستیاب ہیں۔ بعض ناشرین نے یہ مکتوبات تین جلدوں میں اور بعض نے دو جلدوں میں شائع کیے ہیں۔ ہر جلد کو ایک دفتر قرار دیا گیا ہے۔ ذیل میں ہر ایک کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے:

**۱۔ دفتر اول**: اس میں تین سو تیرہ (313) مکتوبات شامل ہیں اور یہ ''دُرّ المعرفت'' کے نام سے موسوم ہے جس کو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مریدِ خاص حضرت خواجہ یار محمد بدخشی نے مرتب کیا۔ [۲]

**۲۔ دفتر دوم**: اس میں ننانوے (99) مکتوبات شامل ہیں۔ اس کا تاریخی نام ''نور الخلائق'' ہے۔ اس دفتر کے مؤلف و مرتب حضرت خواجہ عبدالحیؒ ہیں۔ [۳]

**۳۔ دفتر سوم**: اس دفتر میں ایک سو چوبیس (124) مکتوبات ہیں۔ یہ دفتر ''معرفت الحقائق'' سے موسوم ہے۔ اس دفتر کے مرتب آپؒ کے مریدانِ خاص میر محمد نعمانؒ اور خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ [۴]

---

۱۔ جعفر علی فریدی، مکتوبات عالیہ کراچی، ۱۹۸۵ء ۲۔ احمد علی سرہندی، شیخ: مکتوبات امام ربانی (سہ مجلدات) مطبوعہ امرتسر ۱۳۳۳ء ۳۔ ایضاً ۴۔ ایضاً

marfat.com

Marfat.com

حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف میں غیر اسلامی عقائد و نظریات و اعمال کو داخل ہونے سے روکنے کی بھرپور کوشش کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں صوفیاء کے دلوں میں ''وحدت الوجود'' کا نظریہ سرایت کر چکا تھا۔ آپؒ نے اس نظریہ کو براہین و دلائل سے توحید کا ابتدائی تصور ثابت کیا اور اگلا اور حقیقی تصورِ توحید ''نظریہ وحدت الشہود'' پیش کیا۔ آپ کے دور کے لوگ اعتدال سے گزر کر افراط کی طرف قدم بڑھا رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کا رخ شریعت کی طرف موڑ دیا اور آنے والے ادوار میں امتِ مسلمہ کے فکر و عمل کا قبلہ درست رکھنے کے لئے آپ کی شخصیت اور مکتوبات سنگ میل ثابت ہوئے۔

نیکی اور بدی کے درمیان کشمکش ایک عالمگیر حقیقت ہے اور تاریخ انسانی میں کوئی بھی دور ایسا نہیں گزرا جس میں حق اور باطل باہم دست و گریباں نظر نہ آتے ہوں۔ مقولہ مشہور ہے کہ ''ہر فرعون کیلئے موسیٰؑ بھی ہوتا ہے''۔ ایسے ہی برصغیر پاک و ہند میں ایک ایسا نازک دور بھی آیا جس میں مغلیہ خاندان کے عظیم فرمانروا جلال الدین محمد اکبر نے اپنے اقتدار کو استحکام و دوام بخشنے کے لئے غیر اسلامی قوانین کے ساتھ آئین اکبری اختراع کر لیا، جس کے خاتمہ کے لئے شیخ احمد سرہندی المعروف امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ میدانِ عمل میں نکلے اور اپنی ہمہ جہت کاوشوں کے ذریعے ہندوستان کے مسلمانوں کا قبلہ درست کرنے میں کافی حد تک کامیاب ہو گئے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ عصرِ حاضر کے جملہ سیاسی، مذہبی، روحانی، فکری اور عملی رجحانات کی تصویر کشی کی جائے اور مکتوباتِ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی روشنی و رہنمائی میں ان کا کافی اور شافی منطقی حل تلاش کیا جائے تا کہ امتِ مسلمہ ایک وحدت میں پروئی

marfa.com

Marfat.com

جا سکے اور دینِ اسلام کے پیرکاروں کو حالاتِ حاضرہ کے تناظر میں فکر و عمل کی بہتر راہیں میسر آ سکیں۔

حضرت امامِ ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات نہ صرف قرآن و سنت کی تعلیمات کا خلاصہ و نچوڑ ہیں بلکہ آپ کے دور کی ایک مستند ترین تاریخی دستاویز بھی ہیں، جن سے کماحقہ استفادہ کرنے کے لئے اب تک متعدد کاوشیں ہو چکی ہیں۔ متعدد فضلاء اور علماء اس پر کام کر رہے ہیں۔ تقریباً چار سو سال گزر جانے کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات و افکار زندہ و پائندہ ہیں۔ مکتوبات فہمی ایک مشکل ترین فن ہے۔ پھر مکتوبات مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ میں بعض ایسے دقیق مسائل ہیں جن کی تہ تک پہنچنے کے لئے آپ کے عہد کی تاریخ، اس دور کے سیاسی، معاشرتی، مذہبی و فکری مسائل، ہندومت کے احیاء کی تحاریک، آپ کے معاصرین اور معاصر کتب جیسے زبدۃ المقامات اور حضرات القدس وغیرہ کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے صاحبزادگان کے مکتوبات کے مجموعہ جات اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مشکل مکتوبات کی شروح و حواشی کا مطالعہ بھی از حد ضروری ہے۔

مکتوبات فہمی کے حوالے سے ذیل میں چند ایک شخصیات کا ذکر کیا جاتا ہے:

۱۔ مفتی محمد باقر نے مکتوبات مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات کو موضوعی ترتیب سے یکجا کیا، جن کے عربی میں بھی ترجمے چھپ چکے ہیں۔[۱]

۲۔ شیخ محمد مراد شامی رحمۃ اللہ علیہ (م 1132ھ) نے عربی زبان میں مکتوباتِ

---

۱۔ محمد باقر لاہوری کنز الہدایات مرتبہ مولانا نور احمد امرتسری

marfat.com

Marfat.com

مجدد کا ترجمہ کیا تھا، جس سے بعد میں ترکی زبان میں ترجمے ہوئے تھے۔[1]

۳۔ حضرت مجدد الف ثانی کے پوتے شیخ عبدالاحد وحدت رحمہما اللہ تعالیٰ (معروف شاہ گل متوفی 1126ھ) نے بھی مکتوبات کی شرح لکھی تھی۔

۴۔ معروف ترک خطاط اور عالم مستقیم زادہ سعدالدین سلیمان نقشبندی (1162ھ تا 1165ھ) نے مکتوباتِ معصومیہ کا ترکی زبان میں ترجمہ کیا اور افکارِ مجدد ترکی میں پھیلانے کا ذریعہ ثابت ہوئے۔[2]

۵۔ اردو زبان میں قاضی محمد عالم دین اور مولانا محمد سعید نقشبندی (لاہور) کے تراجم قابلِ ذکر ہیں۔ اور مولانا محمد سعید احمد مجددی (گوجرانوالہ) نے البینات شرح مکتوبات کے نام سے مکتوباتِ امام ربانی کے دفتر اوّل کے تقریباً پچاس مکتوبات کا ترجمہ و شرح تحریر کی ہے۔

مکتوباتِ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ و صاحب مکتوبات پر گزشتہ پچپن سال میں دنیا کی مختلف یونیورسٹیوں میں بارہ فضلاء پی ایچ۔ ڈی۔ کی ڈگری حاصل کر چکے ہیں۔ اور متعدد فضلا تحقیق و تفہیم میں مصروف ہیں جن میں مفتی محمد باقر لاہوری اور شیخ عبدالاحد وحدت سرہندی کی شروحات و تخریجات قابلِ ذکر ہیں۔ اس کے بعد ضیاء المقدمات لمطالعۃ المکتوبات (۱۳۴۰ھ) مؤلف از مولانا ضیاء الدین وزیر اچکزئی، شرح مکتوبات امام ربانی (فارسی نثر) از مولوی نصر اللہ ہوتکی، مکتوبات امام ربانی کی دینی و معاشرتی اہمیت از ڈاکٹر سراج احمد خان بن ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کا پی ایچ۔ڈی کا مقالہ، البینات

---

۱۔ صفر احمد، مقامات معصومی صفحہ نمبر ۲۶۷　۲۔ مستقیم زادہ تحفۃ الخطاطین ۴۶ (مقدمہ)

marfa.com

Marfat.com

شرح مکتوبات از مولانا محمد سعید احمد مجددی، تبریز المکتوبات فی تخریجِ احادیث المکتوبات از حضرت شاہ عبدالغنی مجددی (۱۲۳۴-۱۲۹۶ھ) بن حضرت شاہ ابوسعید مجددی تشید المبانی فی تخریج احادیث مکتوبات الامام الربانی از مولانا محمد سعید (مطبع فتح الکریم حیدر آباد دکن) ۱۳۱۱ھ، پروفیسر ڈاکٹر بیولر کی نقشبندی سلسلہ پر امریکہ میں پی ایچ-ڈی، مکتوبات مجدد الف ثانی، تخریج احادیث از بابر بیگ مطالی کا پی ایچ-ڈی کا مقالہ (پنجاب یونیورسٹی لاہور 1995) شعبہ علوم اسلامیہ، مکتوباتِ مجدد الف ثانی کے تفسیر وفقہ پر اثرات از ڈاکٹر ہمایوں شمس کا (پی ایچ-ڈی) کا مقالہ (بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی) وغیرہ بھی اس سلسلہ میں قابلِ ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ امریکہ کے جواں سال نومسلم محقق سالم عبداللہ کے فہارس تحلیلی ہشتگانہ مکتوبات احمد سرہندی مرتبہ (Arthur F. Bucher) بھی محققین کے لئے مفید و مؤید ثابت ہو رہی ہے۔

مکتوبات مجددؒ کی علمی وفکری جلالت اس قدر ہمہ گیر، ہمہ جہت اور زماں و مکاں کی حدود پر محیط ہے کہ اس پر صدیوں لکھنے لکھانے اور سننے سنانے کی ضرورت محسوس ہوتی رہے گی۔ اور امتِ مسلمہ اس منبع رُشد و ہدایت سے فیض یاب ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ مقالہ نگار کے نزدیک مکتوبات فہمی کے حوالے سے ابھی بے شمار پہلو تشنۂ تحقیق ہیں، مثلاً:

عقائدِ اسلام مکتوبات کے آئینہ میں، اسلام کا دفاع اور مکتوبات، وحدت الوجود اور وحدت الشہود کی حقیقت اور مکتوبات مجدد، عصرِ حاضر کے مسائل اور مجدد الف ثانیؒ، مکتوبات کا دیگر لٹریچر کے ساتھ تقابلی مطالعہ، مکتوبات مجدد کی ماضی، حال اور مستقبل کے حوالے سے جامع شروح کا تجزیاتی مطالعہ، غیر مسلم اور مکتوبات، موضوعات کے اعتبار

marfat.com

Marfat.com

سے مکتوبات کی شرح اور مکتوباتِ مجدد عصر حاضر کے تناظر میں۔

موجودہ صدی میں پاک و ہند کے مسلمان بالخصوص اور پوری دنیا کے مسلمان و غیر مسلم بالعموم جن مسائل سے دوچار ہیں جن کی نشاندہی زیرِ قلم مقالہ میں بالتفصیل کی جائے گی۔ اگر مکتوبات مجدد کی روشنی میں اُن کا فکری و عملی حل تلاش کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ اُن ہمہ گیر مسائل کو حل نہ کیا جا سکے اور مسلمان اقوام عالم کے لئے فکر و عمل کا منارہ ہدایت ثابت نہ ہو سکے۔

اس موجودہ خلفشار، بدامنی اور بے چینی کے روح فرسا ماحول میں مکتوبات مجدد کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ جن حالات میں یہ مکتوبات شریف لکھے گئے وہ موجودہ حالات سے کہیں زیادہ خوفناک، تباہ کن اور ایمان سوز تھے۔ امید واثق ہے کہ پیشِ نظر مقالہ کے ذریعے مکتوباتِ مجدد پر تحقیق و تنقید کے ساتھ ساتھ تعمیری و عملی رہنمائی تلاش کرنے والوں کو خاطر خواہ فوائد و ثمرات حاصل ہوں گے۔

marfa.com

Marfat.com

فإن من جودك الدنيا وضرتها
ومن علومك علم اللوح والقلم

يا نفس لا تقنطي من زلة عظمت
إن الكبائر في الغفران كاللمم

marfat.com
Marfat.com

# روئیداد

امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس

منعقدہ ۲۲ فروری ۲۰۰۹ء

بروز اتوار بوقت ۲ بجے بعد دوپہر

بمقام کانفرنس ہال، ہمدرد مرکز، لٹن روڈ، لاہور

محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

marfa.com

Marfat.com

# روئیداد

## امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس منعقدہ ۲۲ فروری ۲۰۰۹ء

## بروز اتوار بوقت ۲ بجے بعد دوپہر

## بمقام کانفرنس ہال ہمدرد مرکز لٹن روڈ لاہور

محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی
سیکرٹری جنرل مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور

برعظیم پاک و ہند کی تاریخ میں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد بن عبدالاحد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ پہلے عالم دین صوفی صافی ہیں جنہوں نے ہندوشناسی میں نام پیدا کیا اور دنیا کو خصوصاً اہل اسلام کو خبردار کیا کہ ہندو برہمن دنیا کا وہ تنگ نظر نسل پرست ہے جو نہ صرف یہ کہ اپنی برتری کا قائل ہے بلکہ اپنے علاوہ دنیا کے تمام انسانوں اور ان کے مذاہب کی تحقیر و تذلیل کرتا ہے اور ان سے شدید نفرت کا بھی قائل ہے، دوسرے لفظوں میں وہ پرامن بقائے باہمی کو نہیں مانتا اور اپنے علاوہ تمام انسانوں کو ملیچھ اور ناپاک سمجھتے ہوئے ان کے ساتھ مل جل کر رہنے کو پاپ اور گناہ سمجھتا ہے۔ ان خیالات کا اظہار بین الاقوامی سکالر جناب ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب نے ''امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس'' ۲۲۔ مارچ ۲۰۰۹ء بمقام ہمدرد مرکز لٹن روڈ لاہور میں کیا۔ آپ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے خصائص بیان کرتے ہوئے کہا

marfa.com

Marfat.com

کہ حضرت مجدد شیخ احمد سرھندی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے ایک دور اندیش مدبر اور طبیب کی طرح حالات کو قریب سے دیکھا، سمجھا اور معلوم کیا کہ اصل مرض کیا ہے، اس کے اسباب کیا ہیں اور جڑیں کہاں کہاں ہیں، اس غرض کے لیے اکبر کے درباریوں اور خوشامدیوں کو قریب سے دیکھا اور ان کی صحبت "ناہم جنس" بھی گوارا کی کیونکہ جب تک مرض کی اچھی طرح تشخیص نہ ہو جائے اس وقت تک کوئی دانا و بینا طبیب دوا اور علاج تجویز نہ کرتا ہے اور نہ کر سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کو اندازہ ہو گیا کہ: اس خبیث مرض کا اصل سبب انکارِ نبوت ہے جو توہینِ رسالت اور گستاخی رسول (ﷺ) کا ہولناک رنگ لیے ہوئے ہے!! اور یہ کہ اس مرض کو ہوا دینے والے بگڑے ہوئے اور تاریک گمراہی میں مبتلا مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر ہندو برہمن نے بھی رنگ پکڑا ہے اور وہ اسلام، اہلِ اسلام اور مقدساتِ اسلام کی توہین، تذلیل اور تخریب پر پوری قوت اور حوصلہ کے ساتھ کمر بستہ ہو گیا، حق پرست اور حق گو مسلمانوں کو کسی رنگ میں برداشت نہیں کرتا، ان کی اھانت و تذلیل کو معمول بنا لیا ہے، علماء کو قتل کروانا، قید و بند میں ڈالنا، جلا وطن کرنا، مساجد و مقابر تباہ کر کے "مہابلی" کے سرکاری خرچ پر وہاں مندر تعمیر کرنا ایک معمول بن گیا ہے۔ خبیث مرض کے اسی پہلو کے لیے حضرت مجدد نے رسالہ اثباتِ نبوت تحریر فرمایا اور نظامِ سلطنت سے وابستہ راسخ العقیدہ مسلمان افسروں کو مکتوب لکھنا اور انہیں آنے والے خطرات سے آگاہ کرنا اور تعمیری و اصلاحی تجاویز دینا شروع کر دیا۔

عظیم مفکر و صدر شعبۂ تحقیق فیصل آباد، جناب ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی صاحب نے مکتوباتِ حضرت امام ربانی کی فضیلت اور تعلیمات حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی عصر حاضر میں ضرورت و اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ مکتوبات کا حرف حرف شاہد

marfat.com
Marfat.com

ہے کہ ایک ماہر معالج مریض کی نبض پر ماہرانہ ہاتھ رکھ رہا ہے اور اس کے دل کی حرکتوں کا بھی جائزہ لے رہا ہے، وہ ساری شریانوں پر بھی نگاہ رکھے ہوئے ہے اور مرض کے مقامات سے بھی آگاہ ہے، اس ہمہ خبری کی بنیاد پر ایسے نسخے تجویز کر رہا ہے کہ نہ علماء سو روک سکے اور نہ صوفیاء بلا عقیدہ ہی راہ کاٹ سکے۔ نہ صرف طاری بیماریوں کا علاج کیا بلکہ کامیاب نسخے میراث میں بھی چھوڑے۔

مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور کے موجودہ صدر اور انجمن غلامانِ مصطفٰے جامع مسجد قادریہ شیر ربانی ۲۱۔ ایکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور کے سرپرست جناب قاضی جمیل اطہر سرہندی نے افتتاحی کلمات پیش کرتے ہوئے کہا مجدد الف ثانی سوسائٹی (لاہور) ایک ربع صدی ہو رہی ہے اس کہانی کو، اس داستان کو جب ہم نے اسی شہر لاہور میں حضرت مجدد الف ثانی کے عرس کے موقع پر تقریبات منعقد کرنے کا اہتمام کیا اور اس کانفرنس کی بنیاد ڈالی۔ ہمارے سامنے ایک ہی مقصد تھا کہ ہم اس قوم کو بتائیں کہ یہ خطہ جو پاکستان کے نام پر ہمیں حاصل ہوا ہے۔ یہ ہمیں کسی طشتری میں رکھ کر پیش نہیں کیا نہ ہندو نے ہمیں عطیے یا تحفے کے طور پر دے دیا تھا۔ اس کی بنیاد، اس کی فکری نشو و نما حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مرہون منت ہے، جنہوں نے اکبر اور جہانگیر کے زمانے میں یہ محسوس کر لیا تھا کہ ہندو رفتہ رفتہ، قدم بہ قدم حرم میں داخل ہو رہے ہیں اور وہ اس طرح مسلمان بادشاہوں کو گمراہ کر رہے ہیں اور انہیں اس طرف لے جا رہے ہیں جہاں وہ اسلام کا دامن چھوڑ کے ہندو کی تعلیمات اس کے افکار، اس کے نظریات کے قریب ہوتے جا رہے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کام اپنے قلم سے لیا۔ انہوں نے اس وقت کے حکمرانوں کے نام خطوط لکھے اور اُن کو اس

marfa.com

Marfat.com

خطرے سے آگاہ کیا۔ حضرت کا تمام علمی سرمایہ فارسی زبان میں محفوظ ہے جو اُس وقت کی سرکاری زبان تھی۔ مجدد الف ثانی سوسائٹی اور شیر ربانی اسلامک سنٹر نے یہ کام کیا کہ اُس سرمائے کو اُردو میں نقل کیا اور پھر اہل فکر و دانش کو دعوت دی کہ وہ ایسی مجالس میں تشریف لائیں اور حضرت کی زندگی کے مختلف پہلو اُجاگر کریں اور اس قوم کے فرزندوں کو بتائیں کہ یہ پاکستان اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ یہ پاکستان آج بھی اسی طرح خطرات میں گھرا ہوا ہے جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے زمانے میں مسلمانوں اور اسلام کو ہندو کی ریشہ دوانیوں کا نشانہ بنایا جا رہا تھا آج پھر وقت ہے کہ ہم اس ملک کے ایک ایک فرد کو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی تعلیمات سے آگاہ کریں۔

شیر ربانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور کے ڈائریکٹر جناب پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب نے اپنے مقالہ بعنوان ''حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی طرف دعوت نہ دی۔ اتباع سنت اور اکابر سنت کیطرف متوجہ کیا'' پیش کرتے ہوئے متعدد قرآنی آیات، احادیث اور مکتوبات امام ربانی کا حوالہ پیش کیا اور آخر میں حاصل گفتگو سامنے رکھتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات نہ صرف عملاً اپنانے کی ضرورت ہے بلکہ اسکی ترویج و تشہیر کی بھی بہت ضروری ہے کہ عصر حاضر میں گمراہوں اور فرقہ ہائے ضلالت کی سازشیں اور عیاریاں پورے عروج پر ہیں اور جو عام مسلمانوں کیلئے۔ ہلاکت و بربادی آخرت کا پیغام ہیں۔ حضرت مجدد کا پیغام حقیقت نفس الامری کا اظہار اور حضرات و علماء اہل سنت کیلئے ایک دستاویز ہدایت اور مشعل نور ہے اور یقین و

marfat.com

Marfat.com

اعتماد کی لازوال دولت ونعمت ہے

تحقیق کی دنیا میں نامور شخصیت جناب پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب نے اپنا مقالہ بعنوان ''عالمی سطح پر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کا اثر رسوخ'' پیش کرتے ہوئے کہا کہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کی تاسیس وسطی ایشیاء میں اور اسکی نشوونما بھی انہی علاقوں میں ہوئی، حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس سلسلہ میں تقویت کا آغاز ہوا، آپ کے کئی خلفاء سارے وسطی ایشیاء اور ایران میں پھیل گئے اور سلسلہ کی نشرواشاعت میں تیزی ہونے لگی۔آپ نے ایک تاریخی حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ دور آخر میں حضرت مولانا خواجگی امکنگی (ف ۱۰۰۸ھ/۱۵۹۹ء) ایک بہت ہی بزرگ شخصیت کے مالک نقشبندی صوفی تھے جن کے فیض تربیت سے وابستگان کی ایک تعداد نے روحانی استفادہ کیا ان میں حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کا نام سرفہرست ہے آپ ان سے خلافت یاب ہوکر ہندوستان تشریف لائے اور یہاں لاتعداد اصحاب فکرودانش نے ان کے روحانی فیض سے بہرہ مند ہوکر اپنے علاقوں میں دعوت وارشاد کا سلسلہ شروع کیا۔

ان میں حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی نمایاں ہے جن سے روحانی فیض حاصل کرنے والوں کی تعداد شمار سے باہر ہے، عربستان، وسطی ایشیا، ایران، ترکی، افغانستان، عراق وغیرہ سے اصحاب آپ کی روحانیت کا شہرہ سن کر حاضر خدمت ہوئے۔آپ کے مکتوب الیھم کی فہرست پر نظر ڈالی جائے تو پورا عالم اسلام روحانی اعتبار سے آپ کے زیر اثر معلوم ہوتا ہے۔

چیئرمین شعبۂ اسلامیات، جی سی یونیورسٹی، لاہور جناب ڈاکٹر محمد ہمایوں

marfa.com

Marfat.com

عباس شمس نے اپنا مقالہ بعنوان ''تکفیر مسلم میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی کمال احتیاط'' پیش کرتے ہوئے کہا کہ کفر کے لفظ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس قدر نفرت تھی کہ ایک شاعر نے اپنا تخلص رکھ لیا، آپ کو یہ بھی ناگوار گزرا۔ عبدالرحیم خانخاناں کو لکھا ''نہایت تعجب کی بات ہے کہ ایک سچے قاصد نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپ کے ہمنشین فاضل شاعروں میں سے ایک شخص شعروں میں اپنے لیے کفری تخلص استعمال کرتا ہے حالانکہ وہ بزرگ سادات عظام اور شریف خاندان میں سے ہے۔ پس اے کاش میں جانتا کہ اس برے نام پر جس کی برائی اچھی طرح ظاہر ہے اس کو کس چیز نے مجبور کیا ہے حالانکہ مسلمان کے لیے لازم ہے کہ اس نام سے اس سے بھی زیادہ بھاگے جتنا کہ ہلاک کرنے والے شیر سے بھاگتا ہے اور اس نام کو نہایت ہی برا سمجھے کیونکہ یہ نام اور جس شخص کا یہ نام ہو دونوں حق سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک ناپسندیدہ و دشمن سمجھے گئے ہیں اور مسلمانوں کو کافروں سے دشمنی رکھنے اور ان پر سختی کرنے کا حکم دیا گیا ہے پس ایسے برے ناموں سے بچنا واجب ہے'' (دفتر اول، مکتوب: ۲۳) آپ نے اس تخلص کو بدلنے کی نصیحت فرمائی اور ایسا تخلص اختیار کرنے کا کہا جو مسلمان کے شایان شان ہو۔ یہ مکتوب بھی حقیقت حال کو واضح کر رہا ہے کہ آپ اس نام سے انتساب کو کس قدر ناپسندیدہ سمجھتے تھے اس کے باوجود اس شخص پر فتوی کفر دینے کی بجائے تخلص بدلنے کی نصیحت کی تو پھر کیونکر کسی پر کفر کے فتوی کا اطلاق کرتے۔

آپ کی اس مسئلہ میں یہی اعلی درجہ کی احتیاط تھی اور یہی متقدمین کا اصول وطریقہ تھا۔ ہمارے لیے آپ کے اس طرز فکر میں یہ پیغام موجود ہے کہ کلمہ گو فروعی مسائل کی بنیاد پر فتاوی کفر کی مشینوں کو کھول دینا ایک عالم کو زیب نہیں دیتا۔

marfat.com

Marfat.com

پروفیسر محمد عظیم فاروقی نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف ہستیوں کی طرف خطوط تحریر فرمائے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے یہ خطوط نسخہ کیمیا ہیں۔ یہ خطوط حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے باطنی مقام اور انقلابی پیغام کے مکمل طور پر آئینہ دار ہیں، جن کی عظمت و فضیلت کا اندازہ علامہ سید عبدالحکیم بن المصطفیٰ الآرداسی (ترکی) کے قول سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''قرآن پاک اور احادیثِ نبویہ کے بعد اسلامی کتب میں سب سے افضل کتاب مکتوباتِ امامِ ربانی ہے جس کی صفحہ ہستی پر کوئی مثل نہیں''

ان خطوط کو ''مکتوبات امامِ ربانی'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر محمد اکرم ورک نے ''حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ'' کے دعوتی منہج واسلوب'' کے عنوان پر مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی دعوتی تحریک تاریخ اسلام کی ایک عظیم الشان تحریک تھی جس نے نہ صرف ہندوستان بلکہ پورے عالمِ اسلام کو متاثر کیا۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی دعوتی کوششوں کے نتیجے میں اکبر کے انتقال کے ساتھ ہی ''دینِ الٰہی'' بھی موت کی وادی میں داخل ہو گیا، بدعات کا سیلاب رک گیا، اور لوگوں کا رسالتِ محمدی کی ابدیت پر ایمان مستحکم ہوا۔ حضرت مجددؒ نے اسلام کی سربلندی کے لیے ہر طرح کے مصائب و آلام کو برداشت کیا اور نبوی اسلوبِ دعوت کو اپنے عمل سے زندہ کیا۔

پروفیسر ڈاکٹر محفوظ احمد جی سی یونیورسٹی فیصل آباد نے ''حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے تعلیمی نظریات'' کے عنوان پر اپنا مقالہ پیش کرتے ہوئے متعدد مکتوبات کا ذکر کیا اور آخر میں منتخب مکاتیب کے اقتباسات کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضرت

marfa.com

Marfat.com

امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے تعلیمی نظریات کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ کے نزدیک جمیع اقسام علم میں سے علم شریعت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے کوئی بھی علم جو قرآن و حدیث کی تعلیمات کے مخالف ہے وہ علم مذموم ہے اگر کسی علم کا کسی بھی طرح سے اسلام کے ساتھ تعلق ہے تو اس کا حاصل جائز ہے

کسی بھی شخص کو اس کی دینی حالات کے مطابق جن علمی کتب کی ضرورت ہو اسے انہیں کتب کو پڑھنا چاہیے اس کے علاوہ دیگر کتب خواہ کتنی ہی بہتر کیوں نہ ہوں اس کے لیے درست نہیں

آپ کی تعلیمات کے مطابق علم شریعت ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے کسی بھی قسم کا علم اگر چہ وہ علم لدنی ہی کیوں نہ ہو اس کے صحیح ہونے کا معیار علم شریعت ہے

آپ کے نزدیک علم کے حصول کے دو بڑے درجے ہیں۔ علم ظاہر یعنی شرائع و احکام کا علم جب کہ رسوخ فی العلم وہ درجہ ہے جس میں کوئی شخص قرب الٰہی کا وہ مقام حاصل کرتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ براہ راست اس کے دل میں علوم و معارف اتارتا ہے۔

علم جو اللہ تعالیٰ کی اہم صفت ہے جو لوگ اس صفت الٰہی سے جس قدر متصف ہوتے ہیں ان کا درجہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنا ہی بلند ہوتا ہے بشرطیکہ ان میں دنیاوی حب و جاہ کی بجائے اخلاص اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہو۔

استاذ العلماء جناب علامہ محمد شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند لبیب جناب ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی نے ''رسالہ تہلیلیہ کا اسلوب نگارش'' کے عنوان پر اپنا مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ کلمہ طیبہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کی شرح و توضیح پر مشتمل ''رسالہ تہلیلیہ'' امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے عربی رسائل میں ایک ہے اور کلمہ طیبہ یا فقط اسم جلالت کا ورد اہل طریقت کا محبوب و مرغوب معمول ہے۔

marfat.com

Marfat.com

حضرتِ مصنف ایسے صاحب حال وقال تھے کہ یہ صرف آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کی یاد اوراس کے ذکر میں گزرا بلکہ آپ کی براہ راست تعزیت اور آپ کے خلفاء اور نقشبندی مشائخ کے زیر اثر لاکھوں افراد کا اللہ رب العزت کے ساتھ زندگی کا تعلق مضبوط ہوا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عربی زبان سے تعلق کے حوالے سے فاضل مقالہ نگار نے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی نے غیر عربی ماحول میں قیام کے باوجود عربی زبان میں رسالہ تحریر فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عربی میں ایسی مہارت عطا فرمائی تھی جو برصغیر میں کم لوگوں کو نصیب ہوئی ہوگی۔ اکثر علماء عربی عبارات سمجھ تو لیتے ہیں اور عربی میں لکھی گئی کتب نہایت عمدگی سے پڑھا بھی لیتے ہیں لیکن عربی میں مافی الضمیر کا اظہار کرنا ہر عربی جاننے والے کے بس میں نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل وکرم ہوتا ہے وہ جسے چاہتا اسے عطا فرما دیتا ہے۔

جناب ڈاکٹر محمد افتخار احمد خان نے ''شیخ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا عربی اسلوب نگارش'' کے عنوان پر مقالہ پیش کرتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں عربی عبارات پیش کیں جس سے حاضرین مجلس نے ایک خاص کیف حاصل کیا۔ فاضل مقالہ نگار نے چیدہ نکات پیش کرتے ہوئے کہا کہ شیخ احمد سرھندی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات، فارسی ہوں یا عربی، فن کے کمال کو پہنچے دکھائی دیتے ہیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ نہایت مشاق لکھاری اپنی مہارت وکاریگری سے الفاظ کے موتی بکھیرتا اور پروتا چلا جاتا ہے بکھیرتا تب ہے جب ان بکھرے موتیوں کی ضرورت ہو اور پروتا تب ہے جب ان بکھرے موتیوں کو حسن وخوبی سے ہار کی طرح پرونے کی ضرورت ہو۔

marfa.com

Marfat.com

ڈاکٹر حافظ محمد سجاد صاحب نے ''معارف (اعظم گڑھ) میں تذکارِ مجددؒ'' کے عنوان پر تحقیقی اور دلچسپ مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ اسلامیان ہند کے فکری معماروں میں حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت شاہ ولی اللہؒ کے کارہائے نمایاں جس قدر وقیع، ہمہ جہت ہیں، اسی قدر موثر بھی ہیں۔ برصغیر کی ملت اسلامیہ بالخصوص اور عالم اسلام بالعموم آپ حضرات کے فکری، علمی روحانی کمالات اور فیوض و برکات سے مستفید ہوئی اور ایک جہاں کو متاثر کیا۔

اہلسنت کے تقریباً تمام ہی مکاتب فکر نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے فیض پایا، اور آپ حضرات کی فکر و دانش، علمی و تحقیقی نگارشات اور روحانی کمالات کو عام کرنے اور اسے عوام الناس تک موثر اسلوب میں پہنچانے کا اہتمام کیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی وفکری خدمات اور آپ کے خانوادوں کی فکر و دانش کو عام کرنے میں بطور خاص جن رسائل و مجلات نے نمایاں خدمات سرانجام دیں ان میں ماہنامہ الفرقان لکھنو، ماہنامہ الرحیم حیدرآباد سندھ، الولی، حیدرآباد سندھ، ماہنامہ نور اسلام شرق پور شریف اور ماہنامہ معارف اعظم گڑھ شامل ہیں۔

یہ سالانہ عظیم الشان ''امام ربانی کانفرنس'' زیر صدارت مخدوم اہلسنت سفیرِ افکار امام ربانی، شیخ طریقت، حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ اور زیر اہتمام اراکین مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور و شیر ربانی اسلامک سنٹر سمن آباد

marfat.com

Marfat.com

لاہور ۲۲ فروری ۲۰۰۹ء بروز اتوار بوقت 2 بجے بعد دوپہر کانفرنس ہال، ہمدرد مرکز لٹن روڈ میں منعقد ہوئی۔ چونکہ ان دنوں حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ شدید علیل تھے اور کم وبیش 18 یوم فاطمہ میموریل ہسپتال لاہور میں زیرِ علاج رہنے کے بعد فوراً اس کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لائے لیکن شدید کمزوری کے باعث آپ کو وہیل چیئر پر ہی بیٹھنا پڑا حضرت مجدد علیہ الرحمۃ سے عقیدت اور احترام کا یہ عالم تھا کہ آپ نے وہیل چیئر کے ساتھ سٹیج پر بیٹھنا گوارہ نہ کیا اور سٹیج کے ایک جانب کمال عجز وانکساری سے تحقیقی مقالات سماعت فرماتے رہے جس سے مقالہ نگاران کی نہ صرف حوصلہ افزائی ہوئی بلکہ فکر امام ربانی کو پھیلانے کے جذبہ کو بھی تقویت ملتی رہی ۔شرکاء مجلس جہاں ''تحقیقی مقالات'' سے محظوظ ہو رہے تھے اور فیض مجدد حاصل کر رہے تھے وہاں حضرت صوفی صاحب کی زیارت سے بھی بہرہ مند ہو رہے تھے۔فاضل مقالہ نگاراں امقررین آپ کی محنت اور ہمت پر رطب اللسان تھے اور محفل کے حسنِ انتظام اور عقیدت مندوں کی مخلصانہ کاوشوں کے پیچھے حضرت صوفی صاحب کی حسنِ تربیت پر تعریفی کلمات پیش کیے۔

جناب حافظ قاری یٰسین صاحب نے تلاوت قرآن حکیم سے اس روحانی وعلمی محفل کا آغاز فرمایا۔حافظ محمد شاہد نے بحضور سرور کونین ﷺ ہدیہ نعت پیش کی جبکہ جناب اصغر علی نقشبندی نے کلام اقبال بحضور حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ پیش کرنے کا شرف حاصل کیا۔اس کے بعد جناب جمیل اطہر سرہندی صاحب نے افتتاحی کلمات پیش کیے۔مقالہ نگاران میں جناب ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، جناب ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی، جناب پروفیسر قاری مشتاق احمد، جناب پروفیسر محمد اقبال مجددی، جناب ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس

marfa.com

Marfat.com

شمس، جناب پروفیسر راغب الیاس شاہ، جناب ڈاکٹر محفوظ احمد، جناب پروفیسر محمد عظیم فاروقی، جناب پروفیسر محمد اکرم ورک، جناب ڈاکٹر حافظ محمد سجاد احمد، جناب ڈاکٹر افتخار احمد خان سٹیج کی زینت بنے رہے جبکہ راقم الحروف نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دینے کا شرف حاصل کیا۔

جناب پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب ڈائریکٹر شیر ربانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور اور جناب جمیل اطہر سرہندی (موجودہ صدر مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور، سرپرست انجمن غلامانِ مصطفٰے جامع مسجد قادریہ شیر ربانی ۲۱۔ا یکٹر سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور) نے بارگاہِ ایزدی میں کلماتِ شکر ادا کیے اور معزز مقالہ نگاران/مقررین، مہمانانِ خصوصی اور شرکاءِ مجلس کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا اور حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے پیغام کو عام کرنے کی ضرورت اور اہمیت پر زور دیا۔ آخر میں مفسر قرآن جناب پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب نے دعائے خیر کی اور مہمانانِ خصوصی اور شرکاء محفل کی مجددیہ لنگر سے بھرپور طریقے سے تواضع کی گئی اور اس طرح یہ پاکیزہ مجلس بحسن وخوبی اختتام کو پہنچی۔

marfat.com
Marfat.com

# سابقہ کانفرنس میں
# پیش کیے جانے والے
# مقالات کے عنوانات

محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

marfa.com

Marfat.com

**مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور کے زیر اہتمام ۹۔ مارچ ۲۰۰۸ء بروز اتوار بوقت ۲ بجے بعد دوپہر سماع ہال دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور میں منعقدہ "امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس" میں پیش کیے جانے والے مقالات مع اسمائے گرامی مقالہ نگاران درج ذیل ہیں:**

| نمبر شمار | عنوان مقالہ | مقالہ نگار |
|---|---|---|
| ۱۔ | دربار رسالت مآب ﷺ میں حضرت مجدد الف ثانی کی مقبولیت | مولانا جاوید اقبال مظہری مجددی |
| ۲۔ | حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقامات عالیہ | صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد |
| ۳۔ | مکتوبات امام ربانی میں عقائد اہل سنت | صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی |
| ۴۔ | حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے اہداف۔ نظریات یا شخصیات | پروفیسر قاری مشتاق احمد |
| ۵۔ | حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے ملت اسلامیہ کو تفرقہ میں مبتلا نہیں کیا | علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی |
| ۶۔ | حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ جہاد | پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی |
| ۷۔ | مجاہدین اسلام کو حضرت مجدد کے نصائح | پروفیسر راغب الیاس شاہ |
| ۸۔ | حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی مجاہدانہ تبلیغ سے جہانگیر کے رویے میں تبدیلی | علامہ ڈاکٹر محمد اشفاق جلالی |
| ۹۔ | حضرت مجدد کے خسر شیخ تھانیسری کی جلاوطنی اور شہادت | پروفیسر محمد اقبال مجددی |

marfa.com

Marfat.com

| | | |
|---|---|---|
| ۱۰۔ | وحدۃ الشہود گرہ کشائے وحدۃ الوجود | ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی |
| ۱۱۔ | مکتوبات امام ربانی کے ماخذ | ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس |
| ۱۲۔ | شیخ سلطان اور مجددیت | محمد خلیل مجددی |
| ۱۷۔ | صدارتی خطبہ | مفتی محمد معظم احمد |

## نوٹ:

قارئین حضرات مندرجہ بالا عنوانات کتاب بعنوان ''نذرِ مجدد'' مرتبہ صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی سے مطالعہ کرسکتے ہیں۔

''نذرِ مجدد'' کے حصول کے لیے ناشر شیر ربانی پبلیکیشنز چوک شیر ربانی، شیر ربانی روڈ ۲۱۔ ایکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور سے رابطہ کرسکتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

All Rights Reserved with Publisher

**Title:** Armaghan-e-Imam-e-Rabbani (Vol-II)

**Editor:** Dr.Muhammad Humayun Abbas Shams

**Ph.D** (B.Z.University Multan, Pakistan)

**PostDoc.**(University of Glasgow, Glasgow,U.K.)

**Prof Reading:** Shahid Hussain

**Calligraphy :** Ahmad Ali Bhutta

**First Edition:** January 2010

**Published by :**Shere-eRabbani Publications

Lahore.

Supervision and Composing:Muhammad Nazim

297.4 Armaghan-eImam-e-Rabbani edited by:
Humayun Abbas
ARM
Lahore, Sher-e-Rabbani Publications, 2009
265P
1.Sufism

marfa.com

Marfat.com

Proceedings of 32nd
**Imam-e-Rabbani National Conference**
held on 22nd February 2009 at Hamdard Markaz Lahore

# Armaghan-e-Imam-e-Rabbani

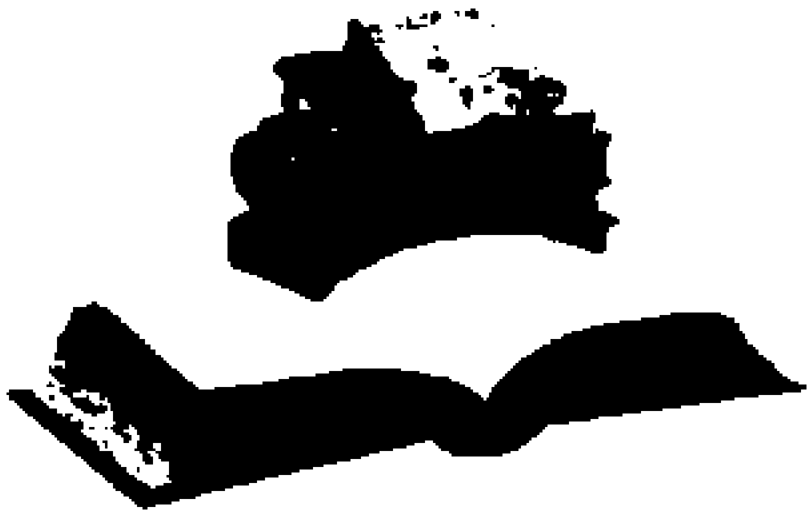

EDITOR:

**Dr. Humayun Abbas**

Vol.2

**Sher-e-Rabbani Publications**
**Lahore**

marfat.com

Marfat.com

# Armaghan-e-Imam-e-Rabbani

Vol. 2

EDITOR:

Dr. Humayun Abbas

Sher-e-Rabbani Publications
Lahore